ہین مذہب والا اپنے متبوع کے قابل اتباع ہونے کے اپنے ہی گروہ کی سند پیش آتے
ہین دوسرے مذہب والا اپنے ہی گروہ کی سند پر اپنے متبوع کے وجب الاتباع ہونیکی لاتا ہے
خواہ وہ سند اس متبوع کی ذاتی عمدگی اور اعلی سے اعلی درجہ رکھنے سے متعلق ہون یا ذہن بابی
تعلق خاص ثابت کرنے سے علاقہ رکھتے ہون خواہ ظہور معجزات دخرق عادت اور اظہار عجائبات پر مبنی ہوتی
یہی سب سے بڑا مرحلہ ہے جو ہر ایسے مذہب والے کو جو صرف اپنے ہی مذہب کے حق ہونیکا دعویدار ہے طے کرنا ہے
امام صاحب کو اس رسالہ مین صرف مذہب سنین ہی کے فرق متعددہ سے بحث کرنی تھی اسلئے اونھون نے اس بحث کو
وسعت نہین دی ہماری کوشش اسمین ہے کہ ادیان مختلفہ میں سے مذہب حق کی تمیز کرنیکا طریقہ ظاہر کرین اور
اسپر جو کچھہ ہمنے لکھا اسکو لوگ نہین سمجھے اور سمجھے تو کفر وارتداد اور نیچریت ہمنے دیر بتہ سمجھے

راقم کہتا ہے امام غزالی نے فرقہ ہائے اسلام باہمی مخالفین سے ایک کو دوسرے کی تکفیر سے روکنے
کی یہی وجہ بیان کی ہے کہ جس امام یا مجتہد کی تقلید سے ایک فرقہ دوسرے کی تکفیر کرتا ہے اسکو واجب
الاتباع و خاصکر حقانی ہونے پر وہ کوئی دلیل نہین رکھتا - پھر کیسکو مجرد اس خیال سے کہ وہ میرے متبوع
وامام (باقلانی یا اشعری) کا خلاف کرتا ہے کیون کافر بناتا ہے اور اپنے تئین صرف اس وجہ سے کہ وہ
باقلانی یا اشعری کا متبع و مقلد ہے کیون حقانی قرار دیتا ہے -

آپ نے اس وجہ کو منکرین انبیاء کے حق مین جاری کیا ہے اور اسکی دستاویز سے انکی تکفیر سے مسلمانونکو
روکا ہے اور صاف فرمادیا ہے کہ ایک مسلمان کیون صرف اپنے مذہب کو حق پر اور اپنے ہی کو ناجی اور
سب مذہب کو باطل اور انکے پیرون کو کافر بناتا ہے

اس کلام سے آپنے صاف جتایا ہے کہ جیسے باقلانی یا اشعری کے واجب الاتباع اور حق پر ہونے پر کوئی دلیل
نہین ہے اور بنا کر علیہ تکفیر مخالفین باقلانی و اشعری ناجائز ہے ایسا ہی محمد رسول اللہ صلعم کی وجب الاتباع اور
حق پر ہونے پر کوئی دلیل نہین ہے - لہذا مسلمانونکو جایز نہین ہے کہ کسی یہودی یا نصرانی یا مجوسی کو
صرف اس خیال سے کہ وہ محمد رسول اللہ صلعم کا منکر و مخالف ہے کافر کہین - اور اپنے تئین اس نظر سے کہ وہ
محمد رسول اللہ صلعم کے متبع و مقلدین ناجی و حق پر قرار دین -

بلکہ یہہ محض مغالطہ ہے جسکا صدور کسی مسلمان سے ممکن نہین ہے - یہہ اسیکا
جو آنحضرت صلعم کو نبی واجب الاتباع نہین جانتا - اور کفر و اسلام کو یکسان
مسلمانون کی طرف سے اسکا جواب یہہ ہے کہ ہمارا آنحضرت صلعم کو واجب الا[illegible] نا
اور آپکے منکرین ومخالفین کو کافر بتانا ایسا بے دلیل نہین ہے جیسا اشاعرہ یا باقلانیہ کا اشعری
و باقلانی کو واجب الاتباع کہنا - اور انکے مخالفین کو کافر بتانا بے دلیل ہے بلکہ آنحضرت صلعم کو واجب الاتباع
کہنا اور انکے منکرین کو کافر بتانا اُن براہین+ ساطعہ و دلایل قاطعہ کی دست آویز سے ہے جنسے آنحضرت صلعم کا رسول
واجب الاتباع معصوم عن الفساد ہونا ثابت ہوتا ہے - آپ معذور ہین آنحضرت صلعم کو کسی دلیل سے واجب الاتباع نہین جانتے
اسلیے منکرین رسالت محمدیہ صلعم کو اپنے مذہب بہائی و ناجی ++ وحقانی سمجھتے ہین - مگر مسلمان آپکے اس مغالطہ مین کب پہنستے ہین
اور جو خاتمہ کلام مین آپنے فرمایا ہے کہ ہماری کوشش اس مین ہے کہ دلایل مختلفہ سے مذہب حق
کے تمیز کرنیکا طریق ظاہر کرین اور اسپر جو کچہہ ہمنے لکہا ہے اسکو لوگ نہین سمجہے اور سمجہے تو کفر و ارتداد
ونیچریت بمعنے دہریت سمجہے - یہہ آپنے اس مغالطہ کو برقعہ پہنایا ہے - اور اسمین یہہ جتایا ہے
کہ کلام سابق مین ہمنے مسلمانونکو تکفیر مخالفین مذہب اسلام سے منع نہین کیا - بلکہ انکی تکفیر اور اپنے مذہب
حق کی تمیز کا طریقہ بتایا ہے - مگر یہہ مغالطہ پر مغالطہ ہے - آپ نے مذہب اسلام کے اور مذاہب سے
تمیز اور منکرین نبی اسلام کی تکفیر کا کوئی طریق نہین بتایا - بلکہ کفر و اسلام کو یکسان کر دیا ہے
اور منکرین رسل وکتب احکام کو بلا شبہہ مسلمان و ناجی قرار دیا ہے -
اسپر یہہ دعوی کہ ہم مذاہب مختلفہ سے مذہب حق کی تمیز کا طریق بیان کرتے ہین کب زیبا ہے
اگر آپ کوئی ایسا طریق بیان فرماتے جس سے اسلام کو کفر سے تمیز ہوتی اور منکرین ومخالفین

+ ان دلائل و براہین کی تفصیل کا محل ہمارا مبحث اثبات نبوت ہے - جسکا اتمام پورا ختم
اس مبحث کے انشاء اللہ تعالے ہوگا اس مقام اسکی تفصیل محض اجنبی ہے - ١٢ حاشیہ

++ دیکہو مضمون مذہب الہی سا انکا امر طبعی ہے جسکا نقل و ابطال اشاعۃ السنۃ نمبر ١١ جلد ٢ وغیرہ مین کیا گیا ہے ١٢ حاشیہ

لی۔ [illegible]ین بن سکتے ہیں؟

[illegible]ت ہے [illegible] [illegible]نے اسی دوست سے مخاطب ہو کر فرمایا ہے اگر تو اپنے اور اپنے مثل لوگوں
کے دل سے یہہ کا[illegible] [illegible]یچ کام نکالنا چاہے تو اپنے آپ سے اور اپنے مخاطب حاسد وطاعن سے کفر

فان اردت ان تنتزع ہذہ الحسکۃ عن صدرک
وصدر من فی مثل حالک فخاطب نفسک۔
وصاحبک وطالبہ بحد الکفر فان زعم ان
حد الکفر ہو ما یخالف مذہب الاشعری او
مذہب المعتزلی او الحنبلی او غیرہم فاعلم انہ
غر بلید قد قیدہ التقلید فہو اعمی من
العمیان فلا تضیع باصلاحہ الزمان وناہیک
حجۃ بافحامہ مقابلۃ دعواہ بدعوی خصومہ
اذ لا یجد بین نفسہ وبین سائر المقلدین
المخالفین لہ فرقا وفصلا ولعل صاحبک
یمیل من بین سائر المذاہب الی الاشعری
ویزعم ان مخالفتہ فی کل ورد وصدر من
الکفر الجلی فاسئلہ من این ثبت کون الحق
وقفا علیہ حتی یکفر الباقلانی فی ان خالفہ فی صفۃ البقاء
للہ تعالی وزعم انہ لیس وصفا زائدا علی الذات
ولم صار الباقلانی اولی بالکفر بمخالفۃ الاشعری
من الاشعری بمخالفۃ الباقلانی ولم صار الحق
وقفا علی احدہما دون الثانی اذلک

کی حقیقت دریافت کر۔ اگر وہ کہے کہ کفر وہی ہے
جو مذہب اشعری یا مذہب معتزلی یا حنبلی کے مخالف ہے
تو تو جان لے کہ وہ [illegible] دن ہے جو [illegible] میں پڑا ہو
اور نابینا ہے تقلید میں بندھا ہوا ہے اس کی اصلاح
وخطاب میں اپنے اوقات کو ضایع نہ کر۔ اسکے ساکت
کرنے کو یہی دعوی اسکے مخالف کی طرف سے پیش کرنا
کافی ہے۔ کیونکہ وہ اپنے میں اور اپنے مخالف
مقلدوں میں کوئی فرق نہیں نکال سکتا۔ شاید
وہ سب مذاہب میں سے مذہب اشعری کی طرف مائل ہے
اور یہہ خیال رکھتا ہو کہ اشعری کا خلاف ادنی
تمام باتوں میں جو اس سے سرزد ہوئی ہیں کھلم کھلا
کفر ہے۔ پس تو اس سے پوچھ کہ اسکو یہہ کہاں سے ثابت ہو گیا
ہے کہ حق اشعری پر آٹھہرا ہے جسکے سبب سے وہ باقلانی
کو کافر کہتا ہے کیونکہ وہ اشعری کا مسئلہ صفۃ البقاء
میں مخالف ہے اور یہہ سمجھتا ہے کہ صفت بقا خداتعالے
کی ذات سے علاوہ کوئی چیز نہیں ہے۔ اشعری کی
اس مخالفت کے سبب باقلانی کیوں لائق تکفیر ہوا اور
اشعری بتا میں باقلانی سے مخالف ہونے کے سبب کیوں

لہ فیصلا کا ترجمہ آپ نے تعلیقات سے کیا ہے ۱۲

بسبق الزمان فقد سبق الاشعری غیرہ
من المعتزلة فلیکن الحق للسابق علیہ ام
لاجل التفاوت فی الفضل والعلم فبای میزان
ومکیال قدر درجات الفضل حتی لاح له ان
لا افضل فی الوجود من متبوعه ومقلده فان
رخص للباقلانی فی المخالفة فلم حجر علی غیرہ
وما الفرق بین الباقلانی والکرابیسی
والقلانسی وما مدرک التخصیص بهذه الرخصة

کافر ہو۔ ان میں ایک شخص ہی حق والا کیوں
سمجھا گیا ہے اگر یہہ سبقت زمانہ اشعری کی نظر سے
ہے تو اشعری سے پہلے معتزلہ گذر چکے ہیں
پس چاہیے کہ یہہ تجویز حقانیت معتزلہ کے لئے ہو اور
اگر یہہ علم و فضیلت میں تفاوت کے سبب سے ہے تو وہ
میزان بیان کرنی چاہیے جس سے معلوم ہوا ہے
کہ اسکے متبوع و امام سے کوئی افضل نہیں ہے
یہہ سنکر اگر وہ باقلانی کو مخالفت اشعری کی رخصت
دے تو پھر اوروں کو اس مخالفت سے کیوں منع کرے۔ باقلانی و کرابیسی و قلانسی میں کیا فرق ہے
اور اس رخصت خلاف کی اشعری سے خاص ہونے کی کیا وجہ ہے۔

اس قول میں انہوں نے یہہ تصرف کیا ہے کہ جو امام غزالی نے اسلامی مذاہب باہمی
مختلفہ کے حق میں فرمایا ہے اور ایک کو دوسرے کی تکفیر سے باہمی خلاف کے سبب منع کیا
ہے اور اپنے مذہب کو دوسرے مذاہب اسلامی پر ترجیح دینی اور بالتخصیص حق پر جاننے سے
روکا ہے اسمیں اسمٰعیل صاحب نے فرقہ ہائے مخالفہ مذہب اسلام یہود و نصاری ہنود و مجوس کو بھی
شامل کر لیا ہے اور اہل اسلام کو ان فرقوں کی تکفیر سے بھی منع کر دیا ہے۔ چنانچہ فرماتے ہیں یہہ تقریر
امام صاحب کی نہایت عمدہ آب زر سے لکھنے کے قابل ہے مگر انہوں نے اسکو نہایت محدود خیال کیا ہے
یہہ تو ایک بڑا مضمون ہے۔ صرف اشعری باقلانی اور معتزلے ہی پر محدود نہیں ہے بلکہ ادیان
مختلفہ سے بھی متعلق ہے۔ یہودی عیسائی اور مسلمان و مجوس وغیرہ ہی سب کی نسبت یہی بحث ہے
ایک مسلمان کیوں صرف اپنے مذہب کو حق اور اپنے ہی کو ناجی اور سب مذاہب کو باطل اور انکے
پیرؤوں کو کافر جانتا ہے اسکا سبب بجز اسکے اور کچھہ نہیں کہ وہ اپنے متبوع پر اور اسکی کلام پر پورا
اعتقاد رکھتا ہے۔ مگر یہودی عیسائی مجوسی و براہمی بھی اسیطرح اپنے متبوع پر اعتقاد رکھتا ہے

التفرقہ بین الاسلام والزندقہ

یعنے چہپے ارتداد و اسلام مین تمیز

اس مضمون مین امام حجۃ الاسلام ابو حامد غزالی نے ایک رسالہ تالیف کیا ہے جسکا یہی نام ہے جو ہمارے اس مضمون کا عنوان ہے۔ اس رسالہ کا خلاصہ مطلب یہہ ہے کہ منکر و مکذب رسول مقبول صلعم کا کافر جاوید مخلد فی النار ہے۔ مگر جو اس انکار کا کسی تاویل کی آڑ مین مرتکب ہو وہ کافر نہین ہو بشرطیکہ وہ محل جسمین وہ تاویل کا مرتکب ہو تاویل کی گنجایش رکہتا ہو۔ اور اوسکی تاویل مین قطعیات و ضروریات دین سے انکار نپایا جاتا ہو۔

و ازانجا کہ انکار نصوص و تکذیب رسول مقبول ان ایبل سید احمد خانصاحب بہادر کی مذہب کا اصول ہے اور جن تاویلون کے آڑ مین وہ انکار و تکذیب کے مرتکب ہین اون تاویلون کی نصوص مین گنجایش نہین ہو اور انمین قطعیات و ضروریات دین کا انکار پایا جاتا ہو و نباءً علیہ وہ رسالہ آپ پر فتوی تکفیر لگاتا ہے اسلئے آپنے تہذیب الاخلاق ماہ ذی الحجہ سنہ ۱۲۹۶ ہجری و محرم و صفر سنہ ۹۷ مین اس رسالہ پر ایک ریویو لکہا ہو جسمین اس رسالہ کے اکثر مطالب کو رد کیا ہے۔ اور از انجملہ ایک مادہ بات کو بحذف تفصیل و شرائط مفید مدعا بنا کرلے لیا ہے۔

مین اس **ریویو پر ریویو** لکہنا چاہتا ہون جس سے میرا مقصود یہہ ہے کہ جن باتون کو آپنے مضر مطلب سمجہکر رد کردیا ہے انکی صحت ثابت کرون۔ اور جس بات کو آپنے مدعا کے موافق بنا لیا ہے اسکا مخالف مدعا جناب ہونا ثابت کردکہاؤن۔ اور اس رسالہ متبرکہ کو آپکے تصرفات و خدشات سے پاک کرون اور اسکے مصنف علامہ امام حجۃ الاسلام کی نصرت و حمایت عمل مین لاؤن +

پہلا مبحث جملہ مباحث متعلقہ جناب سے اہم و مقدم ہے کیونکہ آپکی جملہ کارروائیون کا مدار یہی تاویلی انکار ہے اسی نظر سے مباحث سابقہ کو ناتمام چہوڑکر اسکی طرف توجہ ضرور سمجہی گئی ہے۔ ناظرین بہی اسکے پڑہنے اور سمجہنے مین پوری توجہ مبذول فرماوین۔ وتا اختتام اس مبحث کی تمام مباحث سابقہ سے عام ذہن

مین پہلے اقوال امام غزالی کو جو محل بحث ہین نقل کیا جاویگا پھر تعقبات و تصرفات جناب مجدد کو قلم مین لایا جائیگا ۔ پھر انکا جواب پیش کیا ہوگا ۔ وما توفیقی الا باللہ ۔ دیباچہ و اقوال امام غزالی واضح ہو کہ اس رسالہ کے دیباچہ مین یہہ بیان ہے کہ یہہ رسالہ امام صاحب نے ان حاسدونکی جواب

قال الغزالی بعد الحمد والصلوٰۃ ۔ اما بعد فانی رأیتک ایہا الاخ المشفق والصدیق المتعصب موغر الصدر منقسم الفکر لما قرع سمعک من طعن طائفۃ من الحسدۃ علی بعض کتبنا المصنفۃ فی اسرار معاملات الدین وزعمہم ان فیہا ما یخالف مذہب الاصحاب المتقدمین والمشایخ المتکلمین وان العدول عن مذہب الاشعری ولو قید شبر کفر ۔ فہون ایہا المشفق علی نفسک ۔

مین (جو انکی کتب اسرار و معاملات دین پر معترض ہوے اور یہہ خیال کی تہی کہ اسمین مذہب متقدمین اشاعرہ کا خلاف ہے ۔ اور اشعری کا خلاف بالشت بہر کیون نہو کفر ہے) تالیف کیا ہے ۔ اور اسمین اپنے بعض احباب کو یہہ ارشاد کیا ہے کہ ان حاسدون کے اعتراضات سے دل مین تنگی نہ لاوین اور انکی کچہہ پرواہ نکرین ۔

اس قول مین اسرائیل صاحب نے اتنا تصرف کیا ہے کہ اشارۃ اپنے مخالفات کو بہی خلافیات امام غزالی مین داخل کیا ہے اور اپنے احباب کو اسی بے پرواہی کا حکم دیا ہے ۔ چنانچہ پرچہ محرم کے ص ۱۰۴ مین فرمایا ہے (باعث یہہ ایسے شخص کے احباب کو ایسا ہی کرنا چاہئے ۔ ایسے شخص کی ذوات شریف کو مراد رکہتے ہین) مخلصین کو ضرور ہے کہ وہ معاندین کی باتون پہ صبر کرین اور یقین کرین کہ الحق یعلو ولا یعلی اور اسوقت کے آنے کے منتظر رہین ۔

راقم کہتا ہے یہہ تو آپنے بجا فرمایا مگر یہہ نہ سوچ لیا کہ ہمارے خلافیات کو امام غزالی کے خلافیات سے کیا نسبت ہے ۔ غزالی نے خلاف کیا ہے تو صرف اشعری یا باقلانی کا خلاف کیا ہے جو واقعی لائق پرواہ نہین ہے آپنے تو خدا و رسول کا خلاف کیا ہے ۔ اور توریت و انجیل و زبور و قرآن سبکو طاق مین رکہدیا ہے ۔ ہم اس خلاف پر کیونکر بے ڈر و بے پرواہ ہوسکتے ہین ؟ اور کسی طرح

---

† اسرائیل صاحب بہادر نے نقل مطلب رسالہ مین معاملات کا ترجمہ علامات کیا ہے ۱۲

انبیاء و کتب و احکام کی تجویز تکفیر پائی جاتی تو یہہ دعوی آپ کو زیب دیتا ــ کفر و اسلام کو یکسان و یک جاے کرکے تو یہہ دعوی کسی صورت سے مناسب نہین ہے اور یہہ اختلاف و خلاف بیباقی رفتار مرد مہذب کے شان کے لائق نہین ہے ــ

نصیحۃ عرض کرتا ہون کہ جب آپ کوئی ایسی بات فرمانے لگین تو اس سے پہلے ایکدفعہ تہذیب الاخلاق وغیرہ تصانیف ساحی کو دیکھہ لیا کرین بلا مراجعت کلام سابق کوئی بات زبان یا قلم سے نہ نکالا کرین ــ

اسکے بعد امام صاحب نے فرمایا ہے شاید تیری یہہ خواہش ہو کہ تو کفر کی تعریف پہچانے اون تعریفات

فصل لعلک تشتہی ان تعرف حد الکفر بعد ان تناقض عندک حدود اصناف المقلدین فاعلم ان شرح ذلک طویل و مدارکہ غامضۃ ولکنی اعطیک علامۃ مطردۃ منعکسۃ لتتخذہا مطمح نظرک و ترعوی بسببہا عن تکفیر الفرق و تطویل اللسان فی اہل الاسلام وان اختلفت طرقہم ما داموا یقولون لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ صادقین غیر متناقضین لہا فاقول الکفر ہو تکذیب الرسول صلعم فی شیءٍ مما جاء بہ والایمان تصدیقہ فی جمیع ما جاء بہ فالیہودی والنصرانی کافران لتکذیبہما الرسول والبرہمی کافر بطریق الاولی لانہ انکر مع رسولنا سائر الرسل والدہری کافر بطریق الاولی لانہ انکر الرسل مع المرسل و ہذا لان الکفر حکم شرعی کالرق والحریۃ مثلاً اذ معناہ اباحۃ الدم

متناقضہ کے سوا جو تجھے مقلدین سے پہنچی ہین پس تو جان لے کہ اسکی شرح طویل ہے اور اسکے جاننے کے موقع پوشیدہ ہین لیکن مین تجھے ایک صحیح علامت کفر جو افراد غیر کفر کو مانع اور افراد کفر کو جامع ہو بتاتا ہون کہ تو اسکو بنظر ختم رکہے اور اسکے سبب اہل اسلام کو (گو وہ مختلف مذہب رکھتے ہون) کافر کہنے اور انکی نسبت زبان درازی کرنے سے رکا رہے جب تک کہ وہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ سچے دل سے کہتے رہین ــ اور کوئی قول یا فعل اسکے برخلاف نکہین اور نکرین ــ پس مین کہتا ہون کہ کفر کی تعریف یہہ ہے کہ رسول کی کسی بات مین جو وہ لیکر آئے تکذیب کرین ــ اور ایمان یہہ ہے کہ رسول کی سبہی باتونکو مان لین ــ بناءً علیہ یہودی و نصرانی دونون فریق کافر

والحكم بالخلود في النار ومدركه شرعي فيدرك اما بنص او بقياس وقد وردت النصوص في اليهود والنصارى والتحق بهم بطريق الاولى البراهمة والثنوية والزنادقة والدهرية وكلهم مشتركون في انهم مكذبون للرسول فكل كافر فهو مكذب وكل مكذب فهو كافر فهذه هي العلامة المطردة المنعكسة ـ

ہین کیونکہ وہ ہمارے رسول کو نہین مانتے ۔ اور برہمی انسے بڑھکر کافر ہین کیونکہ وہ کسی رسول کو نہین مانتے ۔ اور دہریہ انسے بہی بڑھکر کافر ہین کیونکہ وہ انکار رسولون کے ساتہہ وجود خدا سے بہی انکار رکہتے ہین ان سب کو ہمنے اسلئے کافر کہا ہے کہ کفر ایک شرعی حکم ہے جسکا مطلب حکم خلود فی النار (یعنے ہمیشہ کے لئے آگ مین رہنا) ہے اور وہ شرع ہی سے معلوم ہو سکتا ہے نص سے یا قیاس سے (یہان قیاس سے مراد امام غزالی کی قیاس بالاولی ہے جسکو دلالۃ النص کہا جاتا ہے اور اسکی حجت سمجھنے مین منکرین قیاس علیہ کو بہی کلام نہین ہے) سو یہود و نصاری کے کافر ہونے مین تو نصوص وارد ہین اور براہمہ و ثنویہ و زنادقہ و دہریہ بحکم قیاس بالاولی انکے ساتہہ ملحق ہین اور یہہ سب تکذیب رسول مقبول مین شریک ہین پس جو کافر ہے وہ رسول کا مکذب ہی اور جو مکذب رسول ہو سو کافر ہی ہی ایک علامت ہے جو تعریف کفر مین مانع اور جامع ہے ۔

یہہ قول امام غزالی ـ کا ہے جو اس مذہب کا مخاطب تہا اور بنظر اس تکذیب رسول کے جو شب و روز ہر تحریر و تقریر مین آپ سے سرزد ہو رہی ہے صاف طور پر آپکے تکفیر کرتا تہا اسلئے **آپنے** اسکو صاف رد کر دیا ہے چنانچہ **فرمایا** ہے اس مقام پر امام صاحبنے بات کو خلط ملط کر دیا ہے[+] یہہ ٹہیک ہے کہ کفر ایک شرعی حکم ہے اور منکر یا مکذب رسول کا کافر ہے ۔ مگر شرعی کافر ۔ پس ایک موحد جو پورا پورا ٹہیک طور پر کامل موحد ہے مگر وہ نفس رسالت ہی کا منکر ہے اور اسلئے کسی رسول کو نہین مانتا اسکا کفر بہی کفر شرعی ہے مگر اسپر خلود فی النار کا حکم دینا جیسا کہ اس مقام پر امام صاحب نے بیان کیا ہے صحیح نہین ۔ موحد

[+] یہہ بات آپکو اب سوجہی ہی جب اشاعة السنة نمبر ۱۱ جلد ۲ مین آپ پر سخت لی دی ہوئی ۔ پرچہ ذیقعدہ سنہ ۹۶ تہذیب الاخلاق مین تو آپنے صاف فرمایا تہا کہ جو کسی نبی کو نمانے وہ کافر نہین ہے ۔

کے کفر پر کوئی نص وارد نہیں ہے - بلکہ برخلاف اسکے نص آئی ہے قیاس جو نص پر مبنی ہو بلکہ مطلق قیاس ہی
موجود نہیں ہے - انبیاء صرف† خدا کی وحدانیت پر یقین دلانیکو اور اس کی عبادت کی ہدایت کرنیکو
مبعوث ہوئے ہین اور موحد اسپر کامل یقین رکہتا ہے پہر اسکے کفر مطلق پر قیاس ہی موجود نہیں ہے - کفر
شرعی اور کفر مطلق دو علیحدہ علیحدہ چیزین ہین جنمین عموم وخصوص†† من وجہ کی نسبت ہے - اور خلود فی النار
صرف کفر مطلق کا نتیجہ ہے - اور وہ کفر صرف شرک حقیقی سے خواہ ذات مین ہو خواہ صفات مین خواہ عبادت
مین متحقق ہوتا ہے نہ کسی دوسری چیز سے لانہ یغفر ما دون ذلک "

راقم کہتا ہے - اس کلام مخاطب والامقام مین جو تناقض وتہافت ہے وہ اشاعۃ السنہ نمبر ۲ جلد ۲
مین بصفحہ ۴۱ بیان ہو چکا ہے یہان صرف اسبات اثبات مطلوب ہے کہ رسول کا مکذب مخلد فی النار ہے -
سو بہت سے آیات واحادیث مین پایا جاتا ہے -

واضح ہو کہ منکر ومکذب نبی ص کا کافر ہونا تو اس مقام مین آپ بہی مان چکے ہین گو پرچہ ذیقعدہ ۹۶ھ مین اس سے
انکاری تہے - اور جو کوئی اب بہی اسکو نمانے وہ اسکا ثبوت اشاعۃ السنہ نمبر ۱۱ جلد ۲ مین دیکہہ لے پس جسقدر
آیات عموماً کفار کے لئے خلود فی النار کے مثبت ہین وہ سب کے سب منکرین ومکذبین رسول کے لئے خلود

---

† لفظ صرف اگر لفظ خدا کی قید ہے اور یہہ مطلب ہے کہ نبی خدا ہی کی وحدیت پر یقین دلانے کو آئے ہین نہ کسی دوسرے
کی وحدانیت پر تو اس سے یہہ ثابت نہین ہوتا کہ سوائے یقین دلانے وحدانیت خدا کے دوسرے
مطلب کو نہین آئے تا کہ اسکا انکار کفر ہو اور اگر یہہ قید فقط یقین دلانے اور ہدایت کرنے
کی ہے اور یہہ مطلب ہے کہ انبیاء صرف خدا کا یقین دلانے اور توحید کی ہدایت کرنیکو آئے ہین سوائے
اس یقین وحدانیت وتوحید کے دوسری بات بتانے کو نہین آئے تو یہہ دعوی محض غلط ہے - انبیاء جیسے
خدا کی وحدانیت پر یقین دلانے و توحید سکہانے کو آئے ہین ویسے ہی خدا کے اور احکام و اخبار
پہنچانیکو آئے ہین پس جسنے انبیاء کی ایک بات کو نمانا اسنے ہر مقصود الہی کا خلاف کیا وہ بلاشبہ کافر ہوا ۱۲ منہ

†† یہہ محض مغالطہ ہے کفر مطلق کفر شرعی مین عموم وخصوص مطلق ہے چنانچہ اسکا بیان نمبر ۲ جلد ۳ مین ہی ہو چکا ہے ۱۲

کے اثبات مین ظاہر الدلالۃ ہین جیسے آیۃ سورہ مائدہ جسمین یہہ ارشاد ہے - جنہون نے کفر کیا اگر انکو

ان الذین کفروا لو ان لہم ما فی الارض جمیعا و مثلہ معہ لیفتدوا بہ من عذاب یوم القیمۃ ما تقبل منہم ولہم عذاب الیم - یریدون ان یخرجوا من النار وما ہم بخارجین من النار ولہم عذاب مقیم - (مائدہ ع ۶)	جو کچھہ کہ زمین مین ہے اور ویسا ہی ساتہہ اسکی ملجائے تاکہ وہ اسکو عذاب روز قیامت کی بدلی دین تو ان سے قبول نکیا جاویگا اور انکو دکہہ کا عذاب ہوگا وہ دوزخ سے نکلنا چاہینگے مگر نکلنا نپاوینگے اور انکو دائمی عذاب رہیگا -

اسی قسم کی اور بہت سی آیات ہین جنمین خاصکر خدا کے منکر یا کسی مشرک کے خلود کا ذکر نہین بلکہ عموماً سبہی کفار کے لئے خلود کا اثبات ہے - مگر شاید آپ اون آیات کو ظاہر و عموم کو بے اعتبار ٹھہراوین اور بلاوجہ اسکو کفار مشرکین سے مخصوص کرین اسلئے اس مقام مین ایسی آیات کو ذکر کیا جاتا ہے جنمین خاصکر اون کافرونکی لئے خلود نار کا اثبات ہے جنہون نے رسول کو نمانا اور جو آیات رسول پر نازل ہوئین انکو جہوٹا جانا - سورہ اعراف مین بانکار آیات رسول کی تکذیب کرنیوالون کے لئے خلود تجویز کیا ہے اور انکو جنت سے مایوس کردیا ہے چنانچہ فرمایا ہے جو لوگ ہماری آیتونکو جہٹلاتے ہین اور انکی اتباع سی تکبر کرتے ہین انکے

ان الذین کفروا بآیتنا واستکبروا عنہا لا تفتح لہم ابواب السماء ولا یدخلون الجنۃ حتی یلج الجمل فی سم الخیاط وکذلک نجزی المجرمین لہم من جہنم مہاد ومن فوقہم غواش وکذلک نجزی الظالمین والذین اٰمنوا وعملوا الصالحات لا نکلف نفسا الا وسعہا اولئک اصحاب الجنۃ ہم فیہا خالدون - اعراف ع ۵	لئے آسمان کے دروازے کہولی نجاوینگے اور وہ بہشت مین داخل نہونگی جبتک کہ سوئی کے ناکے مین اونٹ نہ گہس جاوے - مجرمونکو ہم ایسی سزا دیتے ہین انکے لئے دوزخ سی بچہونا ہے اور اسیکا اوڑہنا - ظالمونکو ہم ایسی ہی سزا دیتے ہین اور جو لوگ ایمان لائے اور انہون نے اچھے کام کئے ہم کسیکو

اوسکی طاقت سے خارج کام نہین بتاتے وہی بہشت والے ہین وہی اسمین رہینگے -

اور سورہ رعد مین بانکار حشر جسمانی رسول کی تکذیب کرنیوالے کو خلود نار کا ڈر سنایا ہے اور صاف

وان تعجب فعجب قولہم اذا کنا ترابا ءانا لفی خلق جدید	فرمادیا کہ اگر تو انکی جہٹلانے سی تعجب کرے تو انکا یہہ کہنا

اولئک الذین کفروا بربہم واولئک الاغلال فی اعناقہم واولئک اصحاب النار ہم فیہا خالدون - (رعد ع ۱)

(وان تعجب یا محمد من تکذیب الکفار لک ۱۲ جلالین)

کہ جب ہم مٹی ہوجاوینگے توکیا نئے سرے سے پیدا ہونگے تعجب کے لایق ہے - یہہ لوگ (تجھے سچا ہین جہٹلانے کے سبب) خدا سے منکر ہوئے انکی گردنون مین طوق ہین اور یہہ آگ والے ہین ہمیشہ رہینگے

اور سورہ احزاب مین رسول کی اطاعت نکرنیوالونکو کفر ولعنت کا خلعت دیا اور خلود نار کا مژدہ سنایا اور انرایبل صاحب کے خیال کو پورے اور صاف طور پر باطل کیا ہے چنانچہ فرمایا ہے خدا نے

ان اللہ لعن الکافرین واعد لہم سعیرا خالدین فیہا ابدا لا یجدون ولیا ولا نصیرا یوم تقلب وجوہہم فی النار یقولون یالیتنا اطعنا اللہ واطعنا الرسولا وقالوا ربنا انا اطعنا سادتنا وکبراءنا فاضلونا السبیلا ربنا اٰتہم ضعفین من العذاب والعنہم لعنا کبیرا - احزاب ع ۸

کافرونکو پہٹکارا ہے اور انکے لئے آگ کو تیار کر رکہا ہے ہمیشہ اسمین رہینگے اور اسمین کوئی کارساز و مددگار نپاوینگے جسدن آگ مین انکی منہ پلٹائی جاوینگے اور وہ کہینگے کاش اللہ اور رسول کی اطاعت کرتے اور کہینگے ہمارے رب ہمنے سردارون اور بڑونکی اطاعت کی اونہوں نے ہمکو رستہ بہلادیا ای ہمارے پروردگار انکو (ہمسے) دوگنا عذاب دے

اور سورہ جاثیہ مین خبر قیامت مین رسول کو جہٹلانیوالے اور آیات کو ہنسی مین اوڑانیوالیکو ہمیشہ آگ مین رہنے کا ڈر سنادیا اور صاف طور پر فرمادیا ہے جو لوگ کافر ہین انکو (قیامت کے دن) کہا جاویگا کیا تم پر میری آیتین

واما الذین کفروا افلم تکن اٰیاتی تتلی علیکم فاستکبرتم وکنتم قوما مجرمین واذا قیل ان وعد اللہ حق والساعۃ لا ریب فیہا قلتم ما ندری ما الساعۃ ان نظن الا ظنا وما نحن بمستیقنین وبدا لہم سیئات ما عملوا وحاق بہم ما کانوا بہ یستہزءون وقیل الیوم ننساکم کما نسیتم لقاء یومکم ہذا ومأوکم النار وما لکم من ناصرین ذلکم بانکم

پڑہی نہ جاتی تہین اور تم تکبر کرتے اور مجرم رہے - اور جب کہا جاتا خدا کا وعدہ حق ہے اور قیامت مین شک نہین تم کہتے ہم نہین جانتے قیامت کیا چیز ہے ہم تو اٹکل کرتے ہین ہمکو یقین نہین ہے - انکو انکے برے کام ظاہر ہوگئے - اور جس عذاب سے ہنسی کرتے وہ نازل ہوگیا انکو کہا جائیگا تمہین آج ہم بہول جاوینگے جیسے تم اپنے اسدن کا ملنا

اتخذتم آیات اللہ ہزوا وغرتکم الحیوۃ الدنیا فالیوم لا یخرجون منہا ولا ہم یستعتبون

بہول گئے - اور تمہارا ٹہکانا آگ ہی تمہارا کوئی مددگار نہین ہے - یہہ اسلئے ہوا ہے کہ تمنے خدا کی آیتون سے ہنسی کی - اور تمکو دنیا نے دہوکہ مین ڈالدیا - اسدن تم اس سے نہ نکالوگے اور نہ دنیا کی طرف پہرائے جاؤگے -

اسی قسم کی آیات قرآن مین بہت ہین اور جو اسباب مین احادیث وارد ہین وہ بیشمار ہین یا زائد ایک دو حد نہین نقل کیجاتی ہین - صحیح بخاری مین صفحہ ۱۰۸ حدیث ہے کہ جو لوگ انکو دیکہہ دہولے

عن ابی ہریرۃ رضی قال قال رسول اللہ صلعم کل امتی یدخلون الجنۃ الا من ابی قیل ومن یابی قال من اطاعنی دخل الجنۃ ومن عصانی فقد ابی - رواہ البخاری

وعن ابی ہریرۃ رضی عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال والذی نفسی بیدہ لا یسمع بی احد من ہذہ الامۃ یہودی ولا نصرانی ثم یموت ولم یؤمن بالذی ارسلت بہ الا کان من اصحاب النار رواہ مسلم ص ۸۶ -

خواہ نصاری مشرک ہون یا موحد میری دعوت اسلام کی ہے وہ سب بہشت مین جاوینگے بجز اس شخص کے جو انکاری ہو کسینے پوچہا انکاری کون ہوا اپنے فرمایا جسنے میری اطاعت کی وہ بہشت مین داخل ہوگا اور جسنے نافرمانی کی وہ انکاری ٹہرا - ایسا ہی کو ایک دوسری حدیث مین ان الفاظ سے تعبیر کیا ہے کہ کوئی یہودی یا نصرانی ایسا نہیں کہ میرا ذکر یا دعوت اسلام سنے پہر جو مین لیکر آیا ہون اسپر ایمان نہ لائے اور مرجائے بجز اسکے کہ وہ جہنمی ہو

یہہ آیات واحادیث منکر ومکذب رسول کے مخلد فی النار ہونے مین نصوص صریحہ ہین جنسے صاف ثابت ہوتا ہے کہ خلود فی النار صرف شرک (جسکو جناب مخاطب نے کفر مطلق سے تعبیر کیا ہے) کا نتیجہ نہین ہے بلکہ انکار رسول وآیات کی بہی یہی سزا ہے اور اسکے خلاف مین جو کچہہ مخاطب نے کہا ہے وہ سراسر مغالطہ ہے - اور جو خاتمہ کلام مین آپ نے ارشاد کیا ہے کہ منکر ومکذب رسول کا کفر عدم مغفرت مین داخل ہے اور آیۃ ان اللہ لا یغفر ان یشرک بہ ویغفر مادون ذلک کا مصداق ہے یہہ مغالطہ بر مغالطہ+ ہے - ومع ذلک اسکے کچہہ معنے بن نہین سکتے اگر مغفرت سے یہہ مراد ہے کہ منکر رسول کفر کی سزا بہگت کر نجات کا مستحق ہے تو یہہ معنے مغفرت کے نہین ہین مغفرت بدون

+ اسکا بیان نمبر ۱ جلد ۲ مین ہی ہو چکا ہے

مواخذہ معافی کا نام ہے اسی نظر سے آپنے پرچہ ذیقعدہ ۹۶ھ مین اس مغفرت کے مستحقین منکرین ومکذبین
کو بشارت لاخوف علیہم ولاہم یحزنون کا مورد ٹھہرایا ہواہے اور اگر مغفرت سے بلامس عذاب دخول جنت
مراد ہے تو پہر کفر مطلق وکفر شرعی کا تفرقہ حکم خلود مین عبث ہے اور مغالطہ ہے - جب منکر ومکذب
رسول کے لئے بلامس عذاب دخول جنت کے تجویز کیا ہے تو عذاب بلا خلود کس شخص کے لئے ہے -

بالجملہ جو کچہہ اسباب مین آپنے کہاہے غلط ومغالطہ ہے اور امام غزالی کا یہہ کہنا کہ رسول کا مکذب
کافر خالد مخلد فی النار ہے نہایت درست وصحیح ہے اور یہی تکذیب کفر کی صحیح علامت ہے جو
افراد غیر کو مانع اور کفر افراد کو جامع ہے -

اسکے بعد امام صاحب نے فرمایا ہے کہ یہہ جو ہمنے تعریف وحد کفر مین بیان کیاہے باوجود اسکے ظاہر

واعلم ان ہذا الذی ذکرناہ مع ظہورہ تحتہ غلو
بل تحتہ کل الغلو لان کل فرقۃ تکفر مخالفتہا
فتنسبہا الی تکذیب الرسول فالحنبلی یکفر الاشعری
زاعماً انہ کذب الرسول فی عدم اثبات الفوق
للہ تعالی وفی الاستواء علی العرش والاشعری
یکفرہ زاعماً انہ مشبہ وکذب الرسول فی انہ
لیس کمثلہ شئ وہو السمیع العلیم -
والاشعری یکفر المعتزلی زاعماً انہ کذب الرسول
فی عدم جواز رویۃ اللہ تعالے وفی عدم اثبات
صفۃ العلم والقدرۃ وغیرہا من الصفات والمعتزلی

ہونیکی اسمین زیادتی کی گنجائش ہے اسلئے کہ اسمین بہانکی روش
آویزے ہر ایک فرقہ اپنے مخالف کو رسول کا مکذب
کہہ سکتا ہے - مثلاً حنبلی اشعری کو کافر کہہ سکتاہے
یہہ سمجھکر کہ وہ خدا کے لئے جہتہ فوق اور استواء علی العرش
ثابت نکرنے مین رسول کا مکذب ہے اور اشعری حنبلی کو †
کافر کہہ سکتا یہہ سمجھکر کہ اسنے خدا کو مخلوق کی مثل کہا اور رسول کو بات
مین کہ (خدا کی مثل کوئی چیز نہین) جہوٹا سمجہا -
اور اشعری معتزلی کو کافر کہتاہے یہہ جانکر کہ وہ خدا کے
دیدار تجویز نکرنے سے رسول کی تکذیب کرتا ہے ایسا
خدا کی صفۃ علم قدرت وغیرہ صفات کی ثابت

† اسبات کو اشاعرہ کیطرف سے امام صاحبنے بطور الزام نقل کیاہے ورنہ حنابلہ درحقیقت خدا کی فوقیت واستواء علی العرش
ثابت کرنے مین تشبیہ ومماثلہ مخلوق کے معتقد مرتکب نہین ہین چنانچہ انکے اعتقاد کا بیان بذیل مثال دوم وجود عقلی کے آویگا •

یکفر الاشعری زاعماً ان اثبات الصفات تکثیر للقدماء وتکذیب الرسول فی التوحید فلا ینجیک من ہذہ الورطة الا ان تعرف حد التکذیب والتصدیق وحقیقتہما حتی ینکشف لک غلو ہذہ الفرق واسرافہا فی تکفیر بعضہا بعضاً × × × × ×

ثابت نکرنے سے اور معتزلی اشعری کو کافر کہتا ہے یہہ خیال کرکے کہ خدا کے لئے صفات کا ثابت کرنا کئی خداؤں کا تجویز کرنا ہے - اور یہہ رسولؐ خدا کی توحید مین تکذیب ہے - پس اس گرداب سے تجھے بجز اسکے نجات نہوگی کہ تو تصدیق و تکذیب کی حقیقت پہچانے تاکہ تجھے ہر ایک فرقہ کی ایک دوسرے کی تکفیر مین زیادتی معلوم ہوجاے

اس قول کو جناب مخاطب نے اپنے موافق سمجھکر بڑی خوشی سے قبول کیا ہے اور اسکی مدح مین فرمایا ہے کہ جو کچھہ امام صاحب نے لکھا ہے درحقیقت الہام ربانی معلوم ہوتا ہے اور تحقیق کا ایک دریای عمیق و شفاف دکھائی دیتا ہے - اور اپنے خیال مین اس سے یہہ نتیجہ قائم کیا ہے کہ اسی قول کے روسے نیچریہ کی تکفیر بھی زیادتی مین داخل ہے - مگر حیف ہے آپنے یہہ نہ سوچا کہ جن باتون مین حنابلہ و اشاعرہ و معتزلہ ایک دوسرے کی تکفیر کرتے ہین - اور امام غزالی اسکو زیادتی فرماتے ہین وہ اس قسم کی باتین ہین جنمین امام غزالی کے نزدیک تاویل کا مساغ ہے - اور انکی تاویل یا انکار مین ضروریات دین کا انکار نہین پایا جاتا - بخلاف اون باتون کے جنمین آپکی اور آپکے فلاسفہ اسلاف کے لوگ تکفیر کرتے ہین کہ وہ محل تاویل و اجتہاد نہین ہین اور انمین تاویل و تحریف کرنے سے ضروریات دین کا انکار پایا جاتا ہے لہذا یہہ اس قسم کی باتین نہین ہین جنمین ایک کو دوسرے کی تکفیر زیادتی مین داخل ہے - اور امام غزالی کو اس سے روکنا مقصود ہے -

اسکے بعد امام صاحب نے حقیقت تصدیق کو بیان کیا اور فرمایا کہ تصدیق خبر کی طرف راجع ہوتی

فاقول التصدیق انما یتطرق الی الخبر وحقیقتہ الاعتراف بوجود ما اخبر الرسول صلعم عن وجودہ الا ان للوجود خمس مراتب لاجل الغفلة عنہا نسبت کل فرقة صاحبہا الی التکذیب فان الوجود

ہے اور اسکی حقیقت یہہ ہے کہ جس چیز کی رسول نے خبر دی ہے اسکا وجود مان لیا جاوے مگر وجود کی کئی مراتب ہین اُنسے بے خبر ہونے کے سبب ایک فرقہ دوسرے فرقہ کو رسول کا مکذب ٹھہراتا ہے - وجود

ذاتی[1] وحسی[2] وخیالی[3] وعقلی[4] وشبہی[5] ۔
فمن اعترف بوجود ما اخبر الرسول عن وجودہ
من ہذہ الوجوہ الخمسة فلیس ہو بمکذب
علی الاطلاق ۔
ولنذکر مثالہا فی التاویلات اما الوجود الحسی
فہو الوجود الحقیقی الثابت خارج الحس والعقل
ولکن یاخذ الحس والعقل منہ صورة فیسمی
اخذہ ادراکا وہذا کوجود السماء والارض
والحیوان والنبات وہو ظاہر بل ہو المعروف
الذی لا یعرف الاکثرون للوجود معنے سواہ
واما الوجود الحسی فہو ما تمثل فی القوة الباصرة
من العین مما لا وجود لہا فی الخارج من العین
فیکون موجودا فی الحس ویختص بہ الحاسة
ولا یشترکہ غیرہ وذلک کما یشاہد النائم بل کما
یشاہدہ المریض المستیقظ اذ قد تتمثل
لہ صور لا وجود لہا خارج حسہ حتی یشاہدہ
کما یشاہد سائر الموجودات الخارجیة
بل قد یتمثل للانبیاء والاولیاء فی الیقظة
والصحة صورة جمیلة محاکیة لجواہر الملائکة ۔

پانچ ہین وجود ذاتی[1] حسی[2] خیالی[3] عقلی[4] اور شبہی[5] ۔
پس جس شخص نے وجود ان اشیاء کا جنکی وجود سے
آنحضرت صلعم نے خبر دی ہے ان مراتب خمسہ سے
کسی مرتبہ مان لیا وہ آنحضرت کا مکذب نہوا ۔
اسکی تفصیل مع تمثیل بیان کیجاتی ہے - **وجود
ذاتی** اشیاء کا وہ وجود حقیقی ہے جو عقل اور
رویت سے خارج پایا جاتا ہے - عقل اور حس اسی وجود
سے صورة علمیہ حاصل کرتی ہے جسکو ادراک کہتے ہین
اسکی مثال وجود آسمان و زمین و حیوان و درخت
اور یہ ایسا ظاہر اور معروف ہے کہ اسکے سوائے
وجود کے معنے اکثر لوگ نہین جانتے ۔
وجود حسی وہ ہے جو صرف آنکہہ سے دکہائی دیتا ہے
آنکہہ سے خارج اسکا وجود نہین ہوتا - اسکو صرف
آنکہہ ہی ادراک کرسکتی ہے جیسے سونے والا بعض صورتین
دیکہتا ہے بلکہ جاگتا مریض بہی ایسی صورتین دیکہتا ہے
جسکا خارج از حس وجود نہین ہوتا بلکہ انبیاء
و اولیاء بہی حالت بیداری وصحت مین ایسی
عمدہ صورتین دیکہتے ہین جو ملائکہ کی اصل صورتونکا
نقشہ دکہاتے ہین ۔

ملائکہ کی حسی صورتونکی امام غزالی کی تمثیلین ذکر کی ہین ہمنے انکو زائد سمجھکر نقل نہین کیا ۔ اس بیان سے آپکی غرض جیسا کہ سیاق تفہیم کرتا ہے یہ ہے کہ جیسے انبیاء ملائکہ کی اصل ذاتی صورتین مشاہدہ کرتے ہین ویسے کبہی کبہی حسی صورتین بہی دیکہتے ہین

اس سے یہہ غرض نہیں ہے کہ جو صورتیں ملائکہ کی انبیا کو نظر آتی ہیں وہ صرف حسی ہوتی ہیں خارج از حس ملائکہ کا وجود نہیں ہے جیسا کہ جناب مخاطب کا اعتقاد ہے اور اسی اعتقاد کی تائید کے خیال سے آپنے ان تمثیلات کو بہ تفصیل نقل کیا ہے ۔

اسکے بعد امام صاحب نے فرمایا ہے **وجود خیالی** وہ ہے جو محسوس صورتوں کی نظر سے غایب ہو جانے کے بعد خیال میں رہتا ہے تو اسپر قادر ہے کہ ہاتھی اور گھوڑے کی صورت اپنے خیال میں بنا لے اگرچہ آنکھوں کو بند کر رکھے وہ ہاتھی اور گھوڑا پوری صورت سے تیرے دماغ میں موجود ہوتا ہے اور خارج میں تیرے سامنے کچھ بھی نہیں ہوتا ۔

اما الوجود الخیالی فہو وجود صورۃ ہذہ المحسوسات اذا غابت عن حسک فانک تقدر علی ان تخترع فی خیالک صورۃ فیل و فرس وان کنت مغمضاً عینیک حتی کانک تشاہدہ وہو موجود بکمال صورتہ فی دماغک لا فی خارج ۔

وجود عقلی کسی چیز کی روح و حقیقت کا نام ہے عقل صرف اس چیز کے معنے اخذ کرتی ہے اسکے لیے کوئی صورت خیال یا حس یا خارج میں ثابت نہیں کرتے جیسے ہاتھ ہے کہ اسکی صورت حسی و خیالی بھی ہے اور اسکے ایک معنے بھی ہیں جو اسکی حقیقت (عقلی) ہے ۔ وہ پکڑنے کی قوت ہے اور پکڑنے کی قوت عقلی ہاتھ ہے ایسا ہی قلم کی صورت و حقیقت یہہ ہے کہ اسکے ذریعہ سے علوم نقش کئے جاتے ہیں ۔

واما الوجود العقلی فہو ان یکون للشی روح وحقیقۃ ومعنی فیتلقی العقل مجرد معناہ دون ان یثبت صورتہ فی خیال او حس او خارج کالید مثلاً فان لہ صورۃ محسوسۃ ومتخیلۃ ولہا معنی وہو حقیقتہ وہی القدرۃ علی البطش والقدرۃ علی البطش ہو الید العقلی وللقلم صورۃ وحقیقۃ ولاکن حقیقتہ ما تنقش بہ العلوم وہذا یتلقاہ العقل من غیر ان یکون مقروناً بصور خشب وقصب من الصور الخیالیۃ والحسیۃ

اسکو عقل سوا اس امر کے کہ کوئی لکڑی یا نیزہ کی صورت خیالی یا حسی اسکی خیالی سمجھہ سکتی ہے ۔

وجود شبہی یہہ ہے کہ خود تو چیز موجود نہ ہو نہ بصورت نہ بحقیقت

واما الوجود الشبہی فہو ان لا یکون نفس الشی موجوداً لا بصورتہ ولا بحقیقتہ ۔

لا في الخارج ولا في الحس ولا في الخيال ولا في العقل ولكن يكون الوجود شيئًا آخر يشبهه في خاصة من خواصه وصفة من صفاته وستفهم هذا اذا ذكرت مثاله في التأويلات فهذه مراتب وجود الاشياء۔ اسمع الآن امثلة هذه الدرجات في التأويلات اما الوجود الذاتي فلا يحتاج الى المثال وهو الذي يجري على الظاهر ولا يؤول وهو الوجود المطلق الحقيقي وذلك كاخبار الرسول صلعم عن العرش والكرسي والسموات السبع انه يجري على ظاهره اذ هذه اجسام موجودة في انفسها ادركت بالحس والخيال او لم تدرك۔

نہ خارج میں نہ حس میں نہ خیال میں نہ عقل میں ولیکن کوئی دوسری چیز کسی خاصہ یا صفت میں اسکی مشابہ موجود ہو۔ اسکو تو مثال سے سمجھیگا جب ہم تاویلوں کی مثالیں ذکر کرینگے یہہ وجود اشیاء کی مراتب ہیں آپ انکی مثالیں سن لو۔ وجود ذاتی تو محتاج مثال نہیں ہے وجود ذاتی وہی ظاہری وجود ہے جسمیں تاویل نہیں چلتی اور یہی حقیقتًہ موجود مطلق ہے اس کی **مثالیں** یہہ ہیں جو آنحضرت صلعم نے عرش و کرسی و سات آسمان کی خبر دی ہے ان چیزوں کو ظاہری معنی وجود مراد ہیں کیونکہ یہہ چیزیں بذات خود وجود جسمانی موجود ہیں حس و خیال سے کوئی انکو پائے خواہ نہ پائے۔

اس **تمثیل** امام صاحب پر مخالف نے یہہ اعتراض کیا ہی کہ یہہ اخیر فقرہ امام صاحب او رجو تمثیل کہ امام صاحب نے اس مقام پر دی ہے یہہ وہی تعلیمی و تقلیدی نقش ہے جو دور نہیں ہو سکی۔ تعلیم نے جو ابتدا سے انکے دل پر آسمان کے جسم کا ایسا ہی یقین بٹھلا دیا تھا جیسیکہ زمین کا اسلئے انہوں نے یہہ مثالیں دینی ہیں آسمان و زمین میں کچھ امتیاز نہیں کیا۔ یونانیوں کی ہیئت نے انکے سات عدد ہونے کا اور آٹھویں فلک ثوابت اور نویں فلک اطلس کا ایسا یقین دلا رکھا تھا کہ انکی تعداد کا بھی ایسا ہی یقین تھا جیسا کہ زمین کا اور جو کہ یہہ غلط یقین کی ہوئی چیزیں نہ انکو دکھائی دیتے تہیں نہ محسوس ہوتی تہیں اسلئے کہدیا اُدرکت بالحس والخیال او لم تدرک۔ اور یہہ نہ سمجھی کہ جو چیز نہ ظاہرًا دکھائی دیتی ہو نہ حس و خیال سے معلوم ہو سکتی ہو تو اسکا وجود ذاتی مع التشخص کیونکر مانا جا سکتا ہے اور وہ شے کیونکر وجود ذاتی کی ان معنوں میں جو انہوں نے بیان کیا ہے مثال ہو سکتی ہے۔ وجود ذاتی کی نسبت زمین کی مثال بالکل صحیح ہے۔ سموٰت کے لفظ سے اگر یہی نیلا نیلا گنبذ جو ہمکو دکھائی دیتا ہے مراد ہو گو اسکی ہیئت کچھہ ہی ہو تو یہی وجود ذاتی کی مثال دینے

مین خیندان مقام تامل نہین ہے - لیکن اگر اس سے آگے بڑھو اور آسمان کا جسم یا جرم ایسا مانو جیسا کہ حکماء یونان نے مانا ہے اور علماء اسلام نے بہی اسکو تسلیم کر کر غلطی سے وہی مطلب قرآن کا بہی قرار دیا ہے تو اسمین کلام ہی اور پہر کسطرح سموات وجود ذاتی کی مثال نہین ہو سکتی - اور انکے ساتہہ عدم کو بہی وجود ذاتی کی مثال مین داخل کرنا تعجب پر تعجب ہوتا ہے - عرش و کرسی کی تعریف یا انکے جسم کی حالت یا انکے ماہیت خدا نے نہین بتائی اور کوئی وجہ نہین کہ انکے وجود کو وجود عقلی سے خارج کر کر کے وجود ذاتی کی مثال مین داخل کیا جاوے - پس یہہ وہی گندا پانی ہے جو اس شفاف دریا مین مل گیا ہے"-

راقم کہتا ہے کہ یہہ اعتراض جناب مخاطب کا نہایت محل تعجب ہے اور انکو کمال انصاف و بے تعصبی خبر دیتا ہے - جس حالت مین مطلق جسمیت وجود آسمان کو جناب مخاطب مولوی محمد علی صاحب وغیرہ کے مقابلہ سے عاجز آکر خود مان گئے ہین چنانچہ تہذیب الاخلاق نمبر ۵ جلد ۵ مطبوعہ [illegible] مین لکہا ہے چند آیات کو جنمین آسمان کا گر پڑنا لپیٹ جانا پہٹ جانا اسمین دروازون اور برجون کا ہونا پایا جاتا ہے ذکر کرکے فرماتے ہین - ایک ہمارے شفیق نے نہایت خوشی سے ہمکو الزام دیا ہے کہ تم کہتے ہو کہ وجود للسماء جسمانیا اور اگر یہی سقف مصداق آیات ہو تو اس کا ہی تو جسم ہے پس خود تمہارے اقرار سے تمہارا قول غلط ثابت ہوا - بلاشبہہ یہہ الزام ہم پر بہت بڑا الزام ہے جسکو ہم تسلیم کرتے ہین مگر جناب آسمانون کی ایسی جسمانیت ماننے مین ہمکو کچہہ عذر نہین ہے ہم تو اس جسمانیت کے منکر ہین جسکو حکماء یونان نے قرار دیا ہے - جناب مولانا مولوی محمد علی صاحب نے اپنے رسالہ مین جو ہم گمراہون کے ہدایت کے لئے لکہا ہے ارقام فرمایا ہے کہ ہمارا (یعنے مولوی محمد علی صاحب کا) اعتقاد نسبت آسمان کے یہہ ہے کہ وہ ایسی چیزین ہین کہ خدا نے انکو بنایا ہے - اور ہمارے اوپر ہین اور خلقت انکی ہماری خلقت سے محکم تر - اور شدید [illegible] بے ستون محض قدرت کاملہ سے مرفوع اور شمس و قمر و نجوم کے مغائر ہین اور شمس و قمر و نجوم انمین ہین اور قابل انشقاق و انفطار ہین - پہر وہ (یعنے مولوی محمد علی صاحب) لکہتے ہین کہ ہم اس اعتقاد کے منکر کو منکر آیات قرآن سمجہتے ہین - جو کچہہ مولوی محمد علی صاحب نے فرمایا ہے اگرچہ وہ کسیقدر ترمیم کے لائق ہے مگر ہمکو اوس سے انکار بہی نہین پہر جناب مخاطب نے اسمین ترمیم بہی کی مگر آسمان کے جسم و مخلوق ہونے سے انکار نہین کیا

فمن قام عنده البرهان على ان الاجسام
لا تتداخل وان الصغير لا يتسع الكبير حمل ذلك
على ان نفس الجنة لم ينتقل الى الحائط لكن
تمثل للحس صورتها فى الحائط حتى كانه يشاهد
ولا يستحيل ان يشاهد مثال كبير فى جرم صغير كما
يشاهد السماء فى مراة صغيرة -

اما الوجود الخيالى فمثاله قوله صلعم كانى انظر الى
اخى يونس بن متى عليه الصلوة والسلام عليه عباءتان
قطوانيتان يلبى وتجيبه الجبال والله تعالى يقول
لبيك يا يونس -

فالظاهر ان هذا اخبار عن تمثل هذه الصورة
فى خياله اذ كان وجود هذه الحالة سابقا
على وجود رسول الله صلى الله عليه وسلم وقد عدمت
فلم تكن موجودة فى الحال - ولا يبعد ان
يقال ايضا تمثل هذا فى حسه حتى صار مشاهدا -

واما الوجود العقلى فامثلته كثيرة فاقنع فيه
بمثالين احدهما قوله صلى الله عليه وسلم اخر
من يخرج من النار يعطى من الجنة عشر امثال
الدنيا - فان ظاهر هذا يشير الى انه عشرة
امثالها فى الطول والعرض والمساحة وهو
التفاوت الحسى والخيالى ثم قد يتعجب فيقال

اس دیوار کی جانب مین میرے سامنے پیش ہوئی
لیکن جسکے نزدیک اجسام کی متداخل نہونے اور بڑی چیز کے
چھوٹی چیز مین سمانے پر دلیل قایم ہے وہ اس حدیث کو
اسپر حمل کریگا کہ جنت بذات خود اس دیوار مین نہین آگئی
ہے لیکن اسکی صورت دیوار مین دکھائی دی تھی اور یہہ
مشکل نہین دیکھو چھوٹے سے شیشہ مین آسمانکی صورت نظر آجاتی ہے

وجود خیالی کی مثال آنحضرت صلعم کا یہہ قول
ہے مین گویا اپنے بھائی یونس بن متی (نبی) کو دیکھ
رہا ہون اسپر دو قطوانی عبائین ہین اور وہ لبیک
پکار رہے ہین اور پہاڑ جواب دیتے ہین اور خدا تعالی بھی فرماتا
ہے اے یونس مین تیرے پاس ہون - سو ظاہر ہے کہ یہہ
صورت خیالی کی حکایت ہے کیونکہ اس حالت کا اصلی وجود
تو آنحضرت صلعم سے پہلے ہوچکا تھا آنحضرت کیوقت مین اسکا وجود نہ تھا
اور یہہ بھی بعید نہین کہ یہہ وجود یونس جو آنحضرت نے دیکھا حسی ہو
آنحضرت کے حس مین انکی صورت متمثل ہو گئی ہو -

وجود عقلی کی بہت سی مثالین ہین انمین سے بھی
دو مثالون پر قناعت کرلے - ایک یہہ جو آنحضرت نے
فرمایا ہے کہ جو آخر دوزخ مین سے نکلیگا وہ دنیا سے
دس گنا بہشت دیا جاویگا - اسکے ظاہر الفاظ
سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ طول و عرض پیمایش مین
دس گنا ہے اور وہ حسی و خیالی تفاوت ہے

الجنة فى السماء كما دلت عليه ظواهر الاخبار
فكيف تسع السماء لعشرة امثال الدنيا والسماء ايضاً
من الدنيا وقد يقطع المؤول هذا التعجب
فيقول المراد تفاوت معنوى عقلى لا حسى
خيالى كما يقال مثلاً هذه الجوهرة عشرة
امثال هذا الفرس اى فى المالية ومعناه
المدرك عقلا دون مساحة المدركة بالحس
التخييل۔

پھر اس سے تعجب آتا ہے کہ جنت تو آسمان پر ہی چنانچہ
ظواہر حدیث سے معلوم ہوتا ہے اور آسمان بھی منجملہ
دنیا ہی پس آسمان میں دنیا سے دس گنا چیز کا سمانا
کیونکر ممکن ہے۔ پھر اس تعجب کو مؤول قطع کرتا ہے تو یہ کہتا
ہے کہ دس گنا سے تفاوت معنوی و عقلی مراد ہے
حسی و خیالی مراد نہیں جیسے کہتے ہیں کہ یہ موتی اس
گھوڑے سے دس گنا ہے یعنی قیمت و مالیت (جو عقل سے سمجھی جاتی ہیں)
میں دس گنا ہے نہ پیمائش میں یا جو حس خیال میں آتی ہے۔

اس مثال پر جناب مخاطب نے عجیب اعتراض کیا ہے جسمیں اپنی نیچریت کا خوب اظہار کیا و تکذیب رسول
و انکار نصوص کو پورا کر دکھایا چنانچہ فرمایا ہے - اس مثال میں امام صاحب نے صرف بلا ہی سے بڑا ہے
انہوں نے بلا تنقیح اس بات کے کہ فوق کے اور آسمان کے اور جنت کے اور دوزخ کے وجود سے منجملہ اقسام
وجود کے جو انہوں نے بیان کئی ہیں کونسا وجود متحقق ہے اس حدیث کو مثال میں پیش کر دیا ہے اور
اسی تعلیمی و تمثیلی بندش سے بہشت اور دوزخ کو منوا مالی کے باغ اور کلو لوہار کے بھٹے کی مانند تسلیم
کر لیا ہے فليتعجب كل العجب۔

اس کلام سے آپکا مقصود یہ ہے کہ بہشت و دوزخ کا وجود ذاتی نہیں ہے صرف شبہی ہے۔
چنانچہ اس کلام کے بعد آپنے کھول کر فرما دیا ہے کہ جو لوگ بہشت یا دوزخ کا وجود صرف شبہی قرار دیتے
ہیں وہ کیوں کافر ہیں گے۔ اور اپنی تفسیر سراپا تحریف و تزویر میں اس سے بڑھکر فرمایا ہے اور نعیم لذات
جنت کو حسی ہونے سے اڑا دیا ہے چنانچہ اس کے صفحہ ۳۶ میں فرمایا ہے جنت یا بہشت کی ماہیت جو خود خدا تعالے
نے بتلائی ہے وہ تو یہ ہے فلا تعلم نفس ما اخفى لهم من قرة اعين جزاء بما كانوا يعملون یعنی کوئی نہیں جانتا کہ کیا انکے لئے
آنکھوں کی ٹھنڈک (یعنے راحت) چھپا رکھی گئی اسکے بدلے میں جو وہ کرتے تھے۔

پیغمبر خدا صلعم نے جو حقیقت بہشت کی فرمائی جیسے کہ بخاری و مسلم نے ابوہریرہ کی سند سے بیان کیا ہے۔

وہ یہہ ہے قال اللہ تعالے اعددت لعبادی الصالحین مالاعین رأت ولا اذن سمعت ولاخطر علے قلب بشر
یعنے اللہ تعالے نے فرمایا کہ طیار کی ہے مینے اپنے نیک بندون کے لیے وہ چیز جو نہ کسی آنکھہ نے دیکھی ہے
اور نہ کسی کان نے سنی ہے اور نہ کسی انسان کے دل مین اسکا خیال گذرا ہے ۔
پس اگر حقیقت بہشت کے یہی باغ اور نہرین اور موتی اور چاندی سونے کی اینٹون کے مکان اور دودہ و شہد کی نہر
اور شہد کے سمندر اور لذیذ میوے اور خوبصورت عورتین اور لونڈی ہون تو یہہ تو قرآن کی آیت اور خدا کے
فرمودہ کے بالکل مخالف ہے ۔ کیونکہ ان چیزون کو تو انسان جان سکتا ہے اور اگر فرض کیا جاوے کہ ایسی
عمدہ چیزین نہ آنکھون نے دیکھین اور نہ کانون نے سنین تو بہی ولاخطر علے قلب بشر سے خارج† نہین ہو سکتی
عمدہ ہونا ایک اضافی صفت ہے اور جب کہ ان سب چیزون کا نمونہ دنیا مین موجود ہے تو اسکی صفت اضافی کو
جہانتک کہ ترقی دیتی جاؤ ۔ انسان کے دل مین اسکا خیال گذر سکتا ہے حالانکہ بہشت کی ایسی حقیقت بیان
ہوئی ہے کہ لاخطر علے قلب بشر ۔ پس بہشت کی جو یہہ تمام چیزین بیان ہوئی ہین در حقیقت بہشت مین
جو قرۃ اعین ہوگا اسکو سمجہانے کو بقدر طاقت بشر تمثیلین ہین نہ بہشت کی حقیقتین ۔
انسان اپنے موافق فطرت کے انہی چیزون کو سمجہہ سکتا ہے اور انہی کا خیال اسکے دل مین آسکتا ہے
جو سُننے دیکہی یا چہوئی یا چکہی یا سونگہی یا قوت سامعہ سے محسوس کی ہون اور بہشت کے جو قرۃ اعین یعنے
رحمت یا لذت ہی اسکو نہ انسان نے دیکہا ہے نہ چہوا ہے نہ چکہا ہے نہ سونگہا ہے نہ قوۃ سامعہ نے
اسکا حس کیا ہے ۔ ایس فطرت انسانی کے مطابق انسان کو اسکا بتلانا ناممکن ہے اسکے سوا ایک اور مشکل
در پیش ہے کہ جو کچہہ انسان کو بتایا جاتا ہے وہ ان الفاظ سے تعبیر ہوتا ہے جو انسان کے بول چال مین
ہین اور جو چیز کہ انسان نے نہ دیکہی نہ چہوئی نہ چکہی نہ سونگہی نہ قوت سامعہ سے حس کی اسکے لیے کوئی لفظ

† اس مطلب کی صحیح تعبیر یہہ ہے کہ داخل نہین ہو سکتی کیونکہ لاخطر سے خارج ہونا لاخطر مین داخل ہونا ہے اور
یہہ آنکہ مدعا کے مخالف ہے اسسے آپکا اپنی کلام کی مطلب کو نہ سمجہنا اور اپنی مافی الضمیر کو صحیح الفاظ سے تعبیر نکر سکنا ثابت ہوتا ہے
اسپر تعجب ہونکا یہہ دعوی کہ آپ بڑے فصیح ہین اور اردو لٹریچر مین بڑے ماہر کمال تعجب کا محل ہے ۔ ۱۲ ۔

انسان کی زبان مین نہین ہوتا۔ اور اسیلئے اس کا تعبیر کرنا گویا خدا سے تعبیر کرنا چاہے محالات سے ہی
اسکے سوائے ایک اور سخت مشکل یہہ ہے کہ کوئی انسان اُن کیفیات کو بھی جو اس دنیا مین ہین تعبیر نہین کرسکتا
کوئی شخص کہٹاس مٹھاس درد دکھہ رنج وراحت کی کچھہ بھی کیفیت نہین بتا سکتا یا اسکیلئے دوسرا لفظ بدل
دیتا ہے یا کوئی مشابہت اور نظیر اُسکی لاتا ہے جو وہ بھی مثل پہلے کی محتاج بیان ہوتی ہی پس بہشت کی کیفیت
یا لذت کا جسکو قرۃ اعین سے تعبیر کیا ہے بیان کرنا گویا خدا ہی اُسکا بیان کرنا چاہی محال سے بھی بڑہکر محال ہے
مگر جبکہ انسان کو ایک بات کے کرنے کو اور ایک بات کے نکرنے کو کہا جاوے تو بالطبع انسان اُسکی
منفعت اور مضرت کے جاننے کا خواہان ہوتا ہے اور بغیر جاننے اُسکے کرنے یا نکرنے پر راغب یا متنفر نہین
ہوتا اس واسطے ہر ایک پیغمبرؑ کو بلکہ ہر ایک ریفارمر یعنے مصلح کو اس منفعت و مضرت کا کسی تمثیل
و تشبیہ سے بتانا پڑتا ہے ۔
قرۃ اعین کی ماہیت یا حقیقت یا کیفیت یا اصلیت کا بتانا تو محالات سے ہے اسلئے انبیا رنے اُن
راحتون اور لذتون یا رنج اور تکلیفون کو جو انسان کے خیال مین ایسی ہین جو اُن سے زیادہ نہین
ہوسکتین بطور جزا و سزا اُن افعال کے بیان کیا ہے اور غرض اس سے بعینہٖ ہی اشیا نہین ہین
بلکہ جو رنج و راحت لذت و کلفت اُن سے حاصل ہوتی ہے اس کیفیت قرۃ اعین سے تشبیہاً بیان
کرنا مقصود ہوتا ہے گو وہ تشبیہ کیسی ہی ادنی اور ناچیز ہو ۔
موسیٰؑ نے اس قرۃ اعین کو اولاد پیدا ہونے مینہہ برسنے رزق کے فراخ† ہونے دشمنون پر غلبہ پانے
اور اس کلفت کو اولاد کے مرنے قحط پڑنے وبا پہیلنے شکست کہانے کی کیفیت کی تشبیہ مین بیان کیا
یہہ تشبیہین اگرچہ بنی اسرائیل کے دل پر بہت مؤثر نہین مگر درحقیقت ایسی نہ تہین کہ جو تمام
انسانون کی طبعیت پر حاوی ہون محمد مصطفےٰ نے اُسکو ایسی تشبیہون مین بیان کیا ہے کہ تمام
انسانون کی طبیعتون پر حاوی ہین اور کل انسانون کی خلقت اور جبلت کی نہایت ہی مناسب ہین
تمام انسانون کی خواہ وہ سرد ملک کے رہنے والے ہون خواہ گرم ملک کے مکان کی آراستگی مکان
خوبی باغ کی خوشنمائی بہتے پانی کی دلربائی میون کی تر و تازگی سب کے دل پر ایک عجیب کیفیت

† اصل تفسیر مین ایسا ہے فراغ غین سے ہی۔ شاید صحیح لفظ فراخ خا سے ہو۔ ۱۲

پیدا کرتی ہے اسکے سوائے حسن یعنے خوبصورتی سب سے زیادہ دل پر اثر کرنے والی ہے خصوصاً
جبکہ وہ انسان مین ہو اور اس سے بہی زیادہ جبکہ وہ عورت مین ہو۔ پس بہشت کی قرۃ اعین کو ان
فطرتی راحتون کی کیفیات کی تشبیہ مین اور دوزخ کے مصایب کو آگ مین جلنے اور لہو پیپ پلائی
جانے اور تہوہر کہلائی جانے کی تمثیل مین بیان کیا ہے تاکہ انسان کے دل مین یہہ خیال پیدا ہو
کہ بڑی سے بڑی رحمت و لذت یا سخت سے سخت عذاب وہان موجود ہے اور در حقیقت جو لذت
و راحت یا رنج و کلفت وہان ہے انکو ان سے کچھہ بہی مناسبت نہین ہے یہہ تو صرف ایک اعلی
رحمت و احتظاظ یا رنج و کلفت کا خیال پیدا کرنیکو اس پیرایہ مین جسمین انسان اعلی سے اعلی احتظاظ
و رنج کو خیال کر سکتا تہا بیان کیا ہے۔ یہہ سمجہنا کہ جنت مثل ایک باغ کے پیدا کی ہوئی ہے اسمین
سنگ مرمر کے اور موتی کے جڑاؤ محل ہین باغ مین شاداب و سرسبز درخت ہین دودہ و شراب و شہد
کی ندیان بہہ رہی ہین ہر قسم کا میوہ کہانے کو موجود ہے ساقی و ساقنین نہایت خوبصورت چاندی
کے کنگن پہنے ہوئے جو ہمارے ہان گہوسنین پہنتے ہین شراب پلا رہی ہین ایک جنتی ایک حور کے
گلے مین ہاتہہ ڈالے پڑا ہے ایک نے ران پر سر دہر لیا ہے ایک چہاتی سے لپٹا رہا ہے ایک نے لب جان بخش کا
بوسہ لیا ہے۔ کوئی کسی کونہ مین کچھہ کر رہا ہے۔ کوئی کسی کونہ مین کچھہ ایسا بیہودہ پن ہے جسپر تعجب
ہوتا ہے اگر بہشت یہی ہو تو بے مبالغہ ہمارے خرابات اُس سے ہزار درجہ بہتر ہین"۔ اور تہذیب الاخلاق
۱۲۹۱ھ کی ۱۱ نمبر مین بضمن مضمون واقع البہتان آپنے فرمایا ہے "جناب سید الحاج کے نزدیک اگر حور کی
یہی حقیقت ہے جیسکہ ایک خوبصورت رنڈی اور غلمان کی یہہ حقیقت ہے جیسکہ ایک خوبصورت لونڈا
تو بلا شبہہ مین کہتا ہون کہ اس حقیقت پر وہ محمول نہین"۔
راقم کہتا ہے جو کچھہ امام صاحب نے بہشت کی نسبت فرمایا ہے۔ اور جن نعیم و لذات کو جناب مخاطب
نے ہنسی مین اوڑایا ہے وہ سب کے سب بلکہ چند در چند زیادہ کتاب اللہ و حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
مین موجود ہین جنکے ماننے اور اعتقاد کرنے مین بجز خدا و رسول کے کسیکی تعلیم کو دخل نہین ہے
ازانجملہ چند نعیم و لذات کو بطور مشت نمونہ خروارے دیکہ اتہ نہر اند نقل کیا جاتا ہے۔ **الحمد**

تعالےٰ نے بہشت کی مخلوق اور وسیع ہونے کی نسبت فرمایا ہے دوڑو خدا کی مغفرت

سابقوا الی مغفرۃ من ربکم وجنۃ عرضھا کعرض السماء والارض اعدت للذین امنوا باللہ ورسلہ حدید ۳	اور بہشت کیطرف جسکی فراخی آسمان کیسی ہے، جو خدا و رسول پر ایمان لانے والون کے لو تیار ہے ۔

یہان نفس فراخی مین تشبیہ ہے نہ مقدار فراخی مین اسلئے کہ مقدار بہشت بہ نسبت آسمان بدرجہا بڑھکر ہے چنانچہ نصوص آئندہ سے معلوم ہوتا ہے اور جو نصوص سے معلوم ہوتا ہے کہ بہشت آسمانون پر ہے اس سے صرف جہتہ اور مکان بہشت کا بیان مقصود ہے نہ یہہ کہ بہشت آسمان مین محدود ہے اور آسمان اسپر محیط ہے آنحضرت صلعم سے ابوہریرہ نے پوچھا کہ بہشت کس چیز سے

عن ابی ہریرۃ قال یا رسول اللہ صلعم مما خلق الخلق قال من الماء قلت الجنۃ ما بناءہا قال لبنۃ من فضۃ و لبنۃ من ذہب و ملاطہا المسک الاذفر وحصباءہا اللؤلؤ والیاقوت وترابہا الزعفران من یدخلہا ینعم ولا یباس ویخلد ولا یموت ولا یبلے ثیابہم ولا یفنی شبابہم۔ رواہ الترمذی۔	بنی ہوئی ہے آپ نے فرمایا ایک اینٹ چاندی کی ایک سونے کی اور اسکا گارا کستوری ہے خوشبودار اور اوسکے کنکر موتی و یاقوت ہین اور مٹی زعفران ہے جو اسمین داخل ہوگا خوش رہیگا غمناک نہوگا ہمیشہ رہیگا مریگا نہیں نہ انکے کپڑے پرانے ہونگے نہ جوانی فنا ہوگی ۔

اور **آنحضرت** صلعم نے فرمایا ہے بہشت مین سو درجے ہین ایک درجہ سے دوسرے درجہ تک

ان فی الجنۃ مایۃ درجۃ بین کل درجۃ مثل ما بین السماء والارض رواہ الترمذی۔	اسقدر فاصلہ ہے جیسے زمین و آسمان مین فاصلہ ہے ۔

اور اللہ تعالےٰ نے بہشت کے آسمانون پر ہونے کے بیان مین فرمایا ہے کہ محمد رسول

ولقد راٰہ نزلۃ اخرےٰ عند سدرۃ المنتہی عندہا جنۃ الماوےٰ ۔ سورہ نجم ع (۱)	صلعم نے جبرائیل علیہ السلام کو اور دفعہ بھی دیکھا ہے سدرۃ المنتہی کے پاس جسکے پاس جنۃ الماوےٰ ہے ۔

اور نیز **آنحضرت** صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیث معراج مین (جو صحیحین وغیرہ مین مروی ہے) سدرۃ

المنتہی کا ٹھکانا ساتوین آسمان کے اوپر بتایا ہے اور اسکے بعد بہشت مین جانا بیان فرمایا۔

اور اللہ تعالی نے بہشت کے دروازون کی نسبت فرمایا ہے کہ جب پرہیز گار

حتی اذا جاؤہا و فتحت ابوابہا۔ زمر ۸۶	جماعتین بنکر بہشت کو آوینگے اور دروازے کہولی جاوینگے
جنات عدن مفتحۃ لہم الابواب سورہ ص ۴۴	اور فرمایا کہ انکی رہنی کی بہشت عدن کے دروازہ انکی لیے کہلے ہونگے

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بہشت کے دروازے کی دو جانبون مین ایسی وسعت ہوگی

قال رسول اللہ صلعم ان ما بین مصراعین من مصاریع الجنۃ کما بین مکۃ و ہجر رواہ الشیخان	جیسے مکہ اور ہجر مین۔
قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انا اول من یحرک حلقۃ الجنۃ رواہ الترمذی و فی روایۃ فاخذ بحلقۃ باب الجنۃ فاقعقعہا	اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دروازون مین حلقے (کڑہ یا کنڈی) ہونے کا بھی ذکر کیا ہے اور فرمایا سب سے پہلے حلقہ دروازہ بہشت کو مین ہلاؤنگا۔
قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان فی الجنۃ ثمانیۃ ابواب باب منہا یسمی الریان لا یدخلہا الا الصائمون رواہ الشیخان۔	اور آنحضرت صلعم نے ان دروازونکا عدد بھی بتایا ہے ایک حدیث مین آیا ہے کہ بہشت کی آٹھ دروازہ ہین ازانجملہ ایک ریان ہے اسمین بجز روزہ دارونکے کوئی داخل نہوگا
لکن الذین اتقوا ربہم لہم غرف من فوقہا غرف مبنیۃ۔ سورہ زمر ۴۴	اور اللہ تعالے نے بہشت کے بالاخانونکی نسبت فرمایا ہے۔

پرہیزگارون کے لئے بالاخانہ ہین انکے اوپر بالاخانے بنے ہوئے۔

عن ابی سعید ان اہل الجنۃ یتراؤن اہل الغرف من فوقہم کما یتراؤن الکوکب الدری الغابر فی الافق رواہ الشیخان۔	آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ اہل جنت (یعنی جو کم درجہ ہین) اپنے اوپر بالاخانہ والون کو ایسا دیکہینگے جیسے افق آسمان مین ستارونکو دیکہتے ہین
ان فی الجنۃ لغرفا یری ظہورہا من بطونہا و بطونہا من ظہورہا۔	اور ایک حدیث فرمایا بہشت مین ایسے بالاخانے ہین جنکا اندر سے باہر نظر آتا ہے اور باہر سے اندر۔

ان للمومن فی الجنة لخیمة من لولوة مجوفة طولها ستون میلا للمومن فیہا الہلون یطوف علیہم المومن فلا یرے بعضہم بعضاً - رواہ الشیخان

اور ایک حدیث مین ارشاد ہی کہ مومن کیلیے ایک موتی کا خیمہ ہوگا جسکا طول ساٹھہ میل ہوگا - اسمین مومن کے اہل بیت ہونگے جو ایک دوسریکو دیکھینگے

اور اللہ تعالے نے بہشت کے درختون اور سایون اور میوون کی نسبت فرمایا کہ

واصحاب الیمین ما اصحاب الیمین فی سدر مخضود وطلح منضود وظل ممدود وماء مسکوب وفاکہة کثیرة لامقطوعة ولاممنوعة - سورہ واقعہ ۲۴
فیہا فاکہة ونخل ورمان - سورہ رحمان ۲۶
ودانیة علیہم ظلالہا وذللت قطوفہا تذلیلا - سورہ دہر ع ۱ -
فیہما من کل فاکہة زوجان - رحمن ع ۲
ولہم فیہا من کل الثمرات سورہ محمد ع ۲

کہ دہنے ہاتہہ کی کتاب والے بے خار بیری اور تو بر تو کیلے اور دراز سایہ اور گرتے ہوئے پانی اور بہت میوون مین ہونگے جو نہ تمام ہونگے اور نہ روکی جاوینگے - انکے لئے اُن باغون مین میوے - اور کہجورین اور انار ہونگے - اور فرمایا انپر میوہ دار درختون کی شاخین جھکی ہونگی -
اور فرمایا ان باغون مین ہر میوہ سے دو قسم ہونگی - انکے لئے ہر قسم کے میوہ ہونگے -

اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے بہشت مین ایسا درخت ہے جسکے سایہ مین

عن ابی ہریرة ان فی الجنة شجرة یسیر الراکب فی ظلہا مائة عام لایقطعہا واقرأوا ان شئتم وظل ممدود - رواہ الشیخان -

سو برس تک سوار چلتا رہے تو اسکو تمام نکرے - چاہو ہو آیت کو پڑھ لو وظل ممدود -

اللہ تعالی نے بہشت کے چشمی اور نہرون کی نسبت فرمایا ہے بہشتیونکو رہنیکے باغون کے

جنات عدن تجری من تحتہا الانہار - بقرہ ۳۶
مثل الجنة التی وعد المتقون فیہا انہار من ماء غیر آسن وانہار من لبن لم یتغیر طعمہ وانہار من خمر لذة للشاربین وانہار من عسل مصفے - ولہم فیہا من کل الثمرات ومغفرة من ربہم - سورہ محمد -

نیچے نہرین جاری ہونگے - اور فرمایا اُن بہشت کہ جسکا پرہیزگارونکو وعدہ دیا گیا ہے صفت اور حال یہہ ہے کہ اسمین کئی نہرین پانی کی ہین جو کبھی نہ سڑے اور کئی نہرین دودہ کی ہین جسکا ذائقہ نہ بدلے - اور کئی نہرین شراب کی ہین

جو پینے والون کو لذت دیتی اور کئی نہرین شہد خالص کی ہین اور اُنکو ان باغون مین ہر قسم کے میوے اور خدا کیطرف سے بخشش ہے۔

انا اعطیناک الکوثر۔ سورہ کوثر۔ — اور فرمایا ہمنے تجھے کوثر عطا فرمایا۔

عن انس رض قال سئل رسول اللہ صلعم ما الکوثر قال ذلک نہر اعطانیہ اللہ یعنی فی الجنۃ اشد بیاضا من لبن واحلی من العسل رواہ الترمذی وفی روایۃ البخاری بینا انا اسیر فی الجنۃ اذا انا بنہر حافتاہ قباب الدر المجوف قلت ما ہذا یا جبرئیل قال ہذا الکوثر الذی اعطاک ربک فاذا طینہ مسک اذفر

آنحضرت صلعم نے کوثر کی تفسیر مین فرمایا ہے کہ وہ نہر ہے جسکا خدا نے مجھہ سے وعدہ کیا ہے وہ دودہ سے زیادہ سفید ہے اور شہد سے زیادہ میٹھی — اور فرمایا اسکے دونون کنارے موتیون کے ہین اور اسکا کیچڑ کستوری۔

اور اللہ تعالیٰ نے بہشتیون کو کہانے پینے فرش لباس زیور خادمون وغلامون

فہو فی عیشۃ راضیۃ فی جنۃ عالیۃ قطوفہا دانیۃ کلوا واشربوا ہنیئا۔ سورہ مرسلات ۲ ع ۱۱ — کی نسبت فرمایا ہے جنکے ہاتھ کی کتاب دیے اچھی عیش مین ہونگے۔ اونچے باغون ہین جنکے خوشے جھکے ہوئے ہونگے انکو کہا جاویگا کہاؤ اور پیو خوش آتا۔

اور فرمایا سابقین ومقربین (سونے سے) بنے ہوئے تختون پر تکیہ لگاکر آمنے سامنے بیٹھے ہونگے

علی سرر موضونۃ متکئین علیہا متقابلین یطوف علیہم ولدان مخلدون باکواب واباریق وکاس من معین لا یصدعون عنہا ولا ینزفون وفاکہۃ مما یتخیرون ولحم طیر مما یشتہون — الواقعہ ۱۶ — انکے ارگرد لڑکے ہمیشہ رہنے والے پھرینگے آبخورے اور کوزہ لیکر شراب جاری سے جس سے نہ انکے سر درد کرینگے نہ وہ بیہوش ہونگے اور میوے جو وہ پسند کرینگے۔ اور جانورونکے گوشت جو چاہینگے

اور فرمایا آپسمین ایک دوسرے سے پیالے شراب کے لینگے جنمین نہ بیہودگی ہوگی نہ گناہ کی بات انکے

یتنازعون فیہا کاسا لا لغو فیہا ولا تاثیم ویطوف علیہم غلمان لہم کانہم لؤلؤ مکنون طور ع ۱ — آگے پیچھے سے غلام پہرینگے کہ وہ گویا موتی ہین چھپا کر رکھے ہوئے۔

یطوف علیہم ولدان مخلدون اذا رایتہم حسبتہم لؤلؤاً منثوراً۔ دہر ع ۱

اور فرمایا انپر لڑکے ہمیشہ رہنے والے پہرینگے انکو تو دیکھے تو بکھرے ہوئے موتی خیال کرے۔

ویطاف علیہم بصحاف من ذہب واکواب وفیہا ما تشتہیہ الانفس وتلذ الاعین۔ زخرف ع ۷

اور فرمایا انپر سونے کے طباق اور آبخورے لیکر پہرینگے اور وہیں جو چاہیں اور جس سے آنکھیں لذت پاویں

اور فرمایا انپر چاندی کے برتن اور آبخورے لئے پہرینگے (جو صفائی میں) شیشے ہونگے چاندی

ویطاف علیہم بآنیۃ من فضۃ واکواب کانت قواریرا قواریرا من فضۃ قدروہا تقدیرا۔ دہر ع ۱

کے شیشے اسی مقدار و اندازے کے کہ وہ پی سکیں۔

ان اہل الجنۃ یاکلون ویشربون ولا یتفلون ولا یبولون ولا یتغوطون ولا یتمخطون قالوا فما بال الطعام قال جشاء ورشح کرشح المسک رواہ مسلم۔

اور آنحضرت صلعم نے فرمایا ہے کہ اہل جنت کہاینگے اور پینگے اور وہ بول براز تہوک رینٹھ کے محتاج نہونگے کسی نے پوچہا یا رسول اللہ کہانے کا کیا حال جسکا فضلہ کیونکر خارج ہوگا۔ آپنے فرمایا ڈکار سے اور عرق سے جسکی خوشبو کستوری کی سی ہوگی۔

اور اللہ تعالے نے فرمایا انپر کپڑے ہونگے باریک ریشم سبز کے اور گاڑھے ریشم کے اور وہ کنگن

علیہم ثیاب سندس خضر واستبرق۔ وحلوا اساور من فضۃ۔ دہر ع ۱۔

چاندی کے پہنائی جائینگی۔

یحلون فیہا من اساور من ذہب ویلبسون ثیاباً خضراً من سندس واستبرق متکئین فیہا علی الارائک (کہف ع ۴)

اور فرمایا وہ سونے کے بھی کنگن پہنائی جاویگی اور لباس سبز ریشم پتلے اور گاڑھے کا پہنینگے تختونپر تکیہ لگائی ہوئی۔

متکئین علی فرش بطائنہا من استبرق۔ رحمن

اور فرمایا وہ ایسے فرشوں پر تکیہ لگائے بیٹھے ہونگے جنکا استر گاڑھا ریشم ہوگا۔

متکئین علی رفرف خضر وعبقری حسان۔ رحمن۔

اور فرمایا کہ وہ سبز قالینوں اور عمدہ بساطوں پر تکیہ کئے ہونگے۔

نمارق مصفوفۃ وزرابی مبثوثۃ۔ غاشیہ۔

اور فرمایا کہ اون باغوں میں تکیہ کھیچے ہوئے ہونگے اور فرش بکھرے ہوئے۔

اور اللہ تعالے نے اہل جنت کی **بیویوں** اور **حوروں** کے بیان میں فرمایا ہے کہ انکے

ولهم فيها ازواج مطهرة وهم فيها خالدون. بقره ۳
وزوجناهم بحور عين - دخان ۶۳

لیے وہاں پاک بیویاں ہونگی - اور فرمایا ہمنے بڑی بڑی آنکھوں والی حوروں سے انکے نکاح کردیئے ہیں

اور فرمایا اُن باغوں میں ایسی عورتیں ہیں جو اپنے خاوند کے سوا کہیں نہ دیکھینگی - انکو خاوندوں سے

فيهن قاصرات الطرف لم يطمثهن انس قبلهم ولا جان رحمن
كانهن الياقوت والمرجان - رحمن ۳۶
انا انشأناهن انشاء فجعلناهن ابكارا عربا
اترابا لاصحاب اليمين - (واقعه ۱۷)
ان للمتقين مفازا حدائق واعنابا وكواعب
اترابا - (النبا ۱۶)
قال رسول الله صلعم ولو ان امرأة من نساء اهل
الجنة اطلعت على الارض لاضاءت ما بينهما ولملأت
ما بينهما ريحا ولنصيفها على راسها خير من الدنيا
وما فيها - رواه البخاري -

پہلے نہ کسی انسان نے انسے صحبت کی ہوگی نہ کسی جن نے -
وہ ایسی خوبصورت ہونگی جیسے یاقوت و مونگے -
اور فرمایا ہمنے وہ کنواریاں اور خاوندونکو
پیاریاں اور ہم عمر بنائی ہیں -
اور فرمایا پرہیزگاروں کے لئے مراد کو پانا ہے باغ بہشت
اور انگور اور ہم سن عورتیں اُبھری چھاتیاں والی -
آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ اگر اہل جنت کی
کوئی عورت دنیا کیطرف نگاہ کرے تو آسمان و زمین
کو روشن کردے اور خوشبو سے بھر دے اسکی
اوڑھنی تمام دنیا سے بہتر ہے -

اور **ایک حدیث** میں ارشاد ہوا ہے کہ پہلی جماعت جو بہشت میں داخل ہوگی چاند کی صورت ہوگی

عن ابی هريرة قال قال رسول صلعم اول زمرة
تلج الجنة صورتهم على صورة القمر ليلة البدر
لا يبصقون ولا يمتخطون ولا يتغوطون آنيتهم
من الذهب والفضة ومجامرهم الالوة ورشحهم
المسك لكل واحد منهم زوجتان يرى مخ
سوقهما من وراء اللحم رواه الشيخان -

نہ تھوکینگے نہ پاخانہ جائینگے انکے برتن سونے اور چاندی
کے ہونگے اور کنگھیاں سونے چاندی
کی اور جلانے کی انگیٹھیاں عود کی اور
انکا پسینا کستوری ہر ایک کے لئے دو
بیویاں ہونگی جنکے پنڈلے کا گودا گوشت
کے باہر سے نظر آویگا -

دلیل دوم یہہ کہ الفاظ آیات قرآنیہ و احادیث نبویہ کے وہی معنے لینے ضرور ہین جو عموماً عرب بالعموم اور خصوصاً مخاطبین قرآن نے وقت نزول قرآن سمجھے ہین - اسبات کو آپنے **تہذیب الاخلاق** سنہ ۱۲۹۱ھ کے **پانچوین نمبر مین** تسلیم کیاہے اور اس سے بزعم خود آسمان کا اون معنے کر جسمانی ہونا جو فلاسفہ یونان نے قرار دیا ہے باطل کیا ہے - چنانچہ اس پرچہ کے صد ۲ مین آپنے فرمایا ہے دوسری یہہ کہ الفاظ قرآن مجید کے وہی معنے لینگے جو ان پڑہ اہل عرب انکے معنے حقیقی یا مجازی موافق اپنے بول چال کے سمجھتے تھے نہ وہ کہ کسی علم کے عالموں نے بموجب اپنے اصطلاح کے قرار دی ہین کیونکہ خود خدا تعالے نے فرمایا ہے وما ارسلنا من رسول الا بلسان قومہ - پہر اسکے بعد صد ۲ مین فرماتے ہین قاموس مین ہے السماء معروف یعنے آسمان وہ ہے جسکو سب جانتے ہین پس ہم پوچہتے ہین کہ وہ کیا چیز ہے جسکو سب آسمان جانتے تھے یا جانتے ہین بجز اس نیلی یا سبز چیز کے جو ہمکو دکہلائی دیتی ہے اور کسی چیز کو کوئی شخص (بشرطیکہ وہ مولوی نہو) نہ آسمان جانتا تہا اور نہ جانتا ہے یہی نیلی یا سبز چیز جو ہمکو دکہائی دیتی ہے سما کا مسمی سمجہا جاتا ہے -

اور عرب عرباً نے (جو قرآن مجید و حدیث شریف کے اول مخاطب تہے) ان الفاظ کے جو نعیم جنت مین وارد ہین وہی معنے سمجھے ہین جو ان الفاظ کے معنے حقیقی ہین اور خارج مین بذات خود موجود - وہ وہ سمجہے ہی وہ وہ چیزین ہین جو بہشت مین کہلیے سے یہی کہانا جو کہاتے ہین گہوڑے سے یہی گہوڑا جسپر سوار ہوتے ہین وعلی ہذا القیاس

وعن بریدۃ رضہ قال سال رجل رسول اللہ صلعم فقال ہل فی الجنۃ خیل قال ان اللہ ادخلک الجنۃ فلا تشاء ان تحمل فیہا علے فرس من یاقوتۃ حمراء تطیر بک فی الجنۃ حیث شئت الا کان فقال آخر ہل فی الجنۃ من ابل قال ان یدخلک الجنۃ یکن لک فیہا ما اشتہت نفسک و لذت عینک -

ایک اعرابی کو گہوڑے کا شوق تہا اسنے دنیا کی سمجہہ اور خیال مین کہ بہشت مین دنیا کی چیزین بوجود ذاتی موجود ہوتی ہین آنحضرت صلعم سے سوال کیا کہ یارسول اللہ بہشت مین گہوڑا ہوگا آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ اگر تو بہشت مین جاوے تو بہشت مین سرخ یاقوت کا گہوڑا ہوگا جہان تو چاہیگا تجھے اوڑا کر لیجائیگا -

پھر ایک اور اعرابی نے اسی خیال پر پوچھا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بہشت مین اونٹ بہی ہوگا آنحضرت صلعم نے فرمایا تجہے خدا تعالے نے بہشت داخل کیا تو جو کچھ چاہیگا پاویگا۔

وعن ابی ہریرة ان النبی صلعم کان یحدث وعندہ رجل من اہل البادیة ان رجلا من اہل الجنة استاذن ربہ فی الزرع فقال لہ الست فیما شئت قال بلی ولکنی احب ان ازرع فبذر فبادر الطرف نباتہ واستواءہ واستحصادہ فکان امثال الجبال فیقول اللہ تعالے دونک یا ابن آدم فانہ لا یشبعک شی فقال الاعرابی واللہ لا تجدہ الا قرشیا او انصاریا فانہم اصحاب زرع واما نحن فلسنا باصحاب زرع فضحک رسول اللہ صلعم رواہ البخاری

ایک اور اعرابی کے پاس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بہشتی کے کہیتی کی درخواست کرنے کا ذکر کیا تو اسنے کہیتی کے وہی معنے سمجہے جو دنیا مین پائے جاتے ہین۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جواب دیا کہ یا رسول اللہ یہہ شخص بہشت مین کہیتی کی درخواست کرنے والا کوئی قریشی یا انصاری ہوگا جو کہیتی کرتے ہین ہم تو کہیتی کرنے والے نہین ہین۔

اور کسی عربی یا اعرابی نے (جنکے سامنے قرآن مجید نازل ہوا) ان الفاظ سے بجز انکے معانی حقیقی اور وجود ذاتی کے اور معنے عقلی یا شبہی کو مراد نہین سمجہا اگر سمجہا ہے تو انہی لوگون نے سمجہا ہے جو اسلام مین داخل ہوکر کفریات فلاسفہ کے معتقد ہین اور انہی اعتقادات کفریہ کے بنا پر حقیقت حشر و نشر حساب کتاب و ثواب و عذاب سے منکر ہین وہی لوگ فلسفی مولویت کے اقتضا سے ان اشیاء کے وجود ذاتی کو محال سمجہتے ہین۔ اور بنا علیہ انکے وجود شبہی تجویز کرتے ہین۔ اگر ہمارے مخاطب یا انکے حواریین کو اسکے خلاف کا دعوی ہے تو کسی عربی یا اعرابی سے (بشرطیکہ وہ فلسفی مولوی نہو) بنقل صحیح ثابت کرین کہ اسنے ان الفاظ سے معانی مجازی کو مراد سمجہا ہے۔ اور انکے وجود کو وجود شبہی قرار دیا ہے اور اگر اسبات پر قادر نہو تو بنا بر فہم عرب عربا ان اشیاء کے وجود ذاتی کو مان لین اور اپنی ہی اصول کے رو سے اپنی بات کو غلط جان لین۔

پھر ان اشیاء کے وجود ذاتی کا فی الجملہ **اثبات** ہے **اب** اسکے **خلاف** نہ صرف وجود شبہی

کی تجویز کا **ابطال** کیا جاتا ہے -

جناب مخاطب نے وجود ذاتی کی نفی اور وجود شبہی کے **اثبات پر دو دلیلین** قایم کی ہین۔ **ایک دلیل** نقلی جسکا حاصل یہہ ہے کہ خدا و رسولؐ نے **صاف فرمایا ہے کہ بہشت کی نعمتین** ایسی ہین جنکو کوئی شخص نہین جانتا نہ کسی آنکھہ نے انکو دیکھا نہ کسی کان نے سُنا۔ نہ کسیکے دل پر انکا خیال گذرا اور یہہ کہنا صرف کیفیت روحانی کی نسبت صحیح ہے جو نہ حواس مین آسکتی ہے نہ کسی لفظ سے بتائی جا سکتی ہے اگرچہ خود خدا تعالے بتاتا ہے۔ ان ظاہری اشیاء دودھ شہد پانی وغیرہ کی نسبت یہہ کہنا ہرگز صحیح نہین ہے اسلئے کہ ان چیزوں کو سب کوئی جانتا ہے اور دیکھتا ہے اور سنتا ہے اگر کہو کہ بہشت کی نعمتین ایسی عمدہ ہین جو کسی نے نہین دیکھی اور نہ سنین تو کہا جاویگا کہ فرض کیا وہ نعمتین دیکھنے سننے مین نہین آئین مگر وہ خیال مین آسکتی ہین جہانتک انکو ترقی دیتی جاوے دل مین انکا خیال گذر سکتا ہے مگر بہشت کے نعمتون کی نسبت تو کہا گیا ہے کہ وہ کسی دل پر بھی نہین گذری ہین -

دوسری دلیل عقلی جسکا خلاصہ یہہ ہے کہ بہشت مین عورتون کا ہونا اور مردون کا انسے مباشرت کرنا خرافاتی (یعنی بیہودہ بے حیائی) ہے - پس اگر یہہ باتین وہان ہین تو ہماری خرابات ہر سے ہزار درجہ بہتر ہین -

اور یہہ **دونون** دلیلین سراسر **باطل ہین** اور مغالطہ و تحکم پر مبنی ہین اسلام پر مبنی -

ابطال دلیل اول یہہ ہے کہ نعمات جنت کو کسیکا نہ جاننا اور نہ دیکھنا اور نہ سننا اس معنے کر ہے کہ نعمات جنت نعماء دنیا کی نسبت اعلی درجہ پر ہینگے انکا نام اور صورت مین اشتراک ہے مگر پوری حقیقت اور کیفیت مین نہایت فرق ہے بہشت کا دودھ ایسا ہے دودھ ہے جو دنیا مین پیتے ہین اور ایسا ہی کام دیگا جو دنیا کا دودھ کام دیتا ہے مگر اسکی لذت او کیفیت مین نہایت فرق ہے بہشت کی شراب ایسی ہے کچھہ ہی جیسی دنیا مین پی جاتی ہے مگر اسکی کیفیات مین نہایت فرق ہے -

اس شراب دنیاوی مین نشہ ہے اس اخروی مین نہین ہے - اسکو پینے سے مردود ہوتا ہے - اسکی پینے

سے نہین ہوتا - اس سے بیہوشی ہو جاتی ہے اور بکو اس مُنہ سے نکلتی ہے وعلی ہذا القیاس -
یہی نظر سو ارشاد ہوا ہے کہ دودھ - شہد - حور قصور وغیرہ نعمتین جو تمنے دیکھی یا سُنی یا خیال مین جما
رکھی ہین بہشت مین ایسی نعمتین نہین ہین بلکہ اُنسے بدرجہا بڑھکر ہین جو تمہارے دیکھنے سننے مین کبھی
نہین آئی - اور نہ کبھی خیال مین گذری ہین -

اور جو اسپر آپنے **اعتراض** کیا ہے کہ عمدگی صفت کو جہانتک ترقی دیتے جاؤ انسان کے دل مین اسکا
خیال گذر سکتا ہے پھر کیون کہا کہ وہ کسیکے دل پر نہین گذرین - اسکا **جواب** یہہ ہے کہ ان
نعمتون کی خیال مین گذر سکنے کی تو قرآن وحدیث مین نفی ہے - **لاکن** اُنکے خیال مین گذرنے
کی نفی کی یہی سو سکتی وجہ یہہ ہے کہ جس چیز کو انسان خود دیکھ نہین لیتا یا اسکی پوری کیفیت وصورت
سُن نہین لیتا اسکا پورا نقشہ بقیاس مثالون اور نظیرون کے اپنے خیال مین نہین جما لیتا -

مثلاً ایک شخص نے شہر لنڈن نہین دیکھا اور اسکے نظائر ہزارون شہر و عمارتین دیکھی ہین
وہ شخص خواہ کتنا ہی خیال دوڑاوے اور لنڈن کے عمارت ومکانات کو کلکتہ یا بمبی کے انگریزی
عمارات ومکانات پر قیاس کرے تو بھی اسکا اصلی اور پورا نقشہ اسکے دل پر نہین جمتا -
بنا رعلیہ اسکو کہا جا سکتا ہے کہ لنڈن ایسا شہر ہے کہ تیرے خیال مین کبھی نہین گذرا - اس سے یہہ کوئی
نہین سمجھ سکتا کہ لنڈن کا وجود ذاتی نہین یا اُسکا ایسا وجود ہے جو خیال مین نہین آسکتا -
ایسا ہی نعیم جنت کی نسبت اسبات کے کہنے سے ثابت نہین ہوتا کہ نعیم جنت کا وجود ذاتی نہین
یا وہ ایسا وجود ہے جو کسیکے خیال مین آہی نہین سکتا -

ابطال دلیل دوم - یہہ دلیل آپنے یہود ونصاری وغیرہ کفار سے اقتباس کی ہے آگے وہ لوگ
مسلمانون کو ایسی باتین کہا کرتے کہ بہشت مین ایک مرد کے لئے متعدد عورتین ہین تو چاہیے
کہ ایک عورت کے لئے بھی کئی مرد ہون - اب آپ اُنکے نائب بنے ہین اور وہی باتین کرنے لگے ہین
کہ بہشت مین عورتون کا ہونا اور مردون کا اُنسے مباشرت کرنا خرافاتی وبیجا خیالی ہے -
اسکی جواب مختصراً گذارش ہے کہ اگر مردون کی اجنبی عورتون سے مصاحبت ومباشرت کو تو

خراباتی وبے حیائی قرار دیتے ہین تو اس قسم کی خراباتی کے بہشت مین موجود ہونے کے مسلمان قایل نہین ہین بلکہ ان عورتون سے مردون کی معاشرت کے مسلمان قایل ومعتقد ہین جو انکے ازواج ہونگے دنیا کی منکوحہ ہون خواہ بہشت کی حورین چنانچہ قرآن وحدیث مین متعدد نصوص مین ان عورتون کی نسبت لفظ ازواج آچکا ہے جیسے ہم وازواجہم فی ظلال علی الارائک متکئون - ادخلوا الجنۃ انتم وازواجکم - وزوجناہم بحور عین وامثال ذلک -

اور اگر آپ اپنی ازواج سے معاشرت کو بھی آپ خراباتی وبے حیائی مین داخل کرتے ہین تو سمجھ لیجیے کہ پیغمبر اور شریعت دونون کے مخالف ہین پیغمبر اور شریعت دونون نے اس معاشرت کو جائز ومباح بلکہ واجب کر دیا ہے اور قیام سلسلہ نسل بنی آدم واکثر حیوانات اسی پر موقوف ٹھہرایا ہے اگر یہ خراباتی (بزعم جناب) عمل مین نہ آتی تو کوئی چیز دنیا کی (جسکا توالد وتناسل اسی خراباتی سے ہے) وجود مین نہ آتی - نہ کوئی مہذب پیدا ہوتا نہ کوئی ریفارمر نہ کوئی فلاسفر پھر کیا نظر تہذیب ایسی چیز کو جو اصل اصول بقا سلسلہ بنی آدم وغیرہ حیوانات ہے خراباتی بیہودہ ٹھہرانا اور بہشت مین اسکی تجویز کو بے حیائی قرار دینا اون لوگون سے کب زیبا ہے جنکا وجود اسی سے ہے -

جو لوگ بہشت کو رنڈیون کا چکلہ بتاتے ہین وہ ہمارے اس بیان پر غور فرماوین اور خوب سوچ کر بتاوین کہ وہ بہشت کو کن معنے کر چکلہ کہتے ہین - اگر وہ کسی سے یہ بات سُن بیٹھے ہین کہ بہشت مین اجنبی عورتون سے مصاحبت ومعاشرت کے مسلمان قایل ہین اور یہ سنکر وہ بہشت کو چکلہ کہنے لگے ہین تو وہ اس بات کو اقرار کرین اور اس طعن سے باز آوین اس بات کا کوئی مسلمان قایل نہین اور نہ اسلام مین اسکا ذکر ہے اور اگر ازواج سے معاشرت کو بھی وہ چکلے والون کا فعل شمار کرتے ہین تو پہلے وہ اپنے ہی گریبان مین مونہہ ڈال کر دیکھیں پھر اگر وہ اپنے ہی بیبیون سے یہ امر یا دیتے اور پیغمبر کو بھی اسیکے موافق دیکھین تو اسکو چکلے والون کا فعل یا کہنے سے شرماوین -

انزا ییل صاحب بہادر اور انکے ہم خیال و ہم مذہب اسبات کو بہی خیال مین لاوین کہ نیچر کے مطابقت تو انکے نزدیک حق کی شرط یا علامت ہے - انکا قول ہے کہ جو اعتقاد یا مذہب نیچر کے مطابق نہین ہے وہ خدا کی طرف سے نہین ہے یہہ بہی انکا قول ہے کہ مذہب خدا کا قول ہے اور نیچر اسکا فعل اور خدا واحد کے قول کا اسکے فعل سے مخالف ہونا جایز نہین ہے - اور جس حالت مین معاشرت ازواج نیچر کے عین مطابق ہے تو پہر اسکا بہشت مین ہونا کیون محل اعتراض و انکار ہے - اگر وہ یہہ کہین کہ جواز معاشرت ازواج بحکم نیچر اسی عالم دنیوی سے مخصوص ہے اوس عالم آخروی مین اسکے وجود یا ضرورت پر نیچر کی شہادت یا دلالت نہین ہے تو کہا جاویگا کہ اُس عالم اُخروی مین اسکے وجود یا ضرورت پہ نیچر کی شہادت یا دلالت نہین تو اسکے عدم یا محال ہونے پر کب اسکی شہادت پائی جاتی ہے - نیچر سے ہرگز ثابت نہین ہوتا کہ معاشرت ازواج یا اور جسمانی لذات کا عالم اخروی مین ہونا ناممکن و محال ہے پہر پیروان نیچر کس دلیل سے اسکی نفی کرتے ہین اور کیون اسکو محال یا معدوم جانتے ہین - اگر حضرات نیچریہ حشر اجسام کے منکر ہین اور اس عالم اخرویکو محض روحانی بلا تعلق جسمانی خیال کرتے ہین دنیا اسی علیہ لذات جسمانی کو روحانیت کے مخالف سمجھتے ہین تو اس انکار مین بہی وہ کوئی مستند نہین رکہتے - نہ نیچر حشر اجسام کی نفی کرتا ہے نہ عقل اسکو محال جانتی ہے اسباب مین منکرین کا مستند بجز استبعاد اور کچھہ نہین ہے چنانچہ اللہ تعالے نے منکرین قدیم سے یہہ استبعاد نقل کیا ہے اور پہر اسکو خود ہی بدلائل رد کیا ہے اور اسی نیچر کی

> اولم یر الانسان انا خلقناہ من نطفۃ فاذا ہو خصیم مبین - وضرب لنا مثلا ونسی خلقہ قال من یحیي العظام وہی رمیم - قل یحییہا الذی انشاہا اول مرۃ وہو بکل خلق علیم الذی جعل لکم من الشجر الاخضر نارا فاذا انتم منہ توقدون

شہادت سے منکرون کو ملزم کیا ہے چنانچہ فرمایا ہے کیا انسان نے منکر حشر نے جانا کہ ہم نے اسکو ایک قطرہ سے پیدا کیا اب وہ جہگڑتا ہے صاف صاف ہمسے اور اپنی پہلی پیدائش کو بہول گیا ہے اور یہہ بات بناتا ہے کہ خدا ہڈیون

اولیس الذی خلق السموت والارض بقادر علے ان یخلق مثلهم بلے وهو الخلاق العلیم - سوره یس ع ۴

ہڈیون کو کیونکر زندہ کریگا - تو کہدے انکو وہ زندہ کریگا جسنے پہلی باری پیدا کیا ہے - اور وہ سب پیدائش کو جانتا ہے - وہ جو سبز درخت سے آگ نکالتا ہے جس سے تم آگ سُلگا لیتے ہو - کیا جس نے آسمان و زمین پیدا کئے وہ پہر قادر نہین کہ ویسے پہر پیدا کرے کیون نہین وہ بڑا پیدا کرنے والا ہے اور خوب جاننے والا - اور فرمایا ہے تم سب کا پیدا کرنا اور اوٹہانا ہمپر ایسا آسان ہے

ما خلقکم ولا بعثکم الا کنفس واحدة - لقمان ع ۳

جیسا ایک جان کا پیدا کرنا -

اور فرمایا کیا یہہ لوگ اپنے اوپر آسمان کو نہین دیکھتے ہمنے اسکو کیونکر بنایا اور مزین کیا اسمین کہین

افلم ینظروا الی السماء فوقهم کیف بنینها وزینها ومالها من فروج والارض مددنها والقینا فیها رواسی وانبتنا فیها من کل زوج بهیج - تبصرة وذکری لکل عبد منیب - ونزلنا من السماء ماء مبارکا فانبتنا به جنت وحب الحصید والنخل بٰسقت لها طلع نضید رزقا للعباد واحیینا به بلدة میتا کذلک الخروج - سوره ق ع ۱

شگاف نہین اور زمین کو پہیلایا اور اسمین پہاڑون کو رکہدیا اور اسمین ہر قسم کی بارونق سبزیان اگائی سوجہانے اور یاد دلانے کو ان سب بندون کے جو اسکی طرف رجوع رکہتے ہین اور آسمان سے پانی برسایا برکت والا پہر اس سے اگائی باغ اور دانے کٹی کہیتون کی اور لنبے لنبے درخت خرما جنکا گابہا تہ برتہ ہوتا ہے اپنے بندون کو کہلانے کے لئے اور اس پانی سے مردہ زمین کو زندہ کیا ایسا ہی تمہارا قبرون سے نکلنا ہے - اور فرمایا وہ زندہ سے مردہ کو نکالتا ہے اور مردہ سے زندہ کو اور زمین کو اسکے مردہ

یخرج الحی من المیت ویخرج المیت من الحی ویحی الارض بعد موتها وکذلک تخرجون - سوره روم ع ۲

(یعنے خشک ہوجانے کے بعد جلاتا ہے (یعنے سبز کردیتا ہے) اسیطرح تم سب نکالے جاؤگے -

اور اللہ تعالے نے فرمایا ہے چنانچہ حدیث قدسی مین آیا ہے کہ ابن آدم نے مجہے جہٹلایا ہے

قال رسول اللہ صلعم قال اللہ تعالے کذبنی ابن آدم ولم یکن له ذلک وشتمنی ولم یکن له ذلک

اور یہہ اسکو لائق نہ تہا اسکا جہٹلانا یہہ ہے جو وہ کہتا ہے خدا مجہے دوبارہ نہین اوٹہاویگا جیسے پہلے

أما تكذيبه إياي فقوله لن يعيدني كما بدأني وليس أول الخلق بأهون علي من إعادته - رواه البخاري

پیدا کیا - حالانکہ پہلے پیدا کرنا دوبارہ پیدا کرنے سے مجھ پر سہل نہ تھا -

اسی مضمون کی اور بہت آیات و احادیث ہیں جنمیں خدا اور رسول نے منکرین حشر اجسام کے بات کو رد کر دیا ہے اور اسی عالم کے حالات سے دنکو حضرت پیغمبر ﷺ تعبیر کرتے ہیں اسکا امکان ثابت کیا ہے ان آیات اور خبر میں غور کرنے کے بعد حضرت پیغمبر ﷺ کا حشر اجسام سے انکار باقی نہ رہیگا اور جب حشر اجسام کو تسلیم کر لینگے تو نعیم جسمانی بہشت کو بھی ماننا پڑیگا - اور اس عالم اخروی کا اور اس عالم دنیوی کے حالات کو یکسان تسلیم کرنا ضروری ہوگا جب جسم ہوا تو لوازم جسم کھانا پینا عورتوں سے معاشرت کرنا اور انکے اسباب و ذرائع دودھ شراب شہد حور و قصور کا وجود ضرور ہوا -

یہی وجہ ہے کہ پہلے کافروں میں ان نعمتوں و لذتوں جسمانی کے وہی لوگ منکر رہے ہیں جو حشر اجسام کے منکر تھے اور جو حشر اجسام کے قائل ہیں اون میں سے ان نعمائے جسمانی کا کوئی منکر و مکذب نہیں ہے چنانچہ امام غزالی نے رسالہ مضنون بہ علی غیر اہلہ میں فرمایا ہے ان لذات بہشتکہ (جیسے نکاح کھانا پینا لباس خوشبو) اس عالم میں مشاہدہ میں آنے سے وہی منکر ہیں جو حشر اجسام

قال الغزالي في رسالة المضنون به على غير أهله واللذات الحسية الموجودة في الجنة من مأكول ومنكوح وملبوس ومشموم يجب التصديق بها لامكانها - إلى أن قال إن هذا إنما ينكره من ينكر حشر الأجساد ورد النفس إلى الجسد ولم يقم على استحالته برهان حقيقي بل لا يبعد أن يوضع بعض الأجسام ليحل النفس بعد الموت ولا استحالة في ذلك لا في القبر ولا في القيمة -

کے منکر ہیں اور روح کا جسم کیطرف پھر آنا محال جانتے ہیں اور انکے محال ہونے پر کوئی دلیل قائم نہیں ہے بلکہ بعید نہیں کہ خدا تعالے بعض جسمونکو نیا دیگر جنسی بعد موت روح کا تعلق ہو اسمیں کوئی استحالہ نہیں نہ قبر میں اور نہ قیامت میں جسقدر دلائل فلسفیوں نے انکے محال ہونے پر قائم کیے ہیں وہ تحقیق دلائل نہیں ہیں اور شرع میں حشر اجسام وارد ہوچکا ہے لہذا اسکی تصدیق ضرور ہے

وکان ما ذکرنا ہ دلائل من الدلائل علے احالۃ لبعث سیرحہ از
تحقق والشرع قد ورد بہ فیجب تصدیق الی فصلہ
فی تہافۃ بنقل کلام الشیخ ابی علی بن سینا۔

پھر امام غزالی نے اون دلائل کا ضعیف ہونا
بہ تفصیل بیان کیا ہے۔ اور شیخ بو علی سینا
کی کلام سے ہیر استشہاد کیا۔

بالجملہ حشر اجسام حق ہے تو اس عالم دنیوی اور اس اخروی کا حال یکسان ہے معاشرت ازواج
یہان موجود وچونکہ نیچر و شریعت جائز ہے تو وہان بہی اسکا موجود و جائز ہونا ضروری ہے۔ اور
اگر منکرین نعیم جسمانی کو حشر اجسام سے انکار ہے تو بدون اثبات استحالہ حشر اجسام کے انکار
نعیم جسمانی عبث وبیکار ہے۔ بحکم ثبت العرش ثم النقش پہلے وہ حشر اجسام کا محال ہونا ثابت
کرین اور جو خدا تعالے نے امکان حشر اجسام پر نیچر سے دلائل قایم کئے ہین انکو بدلائل قطعیہ
توڑ کرین پہر نعیم جسمانی کے انکار سے لب ہلاوین۔

اگر ایل صاحب بہادر کو بہی اگر حشر اجسام سے انکار ہے تو پہلے اس انکار کو بدلائل قرار دین
پہر انکار نعیم جسمانی کو زبان پر لاوین قبل ابطال حشر اجساد انکار نعیم جسمانی سے زبان کو بند رکہین
یہہ تو حضرت کی دلیل دویم کا جواب ہے اب اُن منکرین (یہود ونصاری) کے اعتراض کا جواب دیا جاتا
ہے جنسے آپنے اس دلیل کو اقتباس کیا ہے۔

انکا یہہ کہنا کہ اگر بہشت میں ایک مرد کے لئے متعدد عورتین ہونگی تو چاہئے کہ ایک عورت کے لئے
بہی متعدد مرد ہون۔ بحکم عقل و نیچر باطل ہے۔ نیچر کے رو سے انسانون بلکہ اکثر حیوانات
مین بہی قاعدہ مقرر ہے کہ جانب اناث مین بہ نسبت جانب ذکور تکثر و تعدد پایا جاتا ہے۔
اور ایک نر سے کئی مادہ کی حاجت روائی کا کام لیا جاتا ہے۔ اور اگر کہین اسکے برخلاف عمل پایا جاتا
ہے خصوصًا نوع انسان مین تو اسکو خلاف قانون قدرت سمجہا جاتا ہے۔ پس اس خلاف کی
تجویز بہشت مین نیچر کب روا رکہتا ہے۔

عقل کے رو سے عورت بمنزلہ فراش و مملوک ہوتی ہے اور مرد اسکا مالک و متصرف اکثر امور
مین عورتین مردون کی محتاج ہوتی ہین اور انکے آگے متبذل اور مرد اُن کی حاجت روا ہوتی ہین

اور انکے سامنے معزز ایسی مردونکی خاطر جانب اناث مین تعدد تجویز کرنے مین مردون کا
اعزاز مقصود ہے جیسے ایک شخص کے لئے کئی غلام اور کئی خادم اور کئی مرکب اور کئی مکان
اور کئی فراش تجویز کردینے مین اسکی عزت ہے ۔ اور عورتون کی خاطر جانب ذکور مین تعدد
تجویز کرنے مین بجز انکی ذلت مقصود ہے ۔ جیسے ایک غلام کے لئے کئی مالک اور ایک مرکب کے لئے کئی
سوار اور ایک مکان یا فراش کو کئی استعمال کرنے والے مقرر کردینے مین اس غلام اور مرکب
اور لباس و فراش کا مبتذل ہونا مقصود ہے ۔

غلام کے لئے یہی عزت ہے کہ اکیلا ایک کے لئے ہو ۔ گہوڑے کی اسمین عزت ہے کہ وہ خاص ایک
شخص کا مرکب ہو کپڑا یا فرش وہی نفیس یا عزیز سمجہا جاتا ہے جو بجز ایک شخص کے کسی کے استعمال مین
نہ آتا ہو ۔ اور چونکہ تمام بہشت مین اعزاز و اکرام اہل جنت مدنظر ہے اسلئے مردون کے لئے
تعدد ازواج تجویز کیا گیا ہے ۔ جسمین انکی عزت مقصود ہے ۔ اور عورتون کے لئے وحدت ازواج
جسمین انکی عزت مقصود ہے ۔ اس سر کو خدا تعالے نے قرآن مجید مین مختصر الفاظ سے بیان
فرمایا ہے جہان ارشاد کیا ہے مرد عورتون پر منصب تسلط رکھتے ہین ایک تو اسلئے کہ خدا نے

الرجال قوامون علے النساء بما فضل
اللہ بعضہم علے بعض و بما انفقوا ۔
سورہ نساء ع ۵ ۔

ولقد ضربنا للناس فی ہذا القرآن
من کل مثل لعلہم یتذکرون
قرانا عربیا غیر ذی عوج لعلہم یتقون ۔
ضرب اللہ مثلا رجلا فیہ شرکاء متشاکسون
ورجلا سلما لرجل ہل یستویان مثلا الحمد للہ
بل اکثرہم لا یعلمون سورہ زمر ع ۳ ۔

عقل و تمیز و قوای وغیرہ فطرتی اسباب
مین ایک فریق کو دوسرے پر ترجیح دی ہے
ہی دوسرے اسلئے کہ وہ مال خرچ کرتے ہین ۔
اور نیز ارشاد فرمایا ہے کہ ہمنے قرآن مین
ہر طرح کی مثالین بیان کی ہین تاکہ وہ لوگ سمجہین ۔
وہ قران عربی ہے جسمین کوئی کجی نہین تاکہ وہ
لوگ جو عربی ہین یا عربی زبان جان سکتے ہین
انکار سے بچین ۔ اور ایک مثال خدا تعالے نے بیان
کی ہے کہ ایک آدمی کئی شریکون کے ملک ہے

جو سب آپسمین جہگڑنے والے ہین اور ایک خالص ایک شخص کا کیا یہہ دونون برابر ہین ہرگز نہین خدا تعریف کے لایق ہے جسنے ایسی مثال پوری دی پر اکثر لوگ نہین جانتے۔

اللہ تعالے نے سچ فرمایا کہ اکثر لوگ ان مثالون کے اسرار و مقاصد سے بے خبر ہین وہی لوگ اسلام کی احکام واخبار پر اس قسم کے اعتراض کرتے ہین کسینے سچ کہا ہے من جہل شیئا عاداہ یعنے جو کسی چیز کا جاہل ہوتا ہے اسکا دشمن ہوجاتا ہے۔ مجہکو ہندون اور عیسائیون پر اس قسم کے اعتراض کرنے کا اسقدر افسوس نہین جسقدر حضرات نیچریہ پر افسوس ہے یہہ زبانی اسلام کا دعوی کرتے ہین پہر اسی قسم کی باتین جو منکر اسلام کہتے ہین برملا کرتے ہین۔

چند روز کا عرصہ ہوا ہے کہ ایک نوجوان نیچری جو مدرسۃ العلوم علیگڈہ مین تعلیم پایا ہے لاہور مین آیا اور مجہے ملاقی ہوا اور یہی بات جسکا جواب دیا گیا ہے زبان پر لایا اور علاوہ بران اسپر یہہ بہی حاشیہ چڑہا دیا کہ اگر ایک ایک مومن کے لیے بعوض ایکدفعہ پانی پلانے کے اس قدر حورین ملتی ہین تو بہشت مین اور رنڈیون کے چکلے مین کیا فرق ہے۔ اسکی آزادی دیکہکر مینے اسکو تو جواب سے مخاطب نہ کیا پر اس خیال سے کہ اب یہہ لوگ ان باتون کو عام مسلمانون مین پہیلانے لگے ہین اسکا جواب اس مقام مین مناسب سمجہا اور اسکو بہی یہی کہدیا کہ اس بات کا جواب اشاعۃ السنہ مین تحریر کرینگے۔

یہان سے اہل اسلام تاثیر تعلیم مدرسۃ العلوم علیگڈہ کا اندازہ کرلین اور سوچین جو ابطال و انکار اصول اسلام اس سے متفرع ہونے والا ہے اسکا نمونہ یہی ایک بات دیکہ لین۔

حامیان مدرسۃ العلوم کہتے ہین کہ مدرسۃ العلوم کی تعلیم مین سید احمد خانصاحب کی خیالات و اعتقادات کو کیا دخل ہے۔ وہان مذہبی تعلیم اہل سنت کو تو کتب اہلسنت سے ہوتی ہے اور شیعہ کو کتب اہل تشیع سے مگر یہہ بات انکی سراسر دہوکہ ہے۔ مانا کہ وہان دس پندرہ منٹ کے لئے ہدایہ یا شرایع کا شغل کرایا جاتا ہے مگر اس شغل کے بعد تو تمام روز وہی اشغال وخیال در پیش رہتے ہین جو دین و ایمان کے مخرب ہین کہین تہذیب الاخلاق مطالعہ مین آتی ہے

کہین تفسیر سراپا تحریف یا کسی اور دہریہ یوروپ کی تالیف پڑہی جاتی ہے - کہین امر اہل سید احمد خان صاحب
بہادر کلکتہ یا شملہ سے آتے یا جاتے کوئی لکچر مسئلہ اصول اسلام دے رہے ہین - کہین آپکے حواریین آپکی
تائید مین سپیچ فرما رہے ہین - غرض رات دن یہی وہن طالب علمون کے کان مین پڑتی ہے - پہر وہان
دس پندرہ منٹ کے شغل شرح وقایہ یا شرایع کی کیا چلتی ہے -

دیکہو مشن کے بعضے سکولون مین قرآن بہی پڑہایا جاتا ہے گر جب ساتہہ اسکے انجیل کا سبق ہوتا ہے
تو وہ قرآن کا پڑہانا کس کام آتا ہے -

نہین نہین یہی غلطی کی مدرسۃ العلوم علیگڈہ مشن کے سکولون کے برابر نہین - بلکہ **اسسے**
بدرجہا بدتر ہے اور اہل اسلام کے لڑکون کے لیے نہایت مضر - اسلئے اگرچہ مشنون مین پادری
انجیل پڑہاتے ہین مگر مسلمانون کے اکثر لڑکے اونسے کچہہ ضرر نہین پاتے وہ مذہب عیسائی کو باطل
سمجہکر جو کچہہ زبان سے پڑہتے ہین دل سے اسکو جہوٹ جانتے ہین اور اسکے سبب اپنے اعتقاد کو چہوڑ
نہین دیتے بخلاف خیالات سید احمد خان کے کہ قرآن و حدیث کے لباس مین ظاہر کئے جاتے ہین
اسکو مسلمانون کے ناواقف لڑکے قرآن و حدیث کے مطابق سمجہکر قبول کر لیتے ہین اور اسلام کو
ہاتہہ سے دے بیٹہتے ہین - وہی نوجوان مدرسہ علیگڈہ مین جانے سے پیشتر خاصہ پکا مسلمان تہا
مگر جب علیگڈہ سے ہوکر آیا تو کچہہ کا کچہہ بن گیا - صورت و سیرت و لباس و قول و عمل و اعتقاد سے اسلام
کا معارض نظر آیا - یہہ ذکر مدرسۃ العلوم بذیل اعتراض اس نوجوان کے تبعاً و اتفاقاً ہو گیا ہے مستقل
طور پر اسکا ذکر جمیل پہر کسی موقع پر ہوگا اس مقام مین صرف اتنا بیان کرنا مقصود تہا کہ جو اعتراض
اسلام پر ہنود و عیسائی کرتے ہین وہ اب نیچری کرنے لگے ہین - اور اس اعتراض مین وہ ہنود
اور عیسائیون کی نسبت زیادہ افسوس کا محل ہے -

الحاصل دونون دلیلین جناب مخاطب امام غزالی کے مقابلہ مین باطل و ناتمام اور امام
غزالی کے دعوی کو اوٹہا نہین سکتے ہین -

اس بیان مین گو کسیقدر تطویل ہو گئی ہے مگر اس تطویل سے یہہ بات بخوبی ثابت ہوئی کہ جو کچہہ

امام غزالی یا تمام مسلمان بہشت اور نعماء بہشت کی نسبت خیال رکھتے ہین وہ صحیح وحق وعقل ونقل کے مطابق ہین اور جو جناب مخاطب نے اُسپر نکتہ چینی کی ہے وہ شرع اور نیچر کے برخلاف ہے ۔
اسکے بعد امام صاحب نے فرمایا ہے دوسری مثال وجود عقلی کی آنحضرت صلعم کا یہہ قول ہے

المثال الثانی قوله صلعم ان الله خمر آدم بیده اربعین صباحا فقد اثبت لله تعالے یداً ومن قام عنده البرهان علے استحالة الید لله تعالے التی هی جارحة محسوسة او متخیلة فیثبت لله تعالے یداً روحانیاً وعقلیاً اعنی انه یثبت معنے الید وحقیقته وروحه دون صورته اذ روح الید ومعناه ما یبطش بها ویفعل ویعطے ویمنع والله تعالے یمنع ویعطے الملائکة ۔ × × × × × ×

که الله تعالے نے حضرت آدم کی مٹی کو چالیس دن تک اپنے ہاتھ سے گوندھا ہے اس سے خدا کے لیے ہاتھ ثابت ہوتا ہے اور جسکے نزدیک خدا کے لیے ہاتھ (جو ایک نظر آتا یا خیال کیا جاتا عضو ہے) کا ہونا محال ہے وہ خدا کے لئے روحانی اور عقلی ہاتھ ثابت کرتا ہے یعنے ہاتھ کی صفت اور حقیقت اور اُسکی روح نہ اسکی صورت ہاتھ کی روح اور حقیقت یہہ ہے کہ اس سے پکڑا جاوے اور لیا دیا جاوے اور الله تعالے فرشتون کے واسطہ سے دیتا ہے اور روکتا ہے یعنے اس ہاتھ سے فرشتہ مراد ہے ۔

اما الوجود الشبهی فمثاله الغضب والشوق والفرح والصبر وغیر ذلک مما ورد فی حق الله تعالے فان الغضب مثلاً حقیقته انه غلیان دم القلب لارادة التشفی ۔ وهذا لا ینفک عن نقصان والم فمن قام عنده البرهان علے استحالة ثبوت نفس الغضب ثبوتاً ذاتیاً وحسیاً وخیالیاً وعقلیاً نزله علے ثبوت صفة اخرے یصدر منها ما یصدر

وجود شبہی کی مثال غصہ۔ شوق۔ خوشی صبر وغیرہ صفات ہین جو خدا کے حق مین وارد ہین غصہ کی حقیقت یہہ ہے کہ خون دل جوش مین آوے تاکہ اس سے دل کا ارمان نکل جاوے اور یہہ امر نقصان اور رنج سے خالی نہین ہے اور جس شخص کے نزدیک خدا کے لئے وجود ذاتی وحسی وخیالی وعقلی غصہ کے محال ہونے پر دلیل قائم ہے وہ اس غصہ کو اور صفت پر محمول کرتا ہے

منها الغضب كارادة العقاب والارادة لا تناسب الغضب فی حقیقته ذاتیة لا کن نفاصفة من الصفات تقاربها واثر من الاثار یصدر عنها وهو الایلام۔

جس سے وہی اثر ظاہر و صادر ہوتا ہے جو غصے سے صادر ہوتا ہے جیسے ارادہ انتقام اس ارادہ کو غصہ سے حقیقت ذاتی مین مناسبت نہین ہے بلکہ صفتین ہین جو اس حقیقت کے قریب

قریب ہو یا اثر ہین جو اس سے صادر ہووے کہ کسیکو دکھ پہنچانا یا تکلیف دینا۔

راقم کہتا ہے جن لوگون سے امام صاحب نے مثال دوم وجود عقلی اور مثال وجود شبہی کی تاویل نقل کی ہے وہ فلسفی مسلمان ہین جو ایک دفعہ دریا فلسفہ مین ڈوبے ہین تو پھر باوجود ارادہ باہر نکلنے کی اس سے نکل نہین سکی اُنکی کسی بلا مین مبتلا ہین پر اُسکو ابتلاء نہین سمجھے۔ اور بعض تو انہین ایسے ہین کہ اب تک اسکے قعر مین مستغرق ہین اور بحر شریعت اسی دریاے فلسفہ کو سمجھے ہین۔ جناب مخاطب اور اُنکے ہم مذہب ان ہی لوگون کے مقلد ہین اور انکی تقلید سے صفات باری مین یہی اعتقاد رکھتے ہین چنانچہ مولوی مہدی علی صاحب نے مضمون نمبر ۹ تہذیب ششم مین خدا تعالے کے ہاتھ کو بھی وجود عقلی سے تاویل کیا ہے اور جناب مخاطب نے مضمون نمبر ۲ ہشتم مین اسکو تصدیق فرمایا اور سوا اسکے اور بہت جگہہ ایسا ہی فرمایا ہے۔ ولیکن سلف صالحین صحابہ و تابعین و ائمہ فقہا و محدثین انکے مخالف ہین۔ وہ جملہ صفات باری ید و وجہ و استواء وغیرہ کو نہ ظاہری معنے پر جو جسم سے خاص ہین محمول کرتے ہین اور نہ انکی تاویل وجود عقلی یا شبہی سے جائز سمجھتے ہین۔ بلکہ حقیقت ان صفات کو خدا کے سپرد کرتے ہین اور اُنکے وجود پر جس معنے کر کہ خدا نے ارادہ کیا ہے اور اسکی ذات کو لائق ہے ایمان رکھتے ہین۔

وہ کہتے ہین کہ خدا تعالے کا ہاتھ ہے نہ ایسا جیسا ہمارا یا کسی اور مخلوق کا اور نہ ان معنے کر کہ ہاتھ سے کوئی قوت یا قدرت مراد ہے بلکہ اس معنے کر جو خدا کی ذات کو لائق ہے اور خدا کے نزدیک وہ مراد ہے اسکی حقیقت کا ہمکو علم نہین پر اسکے لوازم و آثار و افعال کا علم حاصل ہے۔ لینا دینا بنانا بگاڑنا وغیرہ افعال اسکے لوازم و آثار ہین۔ و علے ہذا القیاس وہ بقیہ صفات کو خیال کرتے ہین۔

حنابلہ کا صفات باری میں یہی اعتقاد ہے جسکو متعصب یا ناواقف لوگ تجسیم و تشبیہ سے تعبیر کرتے ہیں اور اس اعتقاد کے معتقدین کا مجسم اور مشبہ نام رکھتے ہیں ـ

امام الحنابلہ شیخ الاسلام ابن تیمیہ نے مسئلہ استواء کے باب میں فرمایا ہے کہ اسمیں وہی قول

القول فی الاستواء والنزول کالقول فی سائر الصفات التی وصف الله بہ نفسہ فی کتابہ وعلی لسان رسولہ صلعم فان الله تعالی سمی نفسہ باسماء ووصف نفسہ بصفات فالقول فی بعض ہذہ الصفات کالقول فی بعض ومذہب سلف الامۃ وائمتہا ان یوصف الله تعالی بما وصف بہ نفسہ وبما وصفہ بہ رسولہ صلعم من غیر تحریف ولا تعطیل ولا تکییف ولا تمثیل فلا یجوز نفی صفات الله تعالی التی وصف بہا نفسہ ولا یجوز تشبیہہا بصفات المخلوقین بل ہو سبحانہ لیس کمثلہ شیء وہو السمیع البصیر لیس کمثلہ شیء لا فی ذاتہ ولا فی صفاتہ ولا فی افعالہ ـ ومذہب السلف مذہب بین مذہبین وہدی بین الضلالتین اثبات الصفات ونفی مماثلۃ المخلوقات فقولہ تعالی لیس کمثلہ شیء رد علی اہل التشبیہ والتمثیل وقولہ وہو السمیع العلیم رد علی اہل النفی والتعطیل فالممثل اعشی والمعطل اعمی

(مقبول) ہے جو تمام صفات باری میں ہے جن صفات سے خدا نے اپنے آپکو موصوف فرمایا ہے ان میں سے ایک صفت میں وہی قول ہے جو دوسرے میں ہے مذہب سلف امۃ اور ائمہ کا اس میں یہہ ہے کہ ہم خدا کو اس صفت سے موصوف کریں جس سے خدا نے اپنے آپکو اور اسکے رسول نے خدا کو موصوف کیا ہے نہ اسکو تحریف (یعنے تاویل کرکے بے معنے) کر دیں اور نہ اسکی کوئی مثال و کیفیت بیان کریں نہ کسی صفت کی نفی کریں نہ کسی صفت کو صفات مخلوقات سے تشبیہ دیں وہ خدا تعالے ایسا ہے کہ اسکی مثل کوئی چیز نہیں اور وہ سننے اور دیکھنے والا ہے کوئی چیز نہ اسکی ذات کی مثل ہے نہ اسکی صفات کی نہ اسکے افعال کی ـ مذہب سلف ان دو مذہبوں کے بیچا بیچ میں ہے دو گمراہیوں کے بیچ میں وہ ہدایت ہے یہہ کہ خدا کی صفات کو ثابت کریں اور مشابہہ مخلوق کو مٹا دیں ـ پس خدا کا یہہ قول کہ اسکی مثل کوئی چیز نہیں ہے

ابن ابراہیم انما یکون التشبیه اذا قال ید کید
او مثل ید او سمع کسمع او مثل سمع فاذا قال
سمع کسمع او مثل سمع فهذا التشبیه واما اذا قال
کما قال الله تعالیٰ ید وسمع وبصر ولا یقول
کیف ولا یقول مثل سمع ولا کسمع فهذا لا
یکون تشبیهاً وهو کما قال الله تبارک وتعالیٰ
فی کتابه لیس کمثله شیء وهو السمیع البصیر

سے قدرت مراد ہے اسحاق بن ابراہیم انکو
رو یبین کہتے ہین کہ خدا کے لئے ہاتھہ ثابت
کرنے مین تشبیہ تب ہو جبکہ اسکے ہاتھہ کو کیسے
ہاتھہ کی مثل کہا جاوے اور اسکے سننے کو کیسے
سننے کی مثل۔ اور اگر صرف اتنا ہی کہین جتنا
خدا نے کہا ہے کہ خدا کے لئے ہاتھہ ہے اور
اور سنتا ہے اور دیکھتا ہے اور یہہ نہ کہین
کہ کیسا ہے اور نہ یہہ کہین کہ کسی مخلوق جیسا ہے تو یہہ تشبیہ نہین ہے چنانچہ خدا تعالے خود
فرماتا ہے لیس کمثله شیء وهو السمیع البصیر یعنے اسکی مانند کوئی چیز نہین۔ اور وہ سنتا دیکھنے والا ہے
اور ملخص طبقات ذہبی مین بذیل ترجمہ خطیب بغدادی مرقوم ہے کہ خطیب کی کلام سے
یہہ بھی ہے کہ صفات باری مین کلام اور جو اسمین کتب سنن و صحاح مین مذہب سلف مروی

من کلام الخطیب اما الکلام فی الصفات وما
ما روی فیها فی السنن والصحاح مذهب
السلف اجراؤها علی ظواهرها ونفی الکیفیة والتشبیه
عنها وقد نفاها قوم فابطلوا ما اثبته الله تعالیٰ
وحققها قوم من المثبتین فخرجوا فی ذلک الی ضرب
من التشبیه والتکییف والقصد انما هو سلوک الطریق
المتوسط بین الامرین ودین الله تعالی بین الغالی
فیه والمقصر عنه والاصل فی هذا ان الکلام
فی الصفات فرع الکلام فی الذات ویحتذی
فی ذلک حذوه ومثاله فاذا کان معلوم

ہے یہہ ہے کہ انکو ظاہری معنون پر (جو مناسب
ذات جلالت ہین) جاری کیا جاوے اور کیفیت
و تشبیہ کو انسے دور کیا جاوے۔ ان صفات کو
ایک قوم (یعنے جہمیہ مقلدین فلاسفہ) نے تو صاف
ہٹایا ہے اور جو خدا تعالے نے ثابت کیا ہے اسکو
انہون نے باطل کیا اور ایک قوم (یعنے فرقہ مجسمہ)
نے ایسا ثابت کیا ہے کہ اس ثبات مین تشبیہ و بیان
کیفیت کا رستہ اختیار کیا ہے۔ میانہ روی یہی ہے
کہ دونون مذہب کے بیچ کے راہ چلین اور افراط
اہل ثبات اور تفریط اہل نفی کے مابین دین

ان اثبات رب العالمين انما هو اثبات وجود
لا اثبات كيفية فكذلك اثبات صفاته انما هو اثبات
وجود لا اثبات تحديد وتكييف فاذا قلنا لله
يد وسمع وبصر فانما هي صفات اثبتها الله تعالى
لنفسه ولا نقول ان معنى اليد القدرة ولا ان
معنى السمع والبصر العلم ولا نقول انها جوارح
ولا نشبهها بالايدي والاسماع والابصار التي
هي جوارح وادوات القول ونقول انما وجب اثباتها
لان التوقيف ورد بها ووجب نفي التشبيه
عنها لقوله تعالى ليس كمثله شيء ولم يكن له كفوا احد

اختیار کرین - اصل اسمین یہہ ہے کہ خدا کی صفات
میں کلام کرنا اسکی ذات مین کلام کرنے کی فرع ہے
اور یہہ اسکے قایم مقام اور اسکی مثال ہے اور
ظاہر ہے کہ خدا کی ذات کا اثبات اسی حد تک
ہوا ہے کہ اسکا وجود ہے نہ یہہ کہ اسکی ذات
کسطرح کی ہے اور اسکی کیفیت کیا ہے - ایسا ہی
اسکی صفات کا اثبات اسیقدر ہو سکتا ہے
کہ ان صفات کا وجود ہے نہ یہہ کہ انکی کیا حقیقت
ہے پس جب ہمنے کہا کہ خدا کے لیے ہاتھہ ہے یا سننا ہے
تو اس سے یہی مراد ہے کہ یہہ خدا کی صفتین ہین
جنکو خدا نے اپنی ذات کے لئے ثابت کیا ہے - اسمین ہم یہہ نہین کہتے کہ ہاتھہ سے مراد قدرت ہے
اور سمع اور بصر سے مراد علم ہے - اور نہ یہہ کہتے ہین کہ وہ ہمارے جیسے جوارح و آلات جسمانی ہین - ہم
تو یہی کہینگے کہ ان صفات کے وجود سے شارع نے ہمکو واقف کیا ہے اسلئے ہم پر انکا ماننا واجب ہے
اور انکی مخلوق سے تشبیہ دینی کی نفی بھی واجب ہے خدا نے خود فرمایا ہے اسکی مثل کوئی چیز نہین ہے -
اور اسکا کوئی ہمتا نہین ہے -

اور تفسیر معالم التنزیل مین بذیل آیۃ ثم استوی علی العرش فرمایا ہے کہ معتزلہ اس استوا کی استیلا سے

واولت المعتزلة الاستواء بالاستيلاء فاما اهل
السنة فيقولون الاستواء على العرش صفة
لله تعالى بلا كيف يجب على الرجل الايمان به ويكل
العلم فيه الى الله عز وجل وسال رجل مالك بن انس
عن قوله الرحمن على العرش استوى كيف استوى

تاویل کرتے ہین مگر اہل سنت کہتے ہین کہ استوا
علی العرش خدا کی ایک صفت ہے جسکی کیفیت نامعلوم
ہے انسان پر واجب ہے کہ اسپر ایمان لاوے اور اسکی
حقیقت کا علم خدا کے سپرد کرے -
ایک شخص نے امام مالک سے آیۃ الرحمن علی العرش

فاطرق راسه ملیا وعلاه الرحضاء ثم قال الاستواء غیر مجهول والکیف غیر معقول والایمان به واجب والسوال عنه بدعة وما اراک الا ضالا ثم امر به فاخرج وروی نحوه عن سفیان الثوری والاوزاعی واللیث بن سعد وسفین بن عیینة وعبد اللہ بن المبارک وغیرهم من علماء السنة فی هذه الآیات التی جاءت فی الصفات المتشابهات امروها کما جاءت بلا کیف۔

استوی کا مطلب پوچھا اور کہا کہ خدا کا استوا عرش پر کیونکر ہے تو آپنے دیر تک سر کو نیچے کر رکھا اور انکو پسینہ آگیا پھر فرمایا کہ خدا کا عرش پر ہونا معلوم ہے اور اسکی کیفیت مجہول اور اسپر ایمان لانا واجب ہے اور اس سے سوال بدعت ہے میرے خیال میں تو کوئی گمراہ معلوم ہوتا ہے پھر آپنے حکم دیا تو وہ شخص نکالا گیا۔ اور سفیان ثوری اور اوزاعی اور لیث ابن سعد و سفیان بن عیینہ و عبد اللہ بن مبارک وغیرہ علماء اہل سنت سے بھی مروی ہے کہ ان آیات کو جو صفات متشابہا میں وارد ہیں جیسی یہہ وارد ہیں ویسے انکو جاری کرو اور انکی کیفیت سے تعرض نکرو۔ اسباب میں کیے رسائل مستقل سلف و خلف نے تالیف کیے اور وہ خدا تعالی کی عنایت سے چھپکر شایع بھی ہو رہے ہیں از انجملہ دو رسالہ نہایت عجیب ہیں† التحف فی الارشاد الی مذہب السلف تالیف امام محمد بن علی شوکانی۔ وجواب سوال از شیخ محمد بن ناصر حازمی۔

اس تفصیل سے ثابت ہوا کہ سلف صالحین صفات باری میں تفویض و تسلیم کے قایل ہیں نہ انکو صفات مخلوق کی مانند سمجھتے ہیں نہ انمیں تاویل کو پسند کرتے ہیں۔ تاویل و تعطیل اہل بدعت و ضلالت (فلاسفہ یا مقلدین فلاسفہ کا مذہب ہے جو جناب مخاطب اور انکے ہم مذہبوں نے اختیار کیا ہے۔ ولیکن اس تفصیل کو جناب مخاطب کب سنتے ہیں اور ترمذی یا ذہبی یا امام مالک یا عبد اللہ بن المبارک کی کب مانتے ہیں اور کسی محدث یا مفسر یا صحابی یا تابعی کو وہ کیا جانتے ہیں۔

† یہہ رسالے لاہور میں حافظ بہاد ر دین ٹھیکہ دار ساکن کوچہ کندیگران۔ اور شیخ محی الدین تاجر کتب ساکن بازار کشمیری سے بقیمت ۴ مع محصول ڈاک مل سکتے ہیں ایسا ہی اور رسائل توحید و صفات۔

پس وہ سلف صالحین کی متابعت سے تفویض کو کیونکر قبول کرتے ہیں اور اپنے فلسفی مذہب تاویل کو کسطرح بدعت سمجھہ سکتے ہیں اسلئے مناسب ہے کہ انکا افہام و انجام عقلی تقریر سے عمل میں آوے۔ اور کسی نیچری کی کلام کو ہمیں بطور سند پیش کیا جاوے۔ سو جناب خود بدولت ہی ہیں جو صفات باری میں اپنی عقل سے وہی تقریر کر چکے ہیں جو مذہب محدثین کے قریب قریب ہے۔

چنانچہ تہذیب الاخلاق سنہ ۹۶ھ نمبر چہارم میں بصفحہ ۱۰ آپ فرماتے ہیں۔

مضمون نمبر ۴۰

عقاید مذہب اسلام

عقیدہ سوم

متعلق بہ صفات باری جل جلالہ

وہ ہستی جسکو ہم خدا یا علۃ العلل کہتے ہیں نہ ہمارے دیکھنے میں آتا ہے نہ چھونے میں اور نہ خیال میں تو ہم بجز اتنی بات جاننے کہ کہ ہے اور کچھہ حقیقت اسکی ذات کی نہیں جان سکتے خدا ہی نے اپنی ذات کی حقیقت ہمکو نہیں بتا سکا۔ موسیٰ نے پوچھا کہ فرعون کے پاس تیرا پیغام لیکر جاؤں تو کیا بتاؤں کہ تو کون ہے تو یہی جواب ملا کہ میں وہی ہوں جو ہوں پس جبکہ ہم ایک ذات کی حقیقت نہیں جان سکتے تو اسکی صفات کی حقیقت بھی نہیں جان سکتے بلکہ درحقیقت اسکو کسی صفت کا محل نہیں قرار دے سکتے

تمام صفات جنکو ہم خیال کرسکتے ہیں وہ سب مفہومات ہیں جو ہمنے بلحاظ ان چیزوں کے حالتوں کے جنکو ہم دیکھتے ہیں یا چھوتے ہیں یا سونگتے ہیں یا سنتے ہیں یا سمجھتے ہیں اخذ کئے ہیں مگر جب کہ وہ ہستی ہماری ان سب حسوں سے اوپر ہے تو ہم کیونکر جان سکتے ہیں کہ وہ صفات اسمیں بھی ہیں یا وہ ان صفات کا محل بھی ہوسکتی ہے اسلئے تمام صفات جو خدا کی طرف نسبت کیجاتی ہیں انکو یوں کہا جاتا ہے کہ وہ صفات تو اسمیں ہیں مگر ویسی نہیں ہیں جیسیکہ ہم جانتے ہیں یعنے جو حقیقت

ان صفات کی ہمنے موجودات عالم سے اخذ کر کر سمجھی ہے وہ حقیقت ان صفات کی نہین ہی جو اسمین
ہین اور یہہ کہنا ہمارا صاف صاف یہی کہتا ہے کہ ان صفات کا جنکو ہم جانتے ہین اسمین ہونا
نہین جانتے ۔

خدا کو نہ ہاتہہ پاؤن والا منہہ والا بولتا چلتا پہرتا سنتا دیکہتا کرتا کراتا جیتا جاگتا خوش ہونے والا
خفا ہونے والا سب کچہہ کہتے ہین۔ مگر اسکے ساتہہ یہہ بہی کہتے ہین کہ ہمارے سے نہ ہاتہہ پاؤن ہمارا سا
منہہ ہمارا سا بولنا ہمارا سا چلنا پہرنا ہمارا سا سننا دیکہنا ہمارا سا کرنا کرانا ہمارا سا جینا
جاگنا ہمارا سا خوش اور خفا ہونا نہین ہے ۔ مگر جب پوچہو کہ اگر ویسا نہین ہے تو پہر کیسا ہے
تو جواب یہی ہوگا کہ ہم نہین جانتے ۔ بات کا تو بہت الٹ پہیر ہوا مگر نتیجہ یہی نکلا کہ ان
صفات کا جنکو ہم جانتے ہین اسمین ہونا نہین جانتے ۔

صفات باری کا اسکی نسبت یقین کرنا اس یقین سے نہین ہی کہ درحقیقت وہ صفتین جسطرح پر ہم
انکو جانتے ہین اسمین ہین یا وہ انکا محل ہے بلکہ یقین اس وجہ سے ہی کہ ایسی ذات کو جو علت العلل
ہے ان صفات کو مشابہ صفتون کا موصوف یا ان صفات کی مانند قدرتون پر قادر ہونا لازم ہی
کیونکہ بغیر انکے وہ علت العلل نہین ہو سکتی جسکا علت العلل ہونا تسلیم کیا تہا ۔

زندگی اور موت وہ صفتین ہین جنکے مفہوم کو ہمنے جاندار چیزون کی حالات سے اخذ کیا ہے پس کیا ہم
یقین کر سکتے ہین کہ اس زندگی یا موت کا جسکو ہم جانتے ہین خدا محل ہو سکتا ہے یا اسیہہ ہم اسکو حی
لاموت کہتے ہین ۔ دہریون نے مسلمانون کی مذہبی کتابون مین ان لفظون کو جو صفات باری
کی نسبت بولے گئے ہین انہی کا مفہومات کا وال سمجہہ لیا جو انہون نے موجودات کی حالات سے
اخذ کئے تہے اور پہر ان صفات کے منکر ہو کر کہنے لگے کہ ہم کیونکر یقین کرین کہ صفت قدرت کی یا رحم
کی اسمین ہے ۔ ہم کہتے ہین کہ ہم کب یقین کرتے ہین اور ہم کب ان صفتون کا جنکو ہم جانتے ہین اسکو
محل قرار دیتے ہین بلکہ یہہ کہتے ہین کہ جن صفتون کو ہم جانتے ویسی ہی یہہ اس علت العلل
کی ذات کو لازم ہین اور اسی لئے اسکے لوازم ہونے پر یقین ہے ۔ XXXXXXXXX

تا انیہمہ جسطرح ہم اسکی ذات کی حقیقت نہین جانتے اسطرح اسکی صفات کی حقیقت کو بہی نہین جانتے

بانی اسلام نے بہی انکی حقیقت کا جاننا ہمارے ایمان کا جز نہین قرار دیا بلکہ خود اُسنے انکی حقیقت کو کچہہ

خود نہین بتلایا غفور - رحیم - قادر - حی - لایموت بتلایا اور اس بتانے سے اسکی ذات کا محل ہونا

لازم نہ آیا تو ایسا خیال کرنا خود ہماری غلطی ہے -

خدا کے ساتہہ جن صفتون کو ہم بتاتے ہین گو انکے مفہومات تو موجودات کے حالات سے اخذ کیے ہوئی

ہین مگر خدا کیطرف من حیث الاطلاق نسبت کرتے ہین بلکہ اطلاق کی قید سے بہی مطلق رکہتے ہین

تاکہ صرف مفہوم ہی مفہوم باقی رہ جاوے اور اسلیے جب کسی صفت کو کہتے ہین کہ ہے تو یہہ بہی

کہتے ہین کہ ایسے نہین ہے -

یہہ ایک بحث عام صفات باری کی نسبت تہی اور آیندہ ہم وقتاً فوقتاً ہر ایک صفت کی نسبت

خاص خاص بحث کرینگے و لی التوفیق - (راقم سید احمد)

یہہ کلام انرایبل صاحب بہادر اگرچہ شتر گربہ سے خالی نہین کیونکہ اسکی کسی فقرہ مین تفویض

و تسلیم صفات مناسب ذات پائی جاتی ہے چنانچہ اہل حدیث کا اعتقاد ہے اور کسی فقرہ سے نفی

و تعطیل ٹپکتی ہے جو جہمیہ کا اعتقاد ہے ولیکن ہمکو آپکے جہمیانہ فقرات سے کچہہ کام نہین بلکہ اس

مقام الزام مین صرف انہی فقرات سے احتجاج و استدلال کافی ہے جنمین تفویض پائی جاتی ہے -

اور انپر خط کہینچکر نمبر و نشان لگائے گئی ہین - ان فقرات خمسہ کی دستآویز سے انرایبل صاحب

بہادر اور اُنکے ذریات کو الزام دیتے اور یہہ کہتے ہین کہ جس حالت مین خود انرایبل صاحب بہادر

صفات باری مین ایسا کچہہ کہچکے ہین جسکے رو سے خدا کے ہاتہہ وغیرہ صفات کا وجود ذاتی

مناسب ذات خداوندی ممکن ہے تو پہر اسکو بوجود عقلی کیون تاویل کیا جاتا ہے اور اسکا بوجود

ذاتی موجود ہونا اور اسکی حقیقت و کیفیت کا علم خدا کو سپرد ہونا کیون تسلیم نہین کیا جاتا - اور اسکی

نسبت یہہ کیون نہین کہا جاتا (جیسے آپنے ان فقرات مین کہا ہے) کہ ہاتہہ تو ہمین ہے مگر ایسا نہین جیسا ہم جانتے ہین

(۲) جس ہاتہہ کو ہم جانتے ہین اسکا ہونا ہمین نہین جانتے (۳) یہ جس ہاتہہ کو ہم جانتے ہین

ایسا ہی کچھہ اس علۃ العلل کی ذات کو لازم ہے (۴) باانہمہ جسطرح ہم اسکی ذات کی حقیقت نہین
جانتے اسیطرح اُسکے ہاتہہ کی حقیقت نہین جانتے بانی اسلام نے بہی اسکی ہاتہہ کی حقیقت کا جاننا ہمارے
ایمان کا جزو قرار نہین دیا۔ ید اللہ فوق ایدیہم۔ بل یداہ مبسوطتان۔ والسماء بنیناہا باید۔ یمین اللہ
ملاء وغیرہ فرمادیا (۵) اسیواسطے جب ہم ہاتہہ کو کہتے ہین تو یہہ بہی کہتے ہین کہ ایسا نہین ہے (دیکھئے جیسا ہمارا ہے)
یہہ بیان الزام و افحام نیچریون کے لئے (اگر وہ منفعل ہون) کافی برہان ہے اور جو منفعل نہون
انکے سامنے بدیہی سے بدیہی دلیل بہی مضحکہ و ہزیان ہے۔ اور اس مقام مین کہ اس مسئلہ کا ذکر
صرف الزام نیچریہ کے لئے نہین ہوا بلکہ عامہ خیالات کی اصلاح بہی اسمین مد نظر ہے اکثر لوگ مسئلہ
صفات مین حق و تحقیق سے ناواقف ہین اور اس ناواقفی کے سبب از دست اہلحق (محدثین و حنابلہ)
پر یہہ سوء ظنی رکہتے اور طعن کرتے ہین کہ یہہ لوگ خدا کو عرش پر مستقر بتاتے ہین اور اسکا عرش پر ہونا
اور اسکے ہاتہہ پانون اپنے سے جانتے ہین۔ یہہ سوء ظنی و ناواقفی نہ صرف عوام جہلا کو ہے۔ بلکہ خود بعض
علماء (وبزعم خود) فضلاء کو بہی دامنگیر ہے۔ اسی مہینے مین دہلی کے مقلدین نے ایک اشتہار شائع
کیا ہے جسمین انہون نے میری اسبات کا جواب دیا ہے جو مینے نمبر ۴ جلد ہذا کے صفحہ ۱۲۵ مین انکی درخواست
مباحثہ کے جواب مین لکہی تہی کہ مقلدین کو مجہسے الجہنا مناسب نہین۔ ہم اور مقلدین باوجودیکہ
مسائل فرعیہ عملیات مین باہم مختلف ہین تاہم اصول اعتقادات مین متفق ہین۔ اور نیچریہ اصول و فروع
دونون مین ہم دونون فریق کے مخالف ہین ایسی حالت مین ہم دونون فریق کو مناسب ہے کہ باہمی
فروعی جہگڑے چہوڑ کر ان مخالفین کی تحریراً و تقریراً خبر لین۔ اس جواب حضرت مقلدین کا حاصل
یہہ ہے کہ تم خدا کو عرش پر متمکن کہتے ہو پہر تمہارا ہمارا کیا اتفاق و اتحاد ہے۔ اس بیان مین
ہمنے ان حضرات کی سوء ظنی کا بہی علاج کر دیا ہے اور خوب تفصیل سے بتایا ہے کہ اہلحدیث کا استواء
وید و وجہ وغیرہ صفات باری مین وہی اعتقاد ہے جو تمام سلف صالحین صحابہ و تابعین و ائمہ
مجتہدین کا اعتقاد ہے ابتو تو ہمارے حریف بدگمانی اوٹہادین اور ہم سے اتحاد و یکجہتی
پیدا کرین۔ اور آپسمین اتفاق کر کے اعداء دین نیچریین کی تحریراً و تقریراً خبر لین۔ اور باہمی

مبارزت و خانہ جنگی کو چھوڑ دیں۔

پانچویں جن لوگوں سے امام غزالی نے مثال وجود وجود عقلی اور وجود شبہی کی تاویل اتفاقیہ
وہ اہل بدعت و فلاسفہ مشرب نہیں اہلحدیث اشاعرہ سنت اس تاویل کو پسند نہیں کرتے۔
ان درجات وجود اور انکی تمثیلات بیان کرنے کے بعد امام صاحب نے فرمایا ہے تو بیان

اعلم ان کل من نزل قولا من اقوال صاحب
الشرع علی درجة من هذه الدرجات فهو من المصدقين
وانما التكذيب ان ينفي جميع هذه المعاني ويزعم
ان ما قاله لا معنى له وانما هو كذب محض وغرضه
فيما قاله التلبيس او مصلحة الدنيا وهو الكفر
المحض والزندقة ولا يلزم كفر المؤولين ما داموا
يلازمون قانون التأويل كما سنشير اليه
وكيف يلزم الكفر وما من فريق من اهل الاسلام
الا وهو مضطر اليه فابعد الناس عن التأويل
احمد بن حنبل وابعد التأويلات عن الحقيقة
واقربها الى ان يجعل الكلام مجازا او استعارة
هو الوجود العقلي والوجود الشبهي والحنبلي
مضطر اليه وقائل به الى ان نقل اشتهر ذلك
من احمد وغيره۔

ہے جنکے صاحب شریعت کی کسی قول کو ان
درجات میں سے کسی درجہ پر محمول کیا وہ اہل
کے تصدیق کرنے والوں سے ہو اسے
تمام کو جھوٹا ٹھہرایا ہے کہ ان سب معنی
کو مٹا دے اور یہ خیال کرے کہ جو شارع نے
کہا ہے اسکا کوئی واقعی مطلب نہیں شارع نے
لوگوں کو دھوکہ دینے کی نیت سے یا دنیاوی
مصلحت سے کہا ہے جو کہا ہے یہ خیال محض کفر
ہے اور یہی زندقہ ہے۔
مگر تاویل کرنے سے کفر لازم نہیں آتا جب تک
کہ تاویل کرنے والے قانون تاویل کے پابند رہیں جسکا ہم آئندہ
ذکر کرینگے لازم نہیں ہے۔ تاویل کنندگان کی تکفیر
کیونکر جائز ہے حالانکہ اہل اسلام سے کوئی فرقہ
ایسا نہیں ہے جو تاویل کا محتاج نہیں ہے

سب سے بڑھکر تاویل سے دور رہنے والے احمد بن حنبل ہیں اور سب تاویلوں کی نسبت حقیقت
سے دور اور مجاز کے قریب وجود عقلی اور شبہی ہے اور حنبلی بھی اسکے محتاج اور قائل ہیں پھر
امام صاحب نے ان تاویلوں کی تفصیل کی جو احمد بن حنبل وغیرہ ائمہ اہل سنت نے کی ہیں تا

اور ان تاویلات سے دبزعم امام کسیکو چارہ نہین ہے نقل کی ہے ہمنے انکو بلا ضرورت بغرض اختصار چھوڑ دیا ہے —

اس قول مین جو امام صاحب نے تکفیر مؤولین سے منع کیا ہے اسکو تو جناب **مخاطب نے** بڑی خوشی و افتخار سے قبول و تسلیم کر لیا ہے اور اسپر چند نتائج کو بطور سوالات متفرع کیا ہے — اور جو اسمین معنے ظاہری کر کے اور معانی مجازی لیکے تاویل قرار دیا ہے اور تاویل کے جواز کو پابندی قانون تاویل سے مشروط ٹھرایا ہے اسکو ذکر دیا ہے خیانۃً چھوڑ دیا ہے اب ہم اب ہم پوچھتے ہین کہ بموجب اس تشریح کے جو امام صاحب نے بیان کی کیا وجہ ہے کہ جو لوگ کہ بہشت کا اقرار کرتے ہین کہ الاشیاء من الجنۃ والنار حق مگر انکے نزدیک دلیل سے ثابت ہوا کہ بہشت دوزخ مثل عالم کا سا باغ اور گاو الودہ گلیہی نہین ہو سکتی اور اسلئے وہ اسکا وجود تشبیہی قرار دیتے ہین پھر وہ کیون کافر ہین ؟ —

وہ لوگ جنکے نزدیک کسی دوسرے جسم بجز مرئی و غیر محسوس کا مغوی الانسان یا ہادی الانسان ہونا محال ثابت ہوا ہے اور اسلئے وہ شیطان یا ملک کے وجود خارجی کے منکر ہیں کر انکا وجود نفس الانسان تسلیم کرتے ہین اور بعض ایسے کہ قوت کی رحم مین ایک مصور فرشتہ کیا ہوا تجسیم تصور و وجود پر ملک کا اطلاق کرتے ہین کیون کافر ہین —

جو لوگ کہ لوح محفوظ کو لکڑی کی تختی اور قلم کو نیزہ یا ٹہنیری کا قلم نہین سمجھتے بلکہ اسکا وجود عقلی تسلیم کرتے ہین وہ لوگ کیون کافر ہین ؟ —

جو لوگ کہ وحی من اللہ مین کسی دوسرے کیواسطے کے دلائل محال سمجھتے ہین اور وہ اسی قوت کو جو انبیاء مین ہے جسکے سبب انپر نزول وحی ہوتا ہے اور جسکو ملکہ نبوت سے بھی تعبیر کیا جاتا ہے جبرائیل امین تسلیم کرتے ہین اور کہتے ہین کہ الجبریل حق وہ کیون کافر ہین ؟ — علاوہ اسکے بے انتہا اور بیان اسی قسم کی مثالون کا اس چشمہ سے جسکو امام صاحب نے کہولا ہے بہہ سکتا ہے —

یہہ کلام جناب کاتب تو مقام تسلیم ہے اور جو مقام رد مین انہون نے فرمایا ہے وہ یہہ ہے - دو
لفظ امام صاحب کے سخت گرفت کے قابل ہین اور صرف گرفت ہی کے قابل نہین ہین بلکہ غلط بھی
ہین - وہ اسطرح پر معنے قرار دینے کو جسطرح پر بیان ہوا تاویل کہتے ہین تاویل کے معنے انہون نے
بیان کئے مگر انکے سیاق کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ جن الفاظ کے ظاہری معنی بدلیل متکلم و مشتبہ ہو سکتے ہون تو انکے دوسرے معنی
لیجاوین تا کہ قول قائل صحیح ہو جاوے اسکا منشا یہہ نکلتا ہے کہ بغرض تصحیح قول قائل وہ تاویل
کی گئی ہے اگر یہی مطلب امام صاحب کا ہو تو یقینی غلط ہے اور خدا اور خدا کے رسول کے کلام کو ایسا سمجھنا
مساوی تکذیب کے ہے جسکو انہون نے کفر اور جسکو کفر شرعی قرار دیا ہے - تاویل کے معنے اگر صرف
صرف عن الظاہر کے لئے جاوین تو ہم اسکو تسلیم کرتے ہین اور اگر اسکے معنے صرف ما قال القائل کے
لئے جاوین تو ہم اسکو کفر شرعی سمجھتے ہین - ایک شخص نے کہا کہ زید شیر ہے اور لفظ شیر سے قائل
کی مراد یہی کہ زید شجاع ہے تو اسکو ہم شیر کے معنے شجاع کے لیتے ہین وہ درحقیقت تاویل نہین ہے
کیونکہ شیر کے وہی معنے لئے ہین جسکے لئے قائل نے یہہ لفظ بولا تھا اور اسطرح پر معنے لینے
کو تاویل کہنا حماقت ہے ورنہ اسمین کیا فرق ہے کہ ایک شخص نے شجاع کے لئے اسد کا لفظ
اختیار کیا ہے اور ایک شخص نے شعر کا اپنے مطلب کے لئے تصریح تو دیوان ناطق ہے لہٰذا الشخص مراد
لینا تاویل ہو اور شیر سے شجاع مراد لینا تاویل ہو - * * * * * * * * * * * * *

دوسرا لفظ وہ ہے جس سے امام صاحب نے قانون تاویل کی طرف اشارہ کیا ہے اور جس قانون کو
آگے بیان کیا ہے ہم اس قانون تاویل کو صحیح نہین سمجھتے بلکہ امام صاحب نے جو شرط
عدم کفر کو اس قانون پر مشروط کیا ہے اسکو بیکار سمجھتے ہین ہم پوچھتے ہین کہ وہ قانون تاویل
بنانے والا کون ہے ؟ امام صاحب ؟ اگر وہی ہین یا اور کوئی انسان تو ہماری کیا غرض
کہ جب تک تاویل کرنے والا ہمارے قانون تاویل کا پابند رہیگا اسوقت تک اس پر کفر لازم
نہین ہوگا اور جب اس سے نکل جائے کہ جو شخص جب تک ہمارے مسائل کا یا ہمارے مذہب کا پابند
رہیگا اسوقت تک اسپر کفر لازم ہوگا کیا فرق ہے اشعری و معتزلی و حنبلی کی مخالفت کو کہدو

ذات وصفات خدا اسمی مین کیون نہو جب کفر قرار نہین دیا تو امام صاحب کے بیان ہوئی قانون
تاویل کی مخالفت سے کیون کفر لازم آویگا بس یہہ وہی مثل ہوئی کہ فر من المطر ووقع تحت
المیزاب کوئی شخص جسکو امام صاحب نے رسول کہا ہے جب تک کہ وہ تاویل کرتا ہے اور تکذیب نہین کرتا
کافر نہین کہلایا جاسکتا گو کہ اسکی تاویل کیسی ہی غلط ہو — کیا کہوگے حضرت امام محی الدین ابن عربی
کو جنکی تفسیر ایسی رکیک تاویلون سے بھری ہوئی ہے جنکے لئے کوئی قانون ہی نہین بنا ہو
کافر نعوذ باللہ منہا —

راقم کہتا ہے کہ جو کچھ آپنے **مقام تسلیم** مین فرمایا ہے اسکا حاصل یہہ ہے کہ جس حالت مین
بنا بر تشریح امام صاحب کے باب تاویل مفتوح اور اسکا سلسلہ جاری ہے اور رسول کی تکفیر ناجائز ہے
تو پھر جو لوگ دوزخ و بہشت کے وجود جسمی کی تاویل کرتے ہین اور شیطان و ملائکہ کی قوائے
نفسانی — اور لوح و قلم کے وجود حقیقی اور جبریل کی حقیقت بلکہ نبوت کی تاویل کرتے ہین انکو کافر کہنے
کی کیا وجہ ہے —

اور چونکہ یہہ سوال محض الزامی ہے جو امام غزالی کی اس تشریح و تسلیم تاویل پر مبنی ہے — اسلئے امام
غزالی کیطرف سے اسکا یہہ جواب کافی ہے کہ وجود حسی نعیم و آلام بہشت و دوزخ کے وجود
حسی اور وجود ذاتی جبریل وغیرہ ملائکہ کے وجود حقیقی کی تاویل کرنے والے کو کافر کہنے کی وجہ
نزدیک یہہ وجہ ہے کہ وہ ہماری شرط تاویل کا پابند نہین ہے — اور جس محل مین وہ تاویل
کرتا ہے اسمین تاویل کی گنجائش نہین ہے — اس محل مین تاویل کرنے سے بعض عقائد ضروریہ
دین کا انکار پایا جاتا ہے چنانچہ اسکا مفصل بیان اس قول کے بعد دوسرے اور تیسرے قول مین
آتا ہے — اسی مخالفت کا وہ اعتراض کہ حنبلی و اشعری کے خلاف سے کسطرح کفر لازم آسکتا ہے
سو عنقریب رفع کیا جاتا ہے — اس جواب سے یہہ پہلا سوال تو صاف اٹھ گیا اور یہہ بھی
ثابت ہوا کہ منکرین وجود جسمانی نعیم و آلام بہشت و دوزخ و وجود ذاتی جبرائیل و ملائکہ کو کافر کہنا
اس تشریح امام غزالی کی مخالف نہین ہے — اس تشریح کے صحیح ہونے کے ساتھ بھی وہ لوگ امام

غزالی کے نزدیک یہ کافر ہیں۔ اور انکے کافر ہونے کی وجہ امام غزالی کی کلام آئندہ میں بہ بسط تمام مذکور ہے۔

اور جو مقام رد میں آپنے رقم فرمایا ہے اسکا ماحصل تین اعتراض ہیں۔

اول یہ کہ تاویل کے معنے ہیں صرف الکلام عن الظاہر یعنی کلام کو اسکے ظاہر معنے سے پھیرنا۔ اور امام صاحب نے تاویل کے معنے صرف الکلام عن قائلہ یعنی کلام مراد متکلم سے پھیرنا قرار دئیے ہیں جو مساوی تکذیب ہیں اور کفر محض۔ اعتراض دوم۔ امام صاحب نے بوقت تعذر معنے ظاہری کلام کے معنے تشبیہی ومجازی مراد لینے کو تاویل قرار دیا ہے۔ اور یہ حماقت ہے۔ اسلئے کہ معنے مجازی تاویل نہیں ہے بلکہ جس حالت میں مراد متکلم وہی معنے مجازی ہوں تو وہی معنے اس لفظ کے اصلی معنے ہیں۔

مثلاً اگر زید کو شیر کہنے کے وقت لفظ شیر سے ایک انسان بہادر بولا گیا ہے تو یہ درحقیقت اپنے اصلی معنے میں مستعمل ہوا ہے۔ نہ تاویلی معنے میں جیسے کسی شخص کا شمس نام رکھنے کے وقت شمس کا اطلاق اسپر بطور حقیقت ہوتا ہے نہ بطور تاویل۔

غرض آپکے نزدیک منقول ومجاز میں کچھ فرق نہیں ہے۔ دونوں کا استعمال یکساں اصلی معنے میں ہوتا ہے۔

اعتراض سوم۔ اس قانون کی تاویل بتانے کے واسطے امام غزالی تو مدعی ہیں مگر انکا یہ کہنا کہ جو کوئی بلا قانون تاویل کریگا اپنی وہ کافر ہے ویسا ہی فاسد و باطل ہے جیسا اشعری یا حنبلی کا اپنے مخالف مذہب کو کافر کہنا باطل ہے۔ اور حق بات میں یہ ہے کہ تاویل کا کوئی قانون نہیں ہے اور نہ اسکے صحیح وغیر صحیح ہونے کی کوئی شرط ہے۔ جب تک کوئی تاویل کرتا ہے گو وہ تاویل اسکی کیسی ہی غلط ہو وہ کافر نہیں ہے۔ چنانچہ شیخ محی الدین ابن عربی نے ایسی ہی تاویلیں ہر ایک اپنی تفسیر میں کی ہیں جنکے لئے کوئی قانون نہیں ہے پھر وہ کافر نہیں ہے۔

جواب اعتراض اول۔ امام غزالی کی کسی لفظ صریح یا اشارہ سے یہ معلوم نہیں ہوتا

کی لفظ سے وہ مراد ہے اور معنے غیر اصلی و غیر حقیقی میں مستعمل ہوا ہے۔
اسکو کوئی اہل لسان یہ نہیں کہہ سکتا کہ جس معنے میں یہ اب بکثرت مستعمل ہوا ہے وہی وہ حقیقت
و اصل معنے اس لفظ کے ہیں بخلاف اس لفظ کے جو اپنے اصلی معنے سے منتقل ہو کر دوسرے معنے میں
مشتہر ہو جیسے لفظ شمس جسکے معنے آفتاب سے منتقل ہو کر کسی انسان کا نام مقرر ہو گیا ہو وہ سب اہل
لسان کے نزدیک معنے ثانی پر بولا جانے کے وقت بھی اصلی و حقیقی معنے میں جو بوضع ثانی اسکے
معنے قرار پائے ہیں مستعمل سمجھا جاتا ہے اور اسکو کوئی شخص تاویل نہیں کہہ سکتا۔
اسکی وجہ یہ ہے کہ ان لوگوں کے نزدیک مجاز و منقول میں فرق ہے† مجاز وہ لفظ ہے جو
اپنے اصلی معنے موضوع لہ (جن معنے کیلئے وہ بنایا گیا ہے) کے سوا انہی معنے میں جو اصل معنے کے مشابہ
و مناسب ہوں استعمال کیا جاوے۔
اور منقول وہ ہے جو اپنے اصلی اور حقیقی معنے موضوع لہ میں بوضع ثانی کیوں نہ مستعمل ہو
منقول انکے نزدیک بحیثیت نقل حقیقت میں داخل ہے اور مجاز اسکی حقیقت کا مقابل ہے۔

---

† الحقيقة الكلمة المستعملة فيما وضعت تلك الكلمة له في اصطلاح وقع به التخاطب المجاز الكلمة
المستعملة في غير ما وضعت له في اصطلاح به التخاطب (مختصر المعاني ملخصاً)
وان كثر معناه فان وضع لكل ابتداء اي بلا تخلل النقل فمشترك والا اي وان لم يوضع ابتداء
فان اشتهر في الثاني فمنقول شرعي او عرفي عام او خاص قال سيبويه الاعلام كلها منقولات
والا فحقيقة ومجاز (ملا حسن شرح سلم مختصراً)
ان استعمل اللفظ فيما وضع له فاللفظ حقيقة وان استعمل في غيره لعلاقة بينهما فمجاز - او العبارة
فمرتجل وهو حقيقة ايضا للوضع الجديد والمنقول فيه اما لتناسي المعنى المجازي للموضوع له الاول حتى هجر الاول
وهو حقيقة في الاول مجاز في الثاني من حيث اللغة وبالعكس اي حقيقة في الثاني مجاز
في الاول من حيث الناقل - (توضيح مختصراً)

اون لوگون کے نزدیک مجاز و منقول کو یکسان کہنا حقیقت و مجاز کو ایک کرنا ہے اور حماقت
ہے ویسا ہی جیسے آپکے نزدیک منقول و مجاز مین فرق نکرنا حماقت ہے —

لفظ حقیقت و مجاز و حقیقی و مجازی تو آپکی تصنیفات مین بہی کم سے کم سو جگہ ہو ویگے مگر معلوم
ہوتا ہے کہ حضرت نے ابتدائی زمانہ صحبت طلبا سے سنکر الفاظ یاد کر رکہے ہین جنکو
بے موقع یا با موقع زبان و قلم مین لے آتے ہین پر انکے معانی کے سمجہنے کو غیر مہذب لوگون کی رسم
و عادت سمجہکر اس سے پرہیز رکہتے ہین —

شاید آپ یا آپکے احباب اسکے جواب مین فرماوین کہ ہم معانی حقیقت و مجاز کو بخوبی
سمجہتے ہین مگر چونکہ ہم تقلید کو شرک جانتے ہین اسلئے ان معانی کے جاننے مین علما معانی
و اصول و معقول کی تقلید نہین کرتے بنا بران ہم منقول و مجاز مین فرق نہین کرتے دونوکو
اہل لسان اصطلاح مین مستعمل سمجہتے ہین —

اسکا جواب یہ ہے کہ اگر آپ اہل لسان کی بول چال و محاورہ و استعمال مین بانیون کی
کو بہی تقلید شرک سمجہتے ہین تو آپکو اختیار ہے کہ حقیقت کا نام مجاز رکہین اور مجاز کو
حقیقت فرماوین بیٹا باپ کو بابا کہین اور بیٹا باپ کا نام بابا فرماوین اور اگر اہل لسان کا
پابندی سے کلام کرین تو ہر باب مین انہی کی بول چال و محاورہ و استعمال پر فیصلہ ہو
ضروری ہے حقیقت وہی ہے جسکو وہ حقیقت سمجہتے ہین اور جسکے معنی موضوع لہ مین مستعمل خیال
کرتے ہین مجاز وہی ہے جسکو وہ مجاز سمجہتے ہین اور غیر موضوع لہ مین مستعمل جانتے ہون
اور اصطلاحات کا مان لینا تقلید ہی نہین جو بے دلیل قول ماننے کا نام ہے — اسلئے
کہ ان لوگون کا قول و محاورہ اس باب مین خود دلیل ہے اور اگر یہہ بہی تقلید ہے تو یہی
تقلید ہے کسی محقق کو بہی چارہ نہین ہے ؎ نہ ہر جا مرکب توان تاختن کہ
جاہا سپر باید انداختن —

جواب اعتراض سوم — اگر تاویل کا دروازہ بند کیا جاوے تو دنیا مین کوئی کافر نہ بچے گا کوئی بہی

اشاعۃ السنۃ النبویہ

نمبر ہفتم و ہشتم — علی صاحبہا الصلوٰۃ والتحیہ — جلد سوم

بابت رجب و شعبان ۱۲۹۷ھ مطابق جولائی و اگست [illegible]

شرح قیمت وغیرہ امور متعلقہ رسالہ انتظام جدید

درجات و مراتب قیمت	تفصیل خریداران بشرح مراتب	رقم سالانہ
(۱) اعلیٰ قیمت	اسلامی ریاستوں کے نواب اور رئیس	کم از کم للعہ
(۲) خاص قیمت	گورنمنٹ انگریزی و معزز عہدہ داران گورنمنٹ و عام اغنیا و امیر و سوداگر	کم سے کم عہ
(۳) عام قیمت	متوسط الحال وسعت ـ	سے
(۴) رعایتی قیمت	کم وسعت لوگ جنکی آمدنی دس روپیہ ماہواری سے زیادہ نہیں [illegible]	لـ
(۵) انعامی قیمت	بے وسعت جو دس روپیہ ماہواری کی آمدنی بھی نہیں رکھتے مگر علمی اشتیاق رکھتے ہیں اور اس رسالہ	فقط حسبۃ اللہ

بقیہ شرح نمبر و طور و ترتیب مطابق تفصیل سابق — ولنشان مندرجہ ذیل سے ہونا چاہیئے

خط و کتابت بنام مہتمم بدین عنوان ہو — دار رسالہ زر قیمت بھی آئندہ کو بھی ہو

شکریہ و شکایت

جن معاونین نے شکایت مندرجہ رسالہ نمبر ۳ کی طرف توجہ فرما کر زر واجب الادا کل یا جز ارسال فرما کر مہتمم کو زیربار احسان کیا مہتمم انکا دل سے شکریہ ادا کرتا ہے اور بذکر مواضع اقامت ان حضرات کے رسم شکایت انکے دامن عنایت سے دور کرتا ہے وہ مواضع یہ ہیں ـ بنارس ـ پٹیالہ ـ جبلپور ـ دہلے ـ ڈاکہ ـ راولپنڈی کوٹلہ مالیر ـ لودہانہ ـ مظفر گڈہ ـ مراد آباد ـ کوٹ بندہ

اللہم فبارک لہم فی اعمالہم و اموالہم وانصرہم کما نصرونا سنتہ نبیہم ـ اور جن حضرات نے ابتک ہس شکایت ماہ اپریل کو اس ماہ ستمبر تک کچھ نہیں سمجھا اور نہ ان رقعات کا جو بکی ایک اور دو دو دفعہ انکے نام جاری ہو چکے ہیں کچھ جواب دیا ہے انکی خدمت میں اب بار سوم یا چہارم ملتمس ہے کہ وہ حضرات بے اعتنائی کو دور فرما دیں اور اگر کوئی

مطبع مصطفائی لاہور میں طبع ہوا

عذر ہے تو اُن سے بذریعہ تحریر اطلاع دین۔ مطالبہ قیمت پرچہ چاپ ہور ہا اور پرچہ ہمکو وقت بے وقت بسم اللہ پڑہکر قبول کرلینا عرف شرع و عرف معاملہ کے روسے پسندیدہ نہین ہے۔ اُن حضرت کے مواضع قیام یہہ ہین۔ امرتسر۔ آرہ۔ اٹہورہ جے پور۔ حیدرآباد دکہن۔ عظیم آباد پٹنہ۔ علی پور کراچے بندر۔

اللہم فوفقہم لقضا ما علیہم باحسن القضیہ وقہم حب الدنیا الذی ہو راس کل خطیئۃ ان دونون فریق کے بابین ایسے لوگ بہی ہین جنکا نہ ہم شکریہ ادا کرسکتے ہین اسلئے کہ وہ ہنوز ادائے حق سے قاصر ہین اور نہ بذکر مواضع ان حضرت کے انکی شکایت قلم مین لاسکتے ہین۔ اس سے ہمکو کئی وجوہات مانع ہین وہ اپنا حال آپ ہی سمجہ جائین اور بحکم العاقل تکفیہ الاشارۃ اسی اشارہ کو بمنزلہ شکایت سمجہکر حساب کی صفائی کرین۔

جواب شکایت

ایک مہربان صوبہ بڑار سے ہماری شکایت کی جواب مین ارقام فرماتے ہین کہ آپکا رسالہ بحساب ماہواری دو مہینے کے بعد شائع ہوا ہے چار مہینے سے تو یہی حال ہے ورنہ ابتک مدت کا روپیہ پہنچ گیا ہوتا شاید اور حضرات بہی روپیہ بہیجنے کی یہی وجہ خیال مین رکہتے ہین جو کسی لحاظ سے ظاہر نہین کرسکتے اسلئے اسکا جواب ضروری نظر آیا جو بوجوہ ذیل معروض ہے۔

اول جواب تو کی بہتر کی ہے کہ حضرات خریداران چہہ چہہ مہینے اور بعض سال دو سال تک روپیہ بہیجنے کا نام بہی نہین لیتے ورنہ ابتدا سے آجتک رسالہ ماہ بماہ پہنچتا۔

(۲) روپیہ کے موجود ہونے پر بہی رسالہ کے وقت پر نکلنے کے لئے اور اعذار موانع کا ارتفاع بہی شرط ہے اور یہان کوئی نکوئی عذر سفر یا مرض یا جہہ صیام (جو رسالہ حال کے توی اسباب توقف سے ہے) موجود رہا ہے۔

(۳) یہہ رسالہ دلیسی اخبار نہین ہے کہ ادہر ادہر کی گپین لیکر کچہہ نہ کچہہ اناپ سناپ بنا کر ہفتہ وار شائع کردیا بلکہ یہہ مورد و مجمع ادق مسائل دین ہے جسمین بہت غور و تامل تحقیق و تتبع دکار ہے۔ پہر ان مسائل کا ایراد و بیان اس رسالہ مین

بقیہ تفرقہ بین الاسلام والزندقہ

یعنے چھپی ارتداد اسلام میں تمیز کا بقیہ

جتے کہ جن لوگوں کو جناب مخاطب آنرایبل صاحب بہادر زبان سے کافر کہتے ہیں (گو دل سے وہ کسیکو منکر خدا ہو خواہ مکذب رسولؐ کافر نہیں جانتے) وہ بھی کسی نکسی تاویل کی آڑ میں بے کھٹکے کفر کر سکتے ہیں اور پھر کافر نہیں بنتے۔ اسلئے کہ جس حالت میں تاویل کے لئے کوئی قانون یا قید نہیں ہے اور انمیں صحت کی بھی شرط و ضرورت نہیں بلکہ غلط سے غلط تاویل کو بھی یہاں گنجائش ہے تو پھر کفر کا وجود کہاں ممکن ہے۔ اور کسی کافر کا فر ہونا کب متصور ہے۔

اس بے قانون اور وسیع تاویل کے ذریعہ سے تو جملہ اصول و فروع اسلام وغیرہ ملل سماوی کا انکار ہو سکتا ہے اور پھر کفر پاس نہیں پھٹکتا بلکہ کفر کا فر غیر ہونیکا بھی گنجائش تاویل رکھتا ہے۔

کتنا ہی بڑے سے بڑا کفر فرض کیا جاوے (جیسے کفر فرعون یا ابوجہل) اسمیں بھی کوئی نہ کوئی غلط غلط تاویل ممکن ہے۔ اور کیسا ہی منکر سے منکر مدعی کفر خیال کیا جاوے اسکے کفر و انکار کی بھی تاویل متصور ہے۔† پھر تو روئے زمین پر ڈھونڈے سے کفر نظر نہ آئیگا۔ اور کافر کا نام جو اہل مذاہب سماویہ کا زبان زد ہے محض فرضی و جعلی متصور وجود عنقا قرار پائیگا۔

---

† تاویل دو قسم ہی ایک وہ تاویل جو کافر عمل میں لاتا ہے اور اسکی آڑ میں اپنے کفر کو چھپاتا ہے دوسری وہ تاویل جو کافر (اصول ہو خواہ معاند) کی کفریں مدعی اسلام بہم پہنچاتا ہے اور اسکے ذریعہ سے اسکو کفر سے بچاتا ہے۔ امام غزالی کا قانون تاویل دونوں قسم کی تاویل کو شامل ہے اور آنرایبل صاحب کی انسے مخالفت بھی دونوں قسم کی متعلق ہے اسلئے دونوں قسم سے یہاں تعرض ہوا اور دونوں میں قانون تاویل کی مخالفت کے نتائج کو بیان کیا گیا ۱۲۔

تمثیلات

ایک دہریہ خدا کے وجود سے منکر ہے - آپکے اصول پر اسکے انکار کی یہہ تاویل ممکن ہے کہ گو اسکے زبان سے انکار نکلتا ہے مگر اسکے دل مین اقرار وجود خدا موجود ہے اسلئے یہہ خدا کا منکر و کافر نہین ہے بلکہ ناجی و مسلمان ہے چنانچہ دہریہ کی نسبت آپ نے یہی کہا ہے -

ایک اور منکر کہتا ہے کہ خدا کا وجود ذاتی نہین ہے صرف عقلے یا شبیہے ہے جس سے مراد وہی قوای ہین جو موجودات عالم مین پائی جاتی ہین جیسے ملائکہ و شیاطین سے وہی قوائے مراد ہین جو انسان مین نیک و بد قوے پائی جاتی ہین - آپکے اصول پر اسکی نسبت یہی کہا جا سکتا ہے کہ چونکہ یہہ کسی نہ کسی مرتبہ مین وجود خدا کا قایل ہے اسلئے یہہ خدا کا منکر و کافر نہین ہے بلکہ پکا مسلمان و ناجی ہے چنانچہ وجود ملائکہ و شیاطین کی نسبت آپکا یہی + اعتقاد ہے اور وجود خدا کی نسبت بھی آپکا اعتقاد ایسا ہی معلوم ہوتا ہے I

ایک اور منکر یا مشرک کہتا ہے کہ خدا کا وجود تو ذاتی ہے اور وہی معبود برحق ہے لا الہ الا اللہ مگر اس سے مراد اور اوسکا مصداق میرا ہی وجود ہے یا اسکا وجود جو اشیاء عالم (حجر و شجر دیبی و دیوتا انبیاء و اولیاء) سے میرا معبود ہے پس وہ اس دلیل سے وہ اپنے نسبت کہتا ہے انا ربکم الاعلی ## - وما علمت لکم من الہ غیری ## یا اپنے معبود کی نسبت کہتا ہے ان اللہ ہو المسیح عیسے بن مریم § وغیرہ وغیرہ آپکے اصول

+ دیکھو تہذیب الاخلاق ماہ ذیقعدہ ۱۲۹۶ھ و اشاعۃ السنۃ نمبر ۱۱ و ۱۲ جلد ۲ - وغیرہ -

I ملائکہ کی نسبت آپنے اس اعتقاد کو تفسیر و تحریر کے صفحہ ۴۹ وغیرہ مین اور شیطان کی نسبت تہذیب ۱۲۹۶ھ کے صفحہ ۱۰۷ وغیرہ مین خود ظاہر کیا ہے اور خدا کی نسبت انکا یہہ اعتقاد آپکی اس کلام سے معلوم ہوتا ہے جو نمبر ۱ اشاعۃ السنۃ مین بصفحہ ۱۴ منقول ہوا ہے -

تمہارا بڑا رب مین ہون ## تمہارے لئے مین اپنے سوا کوئی معبود نہین جانتا -

§ خدا وہی ہے جو مسیح بن مریم کہلاتا ہے -

نہ یہہ شخص بہی خاصہ مومن و لا الہ الا اللہ کا مصدق ہے اسلئے کہ اسمین تاویل کرتا ہے اسکا صاف منکر نہین ہے ایک اور مشرک بت یا کسی بزرگ کے آگے سجدہ کرتا ہے اور اسکو معبود بنائے بیٹہا ہے اس تاویل سے کہ جو عبادت خدا کے ساتہہ مخصوص ہے وہ حقیقی عبادت ہے جو نہایت تذلل دلی سے عبارت ہے اور اسمین دوسرے کو شریک کرنا شرک حقیقی ہے کسیکے آگے سر جُہکانا اور زبان سے گڑگڑانا عبادت مین داخل نہین ہے آپ کے اصول پر یہہ مشرک بہی موحد ہے خدا کی عبادت کا منکر اور اسکو غیر اللہ کیلئے مثبت نہین ہے اسلئے کہ معنے عبادت مین تاویل کرتا ہے۔ ایک منکر رسالت کہتا ہے کہ عیسٰے و موسٰے و محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہم اجمعین پیغمبر تہے مگر احمقون اور جاہلون کے لئے تہے۔ مہذب اور فلاسفرون کے لئے وہ پیغمبر نہ تہے۔ آپ کے اصول پر یہہ شخص بہی صاف منکر نہین ہے بلکہ رسالت کا بتاویل و تخصیص مصدق ہے۔

ایک مرتد و منافق کہتا ہے کہ نماز روزہ حج و زکوۃ جو مذہب مین وارد ہین انسے مراد وہ معانی و حقائق نہین ہین جو اہل مذہب نے قرار دئے ہین اور انمین معمول و مروج ہین۔ بلکہ نماز سے مراد صرف دعا ہے۔ یا کُودنا اچہلنا اور سر کو ہلانا۔ اور روزہ سے کام روز چپ رہنا حج سے مراد علیگڈہ یا لنڈن کا سفر کرنا۔ زکوۃ سے مراد مدرسہ علیگڈہ مین چندہ دینا اور جو مذہب مین شراب کی ممانعت آئی ہے اس سے وہ شراب مراد نہین ہے جو مہذب لوگ نہایت عمدگی و صفائی سے بناتے ہین بلکہ وہ شراب مراد ہے کہ عرب کے گوار بیچ نیچے تہذیب سے تیار ہوتے تہے۔ اور جس خنزیر کی ممانعت مذہب مین آئی ہے اس سے مہذب خنزیر مراد نہین ہے جو نہایت موٹے و تازے سفید رنگ کی تہذیب سے پالے جاتے ہین بلکہ وہ خنزیر مراد ہین جو کالے اور دُبلے پتلے بے تہذیبے سے عرب کے غیرمہذب لوگ

ہین پرورش پاتے ہتے۔

آپکے اصول پر یہہ مرتد و منافق بہی ان احکام اسلام کا مصدق ہے اور ان تاویلات کے سبب صاف منکر نہین ہے۔

اس قسم کے صدہا مثالون کا دریا اس چشمہ تاویل سے جسکو آنر ایبل صاحب نے کہولا ہے بہہ سکتا ہے اور کفر کا کہین پتہ نہین لگتا جس قسم کا کفر کوئی چاہے بذریعہ تاویل کر سکتا ہے اور جس قسم کا کوئی کافر ہو اسکا کفر تاویل مین چہپ سکتا ہے اور یہہ بات نہ صرف اسلام کے بلکہ جملہ مذاہب و ملل سماویہ کے مخالف ہے ہر ملت و مذہب کسی نہ کسی حکم اعتقاد کے منکر کو کافر بتاتا ہے اور کتب مذاہب منزلہ (قرآن توریت انجیل وغیرہ) مین جا بجا کفر اور کافرون کا ذکر موجود ہے جسکی تفصیل اہل مذاہب کے سامنے پیش کرنی ضروری نہین ہے و مع ذلک کفر منکر رسول و مکذب آیات و احکام کی تفصیل نمبر پنجم جلد ہذا مین گذر چکی ہے۔

اور طرفہ یہہ ہے اگرچہ آنر ایبل صاحب کا دلی اعتقاد تو اسبات کے موافق ہے چنانچہ آپکا مضمون پرچہ ذیقعدہ جسکا ذکر صفحہ (۱۲۱) وغیرہ مین بہی ہو چکا ہے اسپر ناطق ہے مگر آپکا مضمون حال جسکے جواب مین اسوقت قلم جاری ہے اور نیز اور مضامین تہذیب الاخلاق سنین گذشتہ اسکے مخالف ہین۔

مضمون حال مین یعنی پرچہ صفر ۱۲۹۸ھ بصفحہ ۱۲۳۔ آپنے فرقہ مشرکین کو ذکر کیا ہے پہر انکی نسبت فرمایا ہے کہ ایسے فرقے کو مین خدا کی رحمت مین باوجودیکہ اسکے لیے انتہا وسیع ہونیکا مجہے یقین ہے داخل نہین کر سکتا اسمین صاف اقرار ہے کہ کفر یا شرک بہی کوئی چیز ہے جسپر بلا تاویل آپ نے یہہ حکم لگا دیا ہے کہ اسکا مرتکب خدا کی رحمت کا مورد نہین ہو سکتا ہے۔

اور مضامین تہذیب گذشتہ مین تو آپنے صاف تسلیم کر لیا ہے کہ تاویل کے لیے

کسی نہ کسی قانون کا ہونا ضروری ہے ورنہ الحاد و ارتداد کا دروازہ کہل جائیگا اور
تاویل کے ذریعہ سے الحاد اور دہریہ پن پہیلیگا۔

یہہ بات در اصل آپکے تانے اتنین مصداق لحک لحمی مولوی مہدی علی صاحب فرمائی ہے
اور آپنے بڑے فخر وخوشی سے اسکی تصدیق کی ہے مولوی صاحب ممدوح نے تہذیب الاخلاق نمبر ۲
جلد ۳ مطبوعہ ۱۲۸۹ ہجری مین ہوبہو امام غزالی کی تقریر کو اردو الفاظ مین بیان کیا ہی پہلے
ان ہی مراتب خمسہ وجود کو جو امام غزالی نے بتائے ہین بیان کیا اسکے بعد بعینہ وہی کہا ہی جو
امام غزالی نے کہا ہے اسکی ضمن مین اسبات کو تصریح بیان فرمایا ہے چنانچہ کہا ہے غرض
کہ جب مدلول الفاظ کے مراتب کی حقیقت معلوم ہو گئی تب ہم کہتے ہین کہ قرآن و حدیث
کی الفاظ و کلمات کو منجملہ ان مراتب پنجگانہ کی اول مرتبہ پر محمول کرنا ظاہری تفسیر ہے اور
جب دلیل قوی اسکے استحالہ پر قایم ہو اور کسی مرتبہ پر منجملہ ان مراتب کی کلام محمول
کیا جاوے وہ باطنی تفسیر ہے اور اسکو تاویل کہتے ہین اور جبتک کوئی شخص خدا کی کلام کو منجملہ ان
مراتب کی کسی مرتبہ پر محمول کرکے اسکی تصدیق کرے تب تک وہ تصدیق کرنیوالا قرآن ٹہریگا۔ نہ
انکار کرنے والا لیکن اب یہہ بات بحث طلب باقی رہی کہ خدا کی کلام کو منجملہ ان مراتب کی کسی مرتبہ پر
محمول کرنیکا وہ اصول کیا ہے جس سے دین اسلام قایم رہے کیونکہ اگر کوئی حد مقرر نکی
جاوے تو ہر ملحد دست تاویل بڑہاویگا اور لفظون کے فرضی معنے بنانے لگیگا اور اپنے تئین
مصدق قرآن کہیگا یہہ سمجھکر کہ وہ کسی ایک مرتبہ پر منجملہ ان مراتب پنجگانہ کے لفظ کو محمول
کرتا ہی پس خدا کی توحید اسکا علم بالجزئیات مسائل فرائض و واجبات وغیرہ کا انکار
بہی انکار قرآن نہ سمجہا جاویگا و ماند الا الضلال مبین اسواسطے ہم نے ان معانی کے
مراد لینے کو بے قید نہین رکہا اور چند ایسی قیدین لگادی ہین کہ جنکے لحاظ کرنے سے
کبہی دست تطاول الحاد نہ پہیلیگا اور لا مذہبی اور دہریہ پن پر اطلاق تصدیق قرآن
نہوگا وہ قیدین جو ہمنے کی ہین یہہ ہین۔

اول لفظی مراد لینے سے مخالفت قرآن کی کسی اصل سے منجملہ اصول دین نہو۔ دوسرے مخالفت اسکی کسی مسئلہ سے منجملہ مسایل صحیحہ عقلیہ کی تیسری مخالفت اسکی کسی امر سے منجملہ امور واقعیہ کی پہر اسکی تشریح بطور تمثیل کی ہے۔ مخالفۃ اصول دین کی مثال مین لفظ (ید اللہ) کو ذکر کیا ہے اور فرمایا ہے اگر ید اللہ کے معنے ظاہری لئے جاوین تو اصول تقدس خدا کا خلاف ہوتا ہے۔ اسیطرح مسایل عقلیہ و امور واقعیہ سے مخالفۃ کی تمثیلات کو ذکر فرمایا ہے۔ ہر چند یہہ قیود و تمثیلات خود محل کلام ہین چنانچہ تمثیل اول مین کلام نمبر سابق بصفحہ ۱۸۱ وغیرہ گذر چکا ہے۔

اسیطرح بقیہ تمثیلات مین مفصل و مدلل کلام ہماری قلم سے نکل چکا ہے جو کسی موقع پر شایع ہونے والا ہے۔ و لیکن آپکا یہہ کہنا کہ تاویل کے لئے کوئی قانون مقرر نکرنا الحاد و دہریت و لامذہبی کا دروازہ کہولتا ہے بلا خلاف ہمارے مدعا کے تصدیق کرتا ہے۔ اور جو آنر ایبل صاحب اسکی تصدیق مین گوہر فشانی کی ہے وہ اسی جلد کے اُنہین نمبر مین بلفظہ موجود ہے۔ آپ فرماتے ہین۔ **محبی مہدی**

منشے آپکا مضمون جسکا عنوان سوال و جواب ہے دیکہا اور اسیطرح بے قصد دل سے اُنہی والے شوق سے وجد کیا جسطرح کہ آدم نے ان جان جانب کار خدا کی بات پر وجد کیا تہا۔ زندہ باشی و جان من باشی الخ ×××××××××× آپ پر فدا **سید احمد**

اس اعتراف کے بعد آپ آپکا یہہ کہنا کہ تاویل کے لئے کوئی قانون نہین ہے اور جب کہ کوئی انکار نصوص مین تاویل کرتا ہے گو اسکی تاویل کیسی ہے غلط سے غلط ہو وہ کافر منکر نصوص نہین ہے کب لائق قبولیت و اعتبار اولی الابصار ہو سکتا ہے۔

شاید آپ اسکے جواب مین کہین کہ ہمنے جو اس پرچہ مین کہا ہے انجان ہو کر کہا ہے اور جو کہا ہے جہوٹ کہا ہے حق وہی بات ہے جو اب ہملو سوجہا ہے۔ اسکا جواب یہہ ہے کہ انجان ہو کر یا کسیکے مقلد بنکر پہلے ایک جہوٹ یا غلط بات بنانا پہر کسی دوسرے

کی تقلید سے اسکا خلاف کرنا تو ہم آپکی کلام و سیرت مین بہت دیکھتے ہین تہذیب الاخلاق سنین گذشتہ و تہذیب حال مین کچھ کچھ دیکھا جاتا ہے ولیکن ان سے اس دوسری بات کا صحیح و لائق اعتبار ہونا ثابت نہین ہوتا جس منہ سے ایک دن کسیکی تقلید کچھ نکلتا ہے دوسرے دن دوسرے کی تقلید سے اسکے مخالف کچھ اور نکلتا تو اسکی بات کا اعتبار ہی کیا ہے۔ کیا عجب ہے جو بات آج حق قرار دی گئی ہے کل کو وہی جھوٹ اور غلط قرار دیجاوے اسلئے آپکا یہ جواب لائق قبولیت نہین ہے اور آپ ہی کی کلام سے آپ پر الزام ثابت ہے بالجملہ اعتراض سوم جیسا ہی پہلے دو اعتراضون کی طرح محض سفسطہ و ساقط الاعتبار ہے اور جو امام غزالی نے فرمایا ہے کہ تاویل کیلئے قانون کی پابندی ضروری ہے نہایت صحیح و درست ہے۔

اور جو اعتراض سوم کی تائید مین آپنے تفسیر شیخ محی الدین بن عربی کا حوالہ دیا ہے اور کہا ہے کہ انکی تفسیر ایسی رکیک تاویلون سے بھری ہوئی ہے جنکے لئے کوئی قانون نہین ہے پھر کیا وہ کافر نہین ہے۔ سو محض مغالطہ ہے اس تفسیر مین ایسی تاویلین نہین ہین جو ظاہر معنی آیات کے مخالف ہون اور انمین ظاہری معنے آیات کو ترک کیا گیا ہو بلکہ وہ ایسے تاویلین ہین جنمین ظاہری معنے کے مراد ہونے کے ساتھ باطنی معنی کیطرف بھی آیات کا اشارہ مراد ہونا قرار دیا گیا ہے جیسے لفظ فرعون ہے کہ اس سے وہ فرعون (جسکے مقابلہ موسے علیہ السلام کو بھیجا گیا تھا) بھی مراد لیا گیا ہے۔ اور ساتھ اسکے نفس امارہ ہر انسان کو بھی مراد لیا گیا ہے۔ جو معنی اور صفۃ فرعون ہے۔ کما قال قائلہم۔

نفس ما را کمتر از فرعون نیست لیک او را عون ما را عون نیست۔

یا جیسے لفظ نوح اور اسکی قوم ہے جس سے نوح نبی اور اسکی قوم بھی مراد لی گئی ہے ومع ذلک نوح سے ہر ایک انسان اور اسکی قوم سے انسان کے قویٰ لئے گئے ہین وعلے ہذا القیاس۔

تفسیر ابن عربی اسوقت میرے پاس نہین ہے ورنہ مین اصل عبارت کتاب نقل کرتا اور جناب
مخاطب کے مغالطہ کو اچھی طرح بتاتا۔
رہی یہہ امر کہ ایسے اشارات آیات سے مراد لینے صحیح اور کسی قانون پر مبنی ہین یا نہین سو ہمین
وہ لوگ تو یہہ حدیث سند پیش کرتے ہین جو حضرت ابن مسعود سے مروی ہے کہ آنحضرت

عن ابن مسعود قال نزل القرآن علے
سبعة احرف لكل اية منها ظهر وبطن
ولكل حد مطلع رواه في شرح السنة۔
قال السعيد جمال الدين فمطلع الظاهر فعلم
العربية والتمرن فيها وتتبع ما يتوقف علے معرفة
الظاهر ومطلع الباطن تصفية النفس بالرياضة۔ انتہی مختصر

نے فرمایا ہے کہ قرآن سات طرح پر نازل
ہوا ہے۔ ہر ایک آیات کے لئے ایک
ظاہری معنے ہین اور ایک باطنی اور ہر ایک
معنے کو دیکھنے کے لئے ایک مقام ہے علمانے
کہا ہے کہ ظاہری معنے کو دیکھنے کا مقام علوم
عربیت ہین اور باطنی معنے کی دیکھنے کی لئے تزکیہ
نفس و ریاضت ہے۔

ولیکن ہمکو اس قسم کی تاویل کے صحیح یا غیر صحیح ہونے سے بحث نہین ہے اس مقام مین یہہ بحث و تفصیل
محض اجنبی ہے یہان صرف اتنا ہی مقصود ہے کہ ابن عربی کی تفسیر مین اس قسم کی تاویلین
نہین ہین جنکے لئے امام غزالی نے قانون تجویز کیا ہے اور معترض کو انکے لئے قانون ہونے کا دعوے
ہے سو اس اجمالی بیان سے بخوبی ثابت ہوگیا۔ واللہ التوفیق۔

اسکے بعد امام صاحب نے وہ **قانون تاویل** بیان کیا ہے جسکا اوپر ذکر ہوا۔

فاسمع الآن قانون التاويل فقد عرفت
اتفاق الفرق علے هذه الدرجات الخمس
في التاويل وان شيئا من ذلك ليس من
حيز التكذيب واتفقوا ايضاً علے ان جواز
ذلك موقوف علے قيام البرهان علے

چنانچہ فرمایا ہے اب تو تاویل کا قانون
سُن لے تو نے جان لیا کہ سب فرقون کو درجات
خمسہ تاویل † پر اتفاق ہے ان درجات مین
کسی کلام کو تاویل کرنا اسکو جھٹلانا نہین ہے
اور اسپر بھی سب کا اتفاق ہے کہ ہر تاویل کا

† ان مین سے ایک کو تاویل کہنا مسامحہ و مجاز ہے اور حقیقت مین درجہ اول تاویل نہین ہے وہ لفظ کے حقیقی معنے ہین ۱۲

استحالۃ الظاہر والظاہر الاول ھو الوجود الذاتی الحقیقی فانہ اذا اثبت تضمن الجمیع فان تعذر فالوجود الحسی فانہ اذا اثبت تضمن ما بعدہ فان تعذر فالوجود الخیالی او العقلی فان تعذر فالوجود الشبہی المجازی ولا رخصۃ للعدول عن درجۃ الی ما دونہا الا لضرورۃ البرہان –

فیرجع الاختلاف علی التحقیق الی البراہین اذ یقول الحنبلی لا برہان علی استحالۃ اختصاص الباری تعالی بجہۃ الفوق ویقول الاشعری لا برہان علی استحالۃ الرویۃ وکان کل واحد لا یرتضی ما ذکرہ الخصم ولا یراہ دلیلا قاطعا وکیف ما کان فلا ینبغی ان یکفر کل فریق خصمہ بان رآہ غالطا فی البرہان نعم یجوز ان یسمیہ ضالا او مبتدعا اما ضالا فمن حیث انہ ضل عن الطریق عندہ واما مبتدعا فمن حیث انہ ابدع قولا لم یعہد من السلف التصریح بہ اذ المشہور فیما بین السلف ان اللہ تعالی یری فقول القائل لا یری بدعۃ وتصریحہ بتاویل الرویۃ بدعۃ بل ان ظہر عندہ ان تلک الرویۃ معناہا مشاہدۃ القلب

جائز ہونا ظاہر معنے کے محال ہونے پر موقوف ہے ظاہری معنے وہی پہلے معنے ہیں جو وجود ذاتی اور معنے حقیقی ہیں اسلئے کہ جب وہ ثابت ہوتی ہیں تو اور سبھی معنے اسمیں آجاتے ہیں اور جب وجود ذاتی اور حقیقی کا مراد ہونا بدلیل محال ہو تو وجود حسی مراد ہوتا ہے اسلئے کہ جب وہ ثابت ہوتا ہے تو اسکے بعد سبھی مراتب وجود اسمیں آجاتے ہیں اور اگر اسکا مراد ہونا بھی (بدلیل) محال ہو تو وجود خیالی یا عقلی مراد ہوتا ہے اور اگر انکا مراد ہونا بھی بدلیل محال ہو تو وجود شبہی مجازی مراد ہوتا ہے اور انہیں سے ایک درجہ کو چھوڑکر اس سے نیچے کے درجہ پر کلام کو محمول کرنا بلا ضرورت و تقاضائے دلیل جائز نہیں یعنے جب ایک درجہ کا مراد ہونا بدلیل محال ہوگا تو دوسرے درجہ کیطرف رجوع کیا جاویگا اور جب دوسرے درجہ کا مراد ہونا محال ہوگا تو تیسرا درجہ لیا جاویگا – و علے ہذا القیاس بقیہ درجات –

پھر کسی تاویل کے ماننے نماننے میں اختلاف ہوگا تو اسکا رجوع بنا بر تحقیق دلیل کیطرف ہوگا مثلاً

فينبغي ان لا يظهره ولا يذكره لان السلف
لم يذكروه لكن عند هذا يقول الحنبلي اثبات
الفوق لله تعالے مشهور عند السلف ولم يذكر
احد منهم ان خالق العالم ليس متصلا بالعالم ولا
منفصلا عنه ولا داخلا فيه ولا خارجا عنه فان
الجهات الست خالية عنه وان نسبة الفوق
اليه كنسبة جهة التحت فهذا قول مبتدع
اذ البدعة عبارة عن احداث مقالة غير
ماثورة من السلف وعند هذا ينقدح لك ان
ههنا مقامين احدهما مع عوام الخلق والحق
فيه الاتباع والكف عن تغيير الظواهر راسا
والحذر عن ابداع التصريح بتاويلات لم يصرح
بها الصحابة رضي الله تعالے عنهم اجمعين
وحسم باب السوال راسا والزجر عن الخوض
في الكلام والبحث فيه واتباع ما تشابه
من الكتاب والسنة كما روي عن عمر رض
انه سأله سائل عن آيتين متعارضتين فعلاه
بالدرة وكما روي عن مالك رحمه الله سئل
عن الاستواء فقال الاستواء معلوم والايمان به واجب
والكيفية مجهولة والسوال عنه بدعة —
والمقام الثاني بين النظار الذين اضطربت

حنبلی کہیگا کہ خدا کی جہتہ فوق سے خصوصیت
کے محال ہونے پر کوئی دلیل نہیں ہے -
(اسلئے اسکی تاویل معنے حقیقی و ذاتی سے
معنے مجازی کے ساتھہ جائز نہیں) اور اشعری
کہیگا کہ دیدار خدا کے محال ہونے پر کوئی دلیل
قایم نہیں اسلئے اسکی تاویل معنے حقیقی سے
مجازی کے ساتھہ درست نہیں - اور ہر شخص
اپنے مقابل کے دلیل کو پسند نہ کریگا اور اسکو
دلیل قطعی نہ سمجھیگا بہر حال ایک فریق کو
اپنے مقابل کی تکفیر اس خیال سے کہ وہ دلیل
مین غلطی کرتا ہے جائز نہیں - ہان یہہ جائز
ہے کہ اسکو گمراہ یا بدعتی کہے - گمراہ اسلئے
کہ وہ اسکی نزدیک راہ حق سے بہولا ہوا ہے
بدعتی اسلئے کہ اسنے ایسی بات نکالی ہے کہ سلف مین
اسپر تصریح پائی نہیں گئی - اسلئے کہ سلف مین
مشہور ہے کہ خدا تعالی کا دیدار ہوگا - پہر
کسیکا یہہ کہنا کہ دیدار نہوگا اور اسکو تاویل
کرنا بدعت ہے - بلکہ اگر اسکی نزدیک یہی ثابت
ہو کہ اس دیدار سے مراد مشاہدہ دلی ہے تو
مناسب یہ ہے کہ تو بھی اسکا ظاہر کرنا لایق نہین
اسلئے کہ سلف نے ایسا نہین کہا - لیکن یہہ بات

عقائدہم المأثورۃ الموروثۃ فیجوزان یکون
بحثہم بقدر الضرورۃ وترکہم الظاہر لضرورۃ
البرہان القاطع ولا ینبغی ان یکفر بعضہم
بعضاً بان یراہ غالطاً فیما یعتقدہ برہاناً فان
ذلک لیس امراً ہیناً سہل المدرک ولکن البرہان
بینہم قانون یتفق علیہ یعترف کل احد به فانہم
اذا لم یتفقوا فے المیزان لم یمکنہم رفع
الخلاف بالوزن وقد ذکرنا الموازین الخمس فے
کتاب القسطاس المستقیم وہی التی لا یتصور الخلاف
فیہا بعد فہمہا اصلاً بل یعترف کل من فہمہا بانہا
مدارک الیقین قطعاً والمطلوب انما یسہل
علیہم عند الانصاف والانصراف الی الاشتغال
ورفع الخلاف لکن لا یستحیل بینہم الاختلاف [illegible]
اما لقصور بعضہم عن ادراک تمام شروطہ
واما لرجوعہم فے النظر الے محض القریحۃ والطبع
دون الوزن بالمیزان کالذی یرجع بعد
تعلم العروض فے الشعر الی الذوق لا استنقاذ
عرض کل شعر علے العروض فلا یبعد ان یغلط
واما الاختلاف فے العلوم التی ہے مقدمات
البراہین فان من العلوم التی ہے اصول
البراہین تجربیۃ ومتواترۃ وغیرہما والناس مختلفون

شکر حنبلی کہیگا کہ خدا تعالے کے لئے جہت فوق
کا ثابت کرنا سلف مین مشہور ہے اور انمین سے
کسی نے یہہ نہین کہا کہ خدا تعالے نہ عالم کے
متصل ہے نہ اس سے جدا نہ اسمین داخل ہے
نہ اس سے خارج کیونکہ جہات ستہ یعنی تحت و فوق
یمین و یسار خلف و قدام اس سے خالی ہین
اور جہت فوق کو اس سے وہی نسبت ہے جو
جہت تحت کو ہے پس یہہ قول بدعت ہے اسلئے
کہ بدعت وہی قول ہے جو سلف سے مروی نہین
ہے یہان سے تجھے معلوم ہو گیا کہ یہان دو
مقام ہین ایک تو مقام عوام خلائق کا ہی
اسمین حق یہی ہے کہ جو کچھہ شرع مین آیا ہی
وہ اسکا اتباع کرین اور اسکی ظاہری معنے کو
بدلانے سے رکی رہین اور ان تاویلات نکالنی
سے جو سلف نے نہین کین ڈرین اور سوال
کے دروازے کو توڑ دین ۔ اور جو اسمین
بحث و ٹٹول کرے اسکو روکین اور جو کچھہ
کتاب و سنت مین متشابہہ (الحقیقۃ) وارد
ہے اسکو مان لین ۔
حضرت عمرؓ سے مروی ہے کہ آپسے کسی نے
دو متعارض آیتون کے معنے پوچھے تو آپ

فی التجربۃ والتواتر فقد یتواتر عند واحد بالا یتواتر عند غیرہ وقد یتولے تجربۃ بالا یتولاہ غیرہ وبالالتباس قضایا الوہم بقضایا العقل وبالالتباس الکلمات المشہورۃ المجردۃ بالضروریات والاولیات کما فصلنا ذلک فی کتاب محک النظر وبالجملۃ اذا حصلوا تلک الموازین وحققوہا لکفہم الوقوف عند ترک العناد والتعسف علیٰ مواقع الغلط

لسیر آ

درہ انکی اسپر چڑھ آ گئے - جیسے امام مالک سے مروی ہے کہ انسے کسینے استوار کا کا مسئلہ پوچھا تو آپنے فرمایا استوا معلوم ہے اور اسپر ایمان واجب ہے - اور اسکی کیفیت (کہ وہ کیونکر ہے) مجہول ہے اور اس کیفیت سے سوال بدعت ہے - دوسرا مقام اہل نظر و استدلال کا ہے جنکے اعتقادات مین (جو نکو اپنی اکابر سے پہنچے ہین) تزلزل واقع ہو گیا ہو انکو بقدر ضرورت بحث کرنا اور ظاہری معنے کسی ایسی دلیل قطعی کے سبب سے ترک کرنا جایز ہے او یہہ لائق نہین ہے کہ جب کوئی اپنے خیال مین کسی دلیل کو قطعی سمجھکر اسکے سبب ظاہر معنی آیہ کو ترک کرے تو دوسرا شخص اس خیال سے کہ وہ اس دلیل کو قطعی سمجھنے مین غلطی کرتا ہے اسکو کافر کہدے یہہ اسلیے کہ دلیل قطعی کا پہچاننا سہل نہین کہ بسہولت دریافت ہو سکے -

‡ اور یہہ چاہئے کہ جس دلیل کو قطعی سمجھکر اسکے سبب ظاہر معنے کو ترک کیا جاتا ہے وہ ایسا قانون ہو جسپر سبکا اتفاق ہو اور اسکی صحت سے سبکو اعتراف ہو اسلئے کہ اگر انکا ایسی میزان مین اتفاق نہو اتو وزن مین انکا اختلاف کیونکر قطع ہوگا اور ہمنے پانچ میزانین کتاب قسطاس المستقیم مین ذکر کی ہین وہ ایسی ہین کہ انکو سمجھنے کے بعد انمین اختلاف ممکن نہین ہے بلکہ جو کوئی ان میزانون کو سمجھ لیگا وہ انکی یقینی ہونیکا یقین کر لیگا - جو ان میزانون کو حاصل کر لیگا اسپر انصاف کرنے اور انصاف لینے وقت حق سے پردہ اوٹھانا اور خلاف مٹانا سہل ہو جائیگا -

† ان فقرات کو جو دو خطوط قوسی مین محدود ہین مخاطب نے عبارت غزالی سے سرقہ کر لیا ہے - اور باقتدا انصاری جو اکثر مسایل مین آپکے مقتدا ہین انمین پوری تحریف عمل مین لاکر بجائے انکی از خود یہہ فقرہ بڑہا دیا ہے -

‡ یہہ حاشیہ بصفحہ آیندہ ہے -

لیکن اس وجہ سے انمین اختلاف ممکن ہے کہ لوگ ان میزانون کی تمام شرطون کے سمجھنے مین قصور کرین یا وہ اپنی ہی فہم و طبیعت کے بھروسہ پر سے ہین ان میزانون کیطرف رجوع نکرین جیسے کوئی علم عروض سیکھکر اپنے اشعار کے اس علم پر لگانے کو بوجھل اور مشکل سمجھے اور اپنی ہی طبیعت سے ان اشعار کا امتحان کرے ایسے شخص سے بعید نہین ہے کہ وہ شعر مین غلطی کرے یا یہہ کہ وہ ان دلایل کے مقدمات مین اختلاف کرین اسلیے کہ بعض علوم جو انکا مادہ ہین کے مقدمات مین تجربہ و تواتر سے ثابت ہوتے ہین اور تجربہ اور تواتر مین لوگ مختلف ہوتے ہین ایک شخص کے نزدیک ایک امر تواتر کو پہونچا ہے دوسرے کے نزدیک نہین پہونچا ہے ایک کے تجربہ مین ایک امر آتا ہے دوسرے کے تجربہ مین نہین آتا ہے اونکا مشغول ہونا ... اور بدیہی امور مین اشتباہ ہو جائے ـ الحاصل جب وہ ان میزانون کو ٹھیک ٹھیک حاصل کر لینگے تو انکو بشرط ترک عناد و تکلف کے مواضع غلطی پر بسہولت مطلع ہونا ممکن ہوگا ـ

کہ برہان خواہ کیسی ہو اگر انصاف سے اسپر غور کرین مگر باہم اختلاف ہونا ممکن نہین ہے اور اس تحریر سے آپکا مقصود یہہ ہے کہ ہر قسم کا مؤول خواہ وہ کیسے ہی قطعی محل مین واہی تاویل کرے وہ امام صاحب کے نزدیک معذور ہے اور اسکی تاویل منظور ـ

حالانکہ امام غزالی نے ان فقرات مین صاف فرمایا ہے کہ جو دلیل سے کوئی نص مین تاویل کرے اوس دلیل کا متفق علیہ ہونا ضروری ہے اور موازین خمسہ جنکا قسطاس المستقیم الیسی دلایل ہین کہ انمین بشرط سمجھنے کے اختلاف ناممکن ہے ـ اور اس قول کے بعد دوسری اور تیسرے قول مین آپنے صاف فرمادیا ہے کہ جو لوگ حشر جسمانی مین تاویل کرتے ہین انکی تاویل کی کسی دلیل کا موجود ہونا ناممکن ہے ـ اور جو دلایل وہ پیش کرتے ہین وہ محض سفسطی مغالطے ہین جنکے سبب وہ کفر ...

‡ یہہ پانچون میزانین قرآنی میزانی ہین نہ فلسفی و شیطانی میزان التعادل جو تین قسم ہے (۱) میزان اکبر جسکی مثال آیة تلک حجتنا آتیناہا ابراہیم ہے ـ (۲) میزان اوسط جسکی مثال لا احب الآفلین ہے ـ (۳) میزان اصغر جسکی مثال قل من انزل الکتاب الذی جاء بہ موسی ہے (۴) میزان تلازم جسکی مثال لو کان فیہما آلہة الا اللہ لفسدتا ہے (۵) میزان تعاند جسکی یہہ مثال ہے و انا او ایاکم لعلی ہدی او فی ضلال مبین ـ ان موازین کا تفصیل ...

اس قول کو آنریبل صاحب بہادر نے اپنے مدعا کا دم وبیخ کن سمجھکر اسپر پانچ
اعتراض وارد کئے ہین - اور جو اسکی اخیر یا ہمی تکفیر سے منع کیا اسکو موافق مدعا
سمجھکر بڑی تعظیم سے تسلیم کر لیا ہے اعتراض اول یہہ ہے جو بعینہ آپکے الفاظ
سے نقل کیا جاتا ہے -

قانون جو اونہون نے بنایا ہے عمدہ و سنجیدہ ہے مگر خدا و خدا کے رسول کی کلام کے لئے ایسا
قانون قرار دینا ٹہیک نہین ہے اس قانون کے تو یہہ معنے ہین کہ ہمکو خواہ مخواہ ایک شخص
کی کلام کو درست کرنا اور صحیح بنانا ہے پس اگر اسکے ایک معنے نہین بنتے تو دوسرے معنی لیتے ہیں
جب دوسرے نہین بنتے تو تیسرے معنے لیتے ہین اور علی ہذا القیاس خدا و رسول کی کلام کے لئے
ایسا قانون بنانا تو ایک ایسے نوکر کی مثال ہے جو اپنے آقا کے ہر غلط اور دور از قیاس بات
کو صحیح پہلو پر ثابت کرنے کے لئے کوشش کرتا ہے -

اعتراض دوم کا خلاصہ یہہ ہے کہ امام صاحب نے ایسے شخص کو جو اس قسم کی تخمین کرتا ہے گمراہ کہنا
پسند کیا ہے مگر ابہی تک اس شخص مین اور اسکی مخالف مین اسباب کا تصفیہ نہین ہوا کہ حق کسکی
طرف ہے اسلئے ان دونون مین کسیکو گمراہ کہنا صحیح نہین ہے -

اعتراض سوم کا خلاصہ یہہ ہے کہ امام صاحب نے ایسے شخص کو بدعتی کہا ہے حالانکہ جو شخص
کسی امر کے حق ہونیکا دعوی کرے اسپر اس امر کا لوگون سے قبول کرانا اور اسپر یقین دلانا واجب ہے
اور خدا نے بہی یہی طریق اختیار کیا ہے کہ جنکو اسلام کی دعوت کی ہے انکے لئے اور منکرین
ومعترضین کی اسکات کے لئے قرآن مین دلیلین بہر دیا ہیں پہر یہہ امر جسکی نظیر قرآن مجید
موجود ہے بدعت کیونکر ہو سکتا ہے -

اعتراض چہارم کا خلاصہ یہہ ہے کہ امام صاحب نے عوام کو اس بحث سے منع کیا اور
ظاہر آیات پر ایمان لانیکا حکم دیا - اور جسکے دل مین شک ہو یا کوئی اسپر معترض ہو اسکو یہہ کہنا
کہ تم اسپر یقین رکہو کب مناسب ہے -

اعتراض پنجم کا خلاصہ یہہ ہے کہ جن لوگون کو امام صاحب نے عوام ٹھہراکر اس بحث سے منع کیا وہ اسیوقت کے لوگ ہونگے جو دار العلوم بغداد وغیرہ مین عربی پڑھکر بالغ بن گئے تھے اسوقت جو انگریزی اور اردو زبان مین ریاضی وطبعی علوم کو ترقی ہوئی ہے تو اب عوام کے لفظ کا اطلاق مشکل ہوگیا ہے (یعنی گورے گوری صاحب لوگ اور کالے کالے بابو لوگ اور انکے ہزارہا شاگرد اس کثرت سے انگریزی وارد وہین اقلیدس وحساب و طبعیات کے ماہر ہوگئے ہین کہ اب کسیکو عامی نہین کہا جا سکتا)

یہہ تو **مقام رد مین** آپکا کلام ہے اور جو **مقام** مین **تسلیم** مین آپنے فرمایا ہے وہ اسقدر ہے کہ یہہ تصریح امام صاحب کی (جو اخیر مین ہے) بالکل سچ وبرحق ہے اور اہل اسلام کو ایک دوسرے کی تکفیر سے عمدگی سے منع کیا ہے ـــ

راقم کہتا ہے جو مقام رد مین آپنے اعتراضات وارد کئی ہین ازانجملہ **اعتراض اول کا جواب** یہہ ہے کہ جو قانون فہم وتاویل کلام خدا ورسول کے لئے امام غزالی نے بیان کیا ہے یہہ ایسا قانون ہے کہ روی زمین کے اہل السنہ کو رجسے کہ قولاً نہ سبہی عملاً و اعتقاداً معترض کو بہی اسپر اتفاق ہے ـ کوئی فرد بشر کسی محاورہ ہندی فارسی عربی انگریزی پشتو سنسکرت وغیرہ مین کلام کرنے والا اسکی پابندی سے خارج نہین اسی نظر سے امام صاحب نے اسمین اتفاق واجماع کا دعوی کیا ہے اور اتفقوا علی ان جواز ذلک موقوف **علی قیام البرہان** الخ فرمایا ہے ـ

اس قانون کا حاصل یہہ نہین ہے کہ خواہ مخواہ ایک شخص کی کلام کو صحیح بنا ئین ایک معنے کی نظر سے بن نہ سکے تو دوسری طرف لیجائین جیسے دانا نوکر اپنے احمق آقا کی غلط بات کو الٹ پہیر کر صحیح بناتا ہے ـ بلکہ اسکا حاصل **یہہ ہے** کہ ایک شخص کی کلام مین غور وفہم کو کام مین لادین اگر اسکے معنے ظاہری جنکے لئے لفظ بنایا گیا ہے ممکن المراد پاوین تو اسکو مراد متکلم قرار دین اور اگر ان معنے ظاہری کو صحیح نہ سمجھین تو اپنی نارسائی و نافہمی سے اس کلام کو

غلط نہ بتادین بلکہ اور معانی صحیحہ کی تلاش مین پڑجائین یہانتک کہ اصلی معنے مراد قایل کو پالین
جیسے ایک نوکر اپنے دانا اور حکیم آقا کا ایک حکم سنکر اولاً اُسکے معنے ظاہری سمجھتا ہے پہر جب
اسکو مناسب مقام نہین پاتا تو غور و تامل کے بعد اُسکے دوسرے معنے جو اصلی مراد متکلم ہین
پا لیتا ہے - مثلاً آقا نے حکم دیا کہ شیر اور ہما کو ہمارے پاس حاضر کرو بس بادی الرائے مین
اس نوکر کا خیال اصلی شیر و ہما کیطرف جاتا ہے جنکے لئے یہہ الفاظ موضوع ہین - پہر جب وہ
فقط حاضر کرنے مین غور کرتا ہے اور اصلی شیر و ہما کا حاضر کردینا اپنی قدرت سے خارج سمجھتا ہے
تو اس کلام کے یہہ معنے قرار دیتا ہے کہ یہان شیر سے مراد ایک انسان بہادر ہے اور ہما سے مراد
آقا کا تیز رفتار گھوڑا ہے جنپر مجازاً شیر و ہما کا اطلاق کیا گیا ہے -
اس مثال مین اس نوکر نے کلام آقا کو کچھہ نہین بتایا بلکہ اپنی ہی فہم کو سیدہا کیا ہے یہی حال تمام
زبانون کے اہل محاورہ کا ہے جب تک وہ ایک کلام کے معنے ظاہری کو ممکن المراد سمجھتے ہین
تو معنے ظاہری مراد لیتے ہین اور جب ظاہری کا مراد ہونا محال سمجھتے ہین تو دوسرے معنے کو
اس کلام کا مفہوم و مراد قرار دیتے ہین -
اسکا سبب یعنی یہہ ہے کہ جو الفاظ کئی معنے رکھتے ہین بوقت اطلاق (یعنے بولیجانے) اون
الفاظ کو ہر سامع کو ان الفاظ کے مراد سمجھنے کے لئے ضرور یہہ سوچنا پڑتا ہے کہ اس لفظ کے
ان متعدد معانی کے کونسے معنے مراد ہین - وہ سبہی معانی مراد ہین یا بعض معانی - پہر بعض معانی
مراد ہین تو وہ کونسے معنے ہین اور اُن معنے کے مراد ہونے پر کونسی دلیل یا قرینہ قایم ہے
پہر ان دلایل کے سوچنے اور معانی کے متعین کرنے مین کبہی کسی دلیل اور معنے کیطرف وہ مایل ہوتا ہے
کبہی کسی دلیل اور معنے کیطرف متوجہ ہوتا ہے پہر اگر اسکو بنظر وضع اس لفظ کے ثابت ہو کہ یہہ لفظ در
اصل ایک معنے کے لئے موضوع ہوا (یعنے بنایا گیا) ہے اور اسکا استعمال دوسرے معانی مین بطور عاریت
ہوا ہے تو اسپر لازم ہے کہ وہ اس معنے کو جسکے لئے وہ لفظ وضع ہوا ہے اوسکی حقیقی اور اصلی معنے
سمجہے اور باقی معانی کو مجازی اور فرعی خیال کرے اور جب وہ لفظ بولا جاوے تو بشرط

عدم مانع قوی معنے حقیقی کو مراد متکلم قرار دو۔ اور جب کوئی دلیل و قرینہ اس معنے کو مراد ہونے سے
روکے تو اور معانی مجازی کو حسب تقاضائے مقام و قرینہ مراد متکلم ٹھہرا دو۔ اسکا یہ مطلب نہیں کہ تغییر اور
ادل بدل حیلہ سازی و تکلف پردازی نہیں ہے جسکے ذریعہ سے وہ متکلم کی غلط کلام کو صحیح
بنانا چاہتا ہے بلکہ اس لفظ کثیر المعنے کو مقتضا کی یہ عین پیروی ہے جس میں اسکے فہم کو مطلب
پر پہنچایا جاتا ہے۔

اسی نظر سے علماء عربیت (عربی محاورہ دانوں) نے کہہ رکھا ہے کہ حقیقت† اصل اور متبوع ہے اور مجاز
اسکی فرع و تابع ہے۔ اسلئے جب تک ایک لفظ کے معنے حقیقی کا مراد ہونا ممکن ہے اسکو معنے مجازی

---

† المعنی الحقیقی متبوع والمجازی تابع۔ تلویح۔

المسئلۃ العاشرۃ فی ان المجاز علی خلاف الاصل والذی یدل علیہ وجوہ الاول ان اللفظ اذا تجرد عن القرینۃ فاما ان یحمل علی الحقیقۃ
او علیہما او لا علی واحد منہما — والثلثۃ الاخرۃ باطلۃ فتعین الاول — الی ان فصلہ — ثم قال الثانی ان المجاز
لا یتحقق الا عند نقل اللفظ من شیٔ الی شیٔ لعلاقۃ بینہما وذلک یستدعی امورا ثلثۃ وضعہ للاصل ثم نقلہ الی
الفرع ثم علۃ النقل — والثالث ان واضع اللفظ للمعنی انما یضعہ لیکتفی بہ فی الدلالۃ علیہ فیستعمل فیہ فکانہ قال اذا
سمعتمونی اتکلم بہذا الکلام فاعلموا انی اعنی ہذا المعنی واذا تکلم المتکلم فلیعن بہذا فکل من تکلم بلغتہ یجب ان
یعنی بہ ذلک المعنی ولہذا یسبق الی افہام السامعین ذلک المعنی دون ما ہو مجاز فیہ ولو قال انا مثل ذلک فی المجاز لکان
حقیقۃ ولم یکن مجازا — والرابع اجماع الکل علی ان الاصل فی الکلام الحقیقۃ روی عن ابن عباس قال ما کنت اعرف معنی
الفاطر حتی اختصم الی اعرابیان فی بئر فقال احدہما فطرہا ای ابتدأہا — وقال الاصمعی ما کنت اعرف الدہاق
حتی سمعت جاریۃ تقول اسقنی دہاقا ای ملآن فہہنا استدلوا بالاستعمال علی الحقیقۃ فلولا انہم عرفوا ان الاصل فی
الکلام الحقیقۃ لما جاز لہم ذلک — الخامس لو لم یکن الاصل فی الکلام الحقیقۃ لکان الاصل اما ان یکون ہو المجاز وہو
باطل باجماع الامۃ او لا یکون واحد منہما اصلا فحینئذ یتردد کلام الشرع بین امرین فیصیر الکل مجملا
وہو باطل بالاجماع — (محصول فخر رازی)

پر محمول کرنا جایز نہین ہے - اور کہا ہے کہ معنے حقیقی کی یہی پہچان ہے کہ وہ لفظ کے سنتے ہی سمجھہ مین آجاوے اور معنے مجازی کے یہہ پہچان ہو کہ انپر اطلاق اس لفظ کا محال معلوم ہو‡

اور اسی بنا پر اہل اسلام نے بہشت و دوزخ و برزخ کے احوال کو معانی حقیقی پر حمل کیا ہے - بہشت کے دودہ سے وہی دودہ مراد سمجہا ہے جو پیا جاتا ہے اور شہد سے وہی شہد میٹہا میٹہا کہا جاتا ہے اور حورون اور ازواج سے ویسی ہی عورتین جیسے دنیا مین مباشرت کرتے ہین انار وسیب اور کہجورون سے وہی میوہ جو دنیا مین کہاتے ہین وعلے ہذ القیاس اور دوزخ اور قبر کی سانپ وہی سانپ جو دنیا مین کاٹتے ہین - آگ سے وہی آگ جو دنیا مین لوگ جلاتے ہین وعلے ہذ القیاس -

دنیا کی اشیاء اور وہان کے چیزون مین انکے نزدیک فرق ہے تو کمی و بیشی کیفیات و مراتب و درجات مین ہے اصل حقیقت اور مطلق کیفیت مین انمین کچھ فرق نہین ہے -

اسباب مین انکی سند دست آویز یہی ہے کہ یہہ معانی اہل عرب کے نزدیک (جنکے محاورہ و اصطلاح مین ان الفاظ سے تخاطب ہوا ہو) ان الفاظ کے حقیقی معانی ہین - اور ان معانی کے محال ہونے پر کوئی دلیل قایم نہین ہے - اسلئے ان معانی کا مراد ہونا متعین و متحتم ہے -

اور جو لوگ اہل اسلام کی خلاف مین ان اشیاء کے معانی حقیقی سے انکاری ہین وہ کیا تو زندیق و معاند ہین جو دیدہ و دانستہ حق سے انکار کرتے ہین اور کیا مجنون و جاہل ہین جو معنے حقیقت و مجاز اور انکی شروط و مراتب کو نہین سمجہتے اور امر ممکن مجہول الکنہ† و محال معلوم البطلان مین تمیز نہین کرتے ہین - اور مقتضائے عادت اور مقتضائے عقل کو ایک سمجہکر خلاف عادت و خلاف عقل کو یکسان محال جانتے ہین - ان مفاسد کی جڑ یہہ ہے کہ وہ عربیت و علوم عقلیہ سے بیخبر ہین

‡ علامۃ الحقیقۃ التبادر والعراء عن القرینۃ و علامۃ المجاز الاطلاق علی المستحیل (مسلم)

† دیکہو اشاعۃ السنۃ نمبر ۵ جلد ۲ -

علم طبعی یا ریاضی (جنکی تشریح عنقریب آتی ہے) کے سوائے کچھہ جانتے نہین ہین - پہر اس نااہلی پر وہ مذاہب کی منصفی کی مسند پر بیٹھہ گئے پس جن اصول و فروع کی حقیقت کو نہین سمجھتے انکو ڈھمسار مذہب سے خارج کر دیتے اور حقیقت مین وہ اپنے ہی آپ پر نااہلی و کم فہمی کی ڈگری کر رہے ہین -

بالجملہ جو قانون فہم کلام خدا و رسول کے لئے امام غزالی نے بیان کیا ہے وہ سب اہل محاورات کا متفق علیہ ہے اسمین تکلف و تصنع کا دخل نہین ہے - اور آنریبل صاحب کا یہ اعتراض اول مغالطہ ہے اس جواب کے ضمن مین اشیاء دوزخ و بہشت کی بوجود خارجی و ذاتی موجود ہونے کا بھی فیصلہ ہو گیا جسکا وعدہ نمبر سابق مین بصفحہ ۱۶۱ ہوا تھا اور کچھہ تتمہ اسکا آیندہ بھی ہوگا انشاء اللہ تعالے -

جواب اعتراض دوم - گمراہ کو گمراہ کہنا اسپر موقوف نہین ہے کہ گمراہ اور اسکے مخالف مین گمراہی و راہ حق کا فیصلہ ہو لے یعنے گمراہ راہ حق کو جان لے - اور اپنے تئین اسکا گمراہ ہونا بالیقین کرے تب ہی اسکو گمراہ کہا جاوے -

خدا تعالے نے قرآن مجید مین بہت گمراہون کو گمراہ کہا ہے حالانکہ انمین اور خدا تعالے مین گمراہی کا تصفیہ نہین ہوا یعنے جس امر کو خدا تعالے نے گمراہی قرار دیا ہے اسکو انہون نے گمراہی نہین جانا بلکہ برعکس اسکے اسکو ہدایت† و راہ حق خیال کیا ہے اور خدا تعالے اور اسکے رسول کو جہوٹا سمجھا ہے - تعالے عن ذلک علوا کبیرا -

---

† قل ھل ننبئکم بالاخسرین اعمالا الذین ضل سعیھم فی الحیوۃ الدنیا وھم یحسبون انھم یحسنون صنعا اولئک الذین کفروا بایات ربھم ولقائہ فحبطت اعمالھم الآیۃ - کہف ۱۰۴ -

کہا یعنی تمہین بتا دون کون اپنے اعمال مین نقصان پانیوالے ہین جنکا دنیا مین کیا کرایا کہو گیا اور وہ یہہ سمجھتے ہین کہ ہم اچہا کرتے ہین وہ لوگ کافر ہین تا آخر آیۃ -

آپکے اس اعتراض سے معلوم ہوتا ہے کہ یہہ اعتراض آپکو در اصل خدا تعالے پر ہے جسنے بہت ایسے لوگون کو کافر کہا ہے جنہون نے کفر کو کفر نہین جانا اور اپنا کافر ہونا تسلیم نہین کیا - اور اس اعتراض کی بنا ر آپکے اُس قدیم اعتقاد پر ہے کہ منکر خدا و مکذب رسول کافر نہین ہے - جسکو آپنے مضمون (مذہب انسان کا امر طبعی ہے) مین ظاہر کیا ہے اور اشاعة السنة نمبر ۱۱ و ۱۲ جلد ۲ و نمبر ۲ جلد ۳ مین اسکا بخوبی ابطال کیا گیا ہے -

جواب اعتراض سوم - اگر انکار وجود خالق یا شرک کو کوئی حق سمجھیگا تو پھر کیا اس شرک و انکار کا لوگون سے قبول کرانا اور اسپر یقین دلانا بھی اس شخص پر خدا کیطرف سے واجب ہو جائیگا؟ دین اسلام وغیرہ مذاہب سماوی تو اسکی تصدیق نہین کرتے -

بے شک قرآن مین امر حق کا ثبوت بہم پہنچانے اور منکرین کو سمجھانے اور معترض کو ساقط کرنے کے لئے دلیلین بہری پڑی ہین مگر امر حق کو مٹانے اور ناحق کو حق بنانے کی دلیلین قرآن مین نہین ہین اور امام صاحب نے بھی اثبات حق کی دلائل پیش کرنے والے کو بدعتی نہین کہا بلکہ ایسے شخص کو کہا ہے کہ جو حق کو مٹانے اور ناحق کو حق بنانے کو لئے دلیلین پیش کرتا ہے - وہ جو ظاہر آیات کتاب اللہ کے

وانہم لیصدونہم عن السبیل ویحسبون انہم مہتدون - زخرف ع ۴ -

شیاطین کافرون کو رستہ سے روک رہتے ہین اور وہ سمجھتے ہین کہ ہم راہ پر ہین -

وبدا لہم من اللہ ما لم یکونوا یحتسبون زمر ع ۵

انکو خدا کیطرف سے وہ (عذاب پایا ہوا نقدہ) پیش آیا جسکا انکو گمان نہ تہا -

افتری علی اللہ کذبا ام بہ جنة سبا ع ۱ -

کافرون نے کہا یہہ رسول خدا پر جہوٹہہ باندہتا ہے یا دیوانہ ہے

قالوا انما نحن مصلحون بقرہ ع ۲

منافقون نے کہا کہ ہم تو سنوارنے والے ہین -

ان اردنا الا احسانا وتوفیقا نساء ع ۹ -

منافقون نے کہا ہم تو نیکی کرنے اور موافقت کی نیت رکہتے ہین

تفرقہ ص ۱۳

یہہ فی الجملہ ثبوت اس امر کا ہے کہ کفار مکہ اپنے تئین کافر و گمراہ نہ سمجھتے اور پورا ثبوت اس امر کا بذیل قول آئندہ امام غزالی کے جواب اعتراض اول مخاطب کے صفحہ ۲۲۰ آویگا -

مقابلہ مین اپنی خیالی باتین پیش کرتا ہے اور ظواہر ان دلایل کو جو خدا و رسول نے بیان
کیے ہین صرف اس خیال سے کہ یہہ دلایل نیچر یا عقل کے مخالف ہین تسلیم نہین کرتا مثلاً **آیۃ**
الرحمن علی العرش استوی سے جو خدا کا عرش پر ہونا سمجہا جاتا ہے اسکو اس خیال سے کہ اس
سے خدا کا محدود ہونا لازم آتا ہے نہین مانتا اور اسکو استیلا سے تاویل کرتا ہے۔
اور آیۃ وجوہ یومئذ ناضرۃ الی ربہا ناظرۃ سے جو دیدار خدا کا ہونا قیامت کے دن ثابت
ہوتا ہے صرف اس خیال سے کہ اس سے خدا کا مجسم ہونا لازم آتا ہے نہین مانتا اور اسکی انتظار
سے تاویل کرتا ہے۔ **اور جو آیۃ** کما بدانا اول خلق نعیدہ وغیرہ سے حشر اجساد ثابت ہوتا
ہے اسکو صرف اس خیال سے کہ اعادہ معدوم محال ہے اور بوسیدہ ہڈیون یا خاک کا انسان ہوجانا
خلاف نیچر ہے نہین مانتا اور حشر کو صرف روحانی حشر سے تاویل کرتا ہے وعلی ہذا القیاس۔
ایسے شخص کے مبتدع ہونے مین کسی مسلمان کو کب تامل ہو سکتا ہے اور جو دلایل وہ پیش کرتا ہے
ان دلایل کو ہمرنگ دلایل قرآن مثبت حق کون کہہ سکتا ہے یہہ اسی شخص کا کام ہے
جو کفر و اسلام کو ایک سا جانتا ہے اور مذہب اسلام کو بمقابلہ دوسرے مذاہب کے حق پر نہین
سمجہتا۔ بلکہ کسی مذہب کا حق ہونا ہنوز اسکے نزدیک متعین نہین ہے۔

جواب اعتراض چہارم۔ امام غزالی نے عوام منکرین کو اس بحث سے منع نہین کیا
بلکہ عوام مومنین کو اس سے روکا ہے۔ انہی کو آپنے فرمایا ہے کہ جو بات کتاب و سنت سے
وہ سنتے آئی ہین اسکو بدل و جان لین اور اسمین چون وچرا کرنے سے باز رہین۔ اسکی وجہ یہہ
ہے کہ غالباً ہر عصر و قرن مین اہل ایمان تین طبقہ چلے آئی ہین۔ **طبقہ اول** خواص مومنین ہین
جنکو کتاب و سنت مین پوری مہارت ہے۔ اور اسرار و احکام شریعت سے کامل واقفیت ایسے
لوگون کیطرف تو شک و تردد راہ نہین پاتا۔ اگر احیاناً بمقتضائے بشریت و عدم عصمت خطا
ہے۔ اس طبقہ کے رؤسا و اعیان آنحضرت صلعم کے اصحاب ہین جنمین اہل بیت نبوت بہی
داخل ہین۔ انکے بعد تابعین **انکے** بعد تبع تابعین جنمین ائمہ اربعہ وغیرہ مجتہدین و محدثین

بہی داخل ہین انکے بعد انکے اتباع ہر زمانہ کے علمار متبحرین ماہرین کتاب اللہ وسنت سید المرسلین ہین جو بحکم حدیث لایزال من امتی امۃ قائمۃ بامر اللہ لایضرہم من خذلہم ولا من خالفہم حتے یاتی امر اللہ وہم علیٰ ذلک ہر عصر مین موجود رہتے ہین ۔

طبقہ ثانیہ ۔ مومنین مذبذبین ہین جو نیم ملا ن خطرہ ایمان و نیم حکیم خطرہ جان کے مصداق ہین ۔ اس طبقہ مین اکثر وہ علمار داخل ہین جو تہوڑی یا بہت منطق و فلسفہ جانتے ہین اور علوم دینیہ کتاب اللہ وسنت رسول اللہ صلعم سے واقف نہین ہوتے ۔

انکو سنے سنائی احکام و اصول اسلام مین شکوک پیدا ہوتے ہین تو انکو منطقی و فلسفی اصول سے حل کرنا چاہتے ہین ۔ پہر کبہی کوئی بات بنا لیتے ہین اور اکثر شکوک و ترددات مین مبتلا ہوکر احکام اسلام سے انکاری ہو جاتے ہین ۔

اس طبقہ کے لوگ اکثر منطقی و کلامی علمار ہین جنکا اپنے کمال پر پچہتانا اور اخیر عمر مین اپنے خیالات پر افسوس کہانا اور طبقہ ثالثہ کے اعتقاد پر ہونے کی تمنا ظاہر کرنا اشاعۃ السنۃ نمبر ا و ۲ جلد اول مین مفصل نقل ہو چکا ہے ۔

طبقہ ثالثہ عوام مومنین کا ہے جو سنے سنائی اصول و احکام اسلام پر یقین رکہتے ہین اور کبہی کسی حکم یا اعتقاد کی نسبت یہہ سوال کہ یہہ کیون ہوا اور کس لئے فرمایا گیا نہین کرتے ہین ۔ انکو کوئی معترض پوچہے کہ خدا کو کس دلیل سے ایک جانتے ہو تو وہ لٹہیا لیکر اسکے پیچہے پڑتے ہین اور اگر کہے کہ رسول کو کسطرح رسول پہچانتے ہو تو وہ اسپر لاحول پڑہتے ہین ۔ جب خدا کا عرش پر ہونا آیہ الرحمن علی العرش استوی سے سنتے ہین تو اسکی حقیقت کا علم خدا کے سپرد کرکے اسپر ایمان لاتے ہین ۔ اسیطرح جب خدا کے دیدار کی آیت سن لیتے ہین تو اسکو بہی مان جاتے ہین

✝ میری امت سے ہمیشہ ایک جماعت خدا کے حکم پر قایم رہیگی انکو ضرر نہ پہنچا ئیگا جو ان سے مخالفہ کرنا کرنا چاہیگا ۔ یہانتک کہ خدا کا حکم یعنے قیامت کا دن آجائیگا ۔

ان لوگون کی نسبت امام صاحب فرماتے ہین کہ یہہ اپنی تقلیدی ایمان کو سنبھالین کہین تقلید پیغمبر کو چھوڑ کر فلسفی تحقیق (جسکو ہنشی تہذیب کہا ہے) کی حرص نکرین اس راستہ حق کی طرف کبھی داخل نہونگے - اور اپنے تقلیدی ایمان کو بھی کھو بیٹھینگے -

اب منصفین انصاف کرین کہ ایسے لوگون کے حق مین جو امام غزالی نے فرمایا ہے وہ بہتر ہے یا بقول آنرایبل صاحب بہادر انکے لیے فلسفی تحقیق بتانا بہتر ہے کیا انکا یہہ منصب ہے کہ تہذیب الاخلاق یا تصانیف سید صاحب بہادر دیکھکر مسائل و احکام اسلام پر نکتہ چینی کرین پھر انہی اصول پر کچھ سمجھا سمجھین فیصلہ کرلین - حاشا وکلا یہہ لوگ اس نکتہ چینی مین بہت بڑھینگے تو آنرایبل صاحب بہادر کے درجہ کو پہنچ جاوینگے اور اصول اسلام ہی منکر ہوکر مسائل ذیل کے معتقد ہون گے -

(۱) خدا کے وجود کا اقرار شرط نجات نہین ہے وہ بنا علیہ دہریہ منکرین وجود باری کو نجات حاصل ہے - †

(۲) رسول و کتب و احکام سماوی کا ماننا بھی ضروری و شرط نجات نہین و بنا علیہ جو لوگ کسے نبی کو نہین مانتے اور نہ کسی حکم و کتاب سماوی کے قائل ہین صرف خدا کو مانتے ہین وہ بلا شبہ مسلمان اور ناجی ہین - ‡

(۳) شیطان و ملائکہ بوجود ذاتی موجود نہین اور جو خدا نے آدم والی کا اور ابلیس کا قصہ قرآن مین بیان کیا ہے وہ اس بڑے تماشا کرنے والے نے ہاتھی کا تماشا بنایا ہے - ††

(۴) بہشت و دوزخ کے نعیم و آلام کا وجود ذاتی نہین ہے اور جو قرآن مین ان نعیم و آلام کا ذکر ہے وہ صرف تشبیہات ہین - ‡‡

(۵) نماز مین کعبہ کیطرف منہہ کرنا اسلام کا اصلی حکم نہین ہے - §

---

† یہہ ... انکی تہذیب بابتہ ذیقعدہ ۱۲۹۶ھ مین ہے - ‡‡ یہہ تفسیر مین بصفحہ ۹۴ اور تہذیب بابتہ محرم ۱۲۹۵ھ مین ہے

‡ یہہ ... ذی قعدہ مین ہے -

†† یہہ تفسیر ... بصفحہ ۵۲ و ۶۹ و ۵۴ وغیرہ مین ہے § یہہ تفسیر ہی بصفحہ ۱۹۴ -

(۶) کعبہ کا حج صرف ترقی تجارت و آبادی مکہ کے لئے مقرر ہوا ہے اس گھر کی تقدس اور متعدد برکت کے سبب نہیں ہے کہ جو کوئی اسکے گرد سات بار پھرے وہ بہشتی ہو گیا۔ اس کچی گھر کے گرد پھرنے سے کیا ہوتا ہے اسکے گرد تو اونٹ اور گدھے بھی پھرتے ہیں وہ تو حاجی نہیں ہوتے۔

(۷) روزہ رکھنے میں کچھ تکلیف ہو (گو حالت بیماری کو نہ پہنچی) تو روزہ کے بدلے ایک مسکین کو کھانا دینا کافی ہے تکلیف اوٹھا کر روزہ رکھنا فرض نہیں ہے۔

(۸) معجزہ و کرامت خلاف عادت ممکن نہیں اور خدا تعالے کو اسپر قدرت نہیں ہے۔

(۹) امور معاشرت سے مذہب کو تعلق نہیں ہے ان امور میں ہر کسیکو اپنی خواہش و رای کے موافق عمل کرنا جایز ہے۔ وعلے ہذا القیاس۔

اور ان مسایل کا قایل ہونا اسلام و ایمان سے منکر ہونا ہے ایسے محقق ہونے سے نبی کا مقلد رہنا بہتر ہے اور امام غزالی کا بھی عوام کو یہی ارشاد ہے۔

جواب اعتراض پنجم — جس حالت میں عربی لٹریچر دیکھنے عربی زبان دانی کا تنزل آپکے نزدیک مسلم تو علوم دین اسلام میں لوگوں کی متنزل ہوتے اور ان علوم کا اشاعت پذیر و عامی ہونے کا تسلیم کرنا بھی آپ پر واجب ہے اسلئے کہ جسقدر علوم دین اسلام کے متعلق ہیں وہ سب عربی زبان میں ہیں۔ انگریزی یا فارسی یا ہندی میں کوئی علم منجملہ ان علوم کے کما حقہ مفصل و مدلل نہیں ہے۔

اور آپکا یہ کہنا کہ زمانہ حال میں علوم طبعی و ریاضی (ہیئت ہندسہ و حساب) کو بہت ترقی ہو اسلئے لفظ عوام کسی پر بولنا مشکل ہو گیا ہے آپکی کم توجہی و بے خبری سے خبر دیتا ہے کوئی ان

---

* یہہ تفسیر میں ہے بصفحہ ۲۴۵ و ۲۵۲ — ‡ یہہ تفسیر میں ہے بصفحہ ۲۲۹ —

۵ تفسیر جزو دوم اسی پہلو دیکھو ص۱۵ و ص۱۳ — اور آپکے ایک خلیفہ کا قول ہے کہ معجزہ بیان مثنی سانگ بنا جسمیں سب کچھ بنا اور کچھ نہ تھا — دیکھو تہذیب ماہ رجب ۱۲۹۶ھ ص۵۰ —

۳ یہہ تہذیب جمادی الاولٰے ۱۲۹۶ھ وغیرہ میں ہے —

علوم دین ماہر ہونے سے علوم دینی کی نسبت جاہل و عامی ہونے سے خارج نہیں ہو سکتا ایک
بنگالی یا انگریز یا ہندی اگر علم ہندسہ کو اقلیدس سے بڑھکر جان لیا تو کیا وہ اس سے قرآن کے
احکام و اسرار سے واقف ہو سکتا ہے۔ یا اگر کسی میڈیکل کالج کے لڑکے نے علم تشریح بو علی سینا
سے زیادہ سیکھ لیا تو وہ اس ذریعہ سے تشریح اسرار اسلام کو پہونچ سکتا ہے۔؟
ثانیاً اگر اس کہنے سے یہہ غرض ہے کہ یہہ مشکل اور دقیق علوم ہیں ان کے جاننے سے انسان کا
فہم و ملکہ وادراک بڑھ سکتا ہے جس سے فہم احکام و اسرار اسلام باسانی ممکن ہے تو یہہ بھی غلط
فہمی ہے اولاً تو علوم ریاضی مشکل و دقیق علوم نہیں ہیں بلکہ ایسی آسان وسہل ہیں
کہ چھوٹے چھوٹے لونڈوں کے سمجھنے کے لائق ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اس علوم کے موجد یونانی
فلاسفہ ہوکے لڑکوں کو پہلے یہی علوم پڑھاتے جب انکے فہم وذہن ان آسان علوم کے سمجھنے سے
مرتاض ہو جاتے تو پھر انکو وہ دقائق علوم فلسفہ ومنطق شروع کرتے۔ یہی وجہ تسمیہ ان
علوم کی ریاضی سے ہے کیونکہ ان علوم کے پڑھنے سے بچوں کے لئے ریاضت حاصل ہوتی ہے۔
اور یہی وجہ ہے کہ اس زمانہ میں بھی انگریزی سکولوں کے لونڈوں کو شروع تعلیم میں ریاضی
پڑھائی جاتی اور انکی سمجھ میں بخوبی آجاتی ہے۔ اگر یہہ علوم مشکل و دقیق ہوتی تو چھوٹے
چھوٹے بچے زمانہ سلف فلاسفہ و زمانہ حال کے اسکو سمجھ نہ سکتے۔

ثانیاً فرض کیا کہ یہہ علوم منطق و فلسفہ کیطرح مشکل و دقیق علم ہیں اور انکی جاننے سے فہم و ملکہ
وادراک بڑھ جاتا ہے مگر پھر بھی جبتک علوم دین سے آگاہی نہو صرف ملکہ کس کام آتا ہے
دیکھو منطق و فلسفہ بالاتفاق دقائق علوم سے ہیں مگر صرف منطق و فلسفہ میں تبحر پیدا کرنے سے
اسرار احکام اسلام پر کوئی مطلع نہیں ہوا ہے۔ بڑے بڑے منطقیوں اور فلسفیوں نے ان
علوم کے بہروسہ علوم دین میں دخل دیا مگر بجز حیرت و حسرت کچھ حاصل نہ کیا۔
اور اخیر عمر میں اپنی کئے کرائے اور پڑھے پڑہائے پر افسوس ظاہر کیا چنانچہ کلمات ان کے اشاعۃ السنہ
نمبر ۱ و ۲ جلد اول میں بتفصیل نقل ہو چکے ہیں۔

اس سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ ریاضی یا طبعی اور علوم فلسفی مین خواہ کوئی کیسا ہی ماہر و کامل ہو وہ جب تک علوم دین مین کامل بدا خلت پیدا نکرے اسرار احکام اسلام کو پہنچ نہین سکتا اور اہل علوم کی نسبت وہ عامی ہونے سے باہر نہین ہوتا۔

اور جس حال مین علوم دین مین لوگون کا تنزل آپکو بھی اس قدر مسلم ہے کہ عربی لٹریچر کو تنزل ہے اور نیز مشاہدہ ظاہر حال سے ماننا پڑتا ہے تو ہمین ہے اکثر لوگون کا باوجود ریاضی و طبعی دانی کی علوم دین کی نسبت جاہل و عامی ہونا بھی واجب التسلیم ہے۔ اگر امام غزالی کا اون لوگون کو عوام ٹھیراکر اونکو دخل در معقولات دین سے روکنا نہایت صحیح ہے اگے ہٹ دہرمی کا کچھ علاج نہین ہے۔

بالجملہ امام صاحب کے قانون تاویل پر جو آنرایبل صاحب نے پانچ اعتراض کئے ہین وہ سب کے سب مغالطات و فاسد خیالات ہین اور امام صاحب کا قانون تاویل ایسا قانون ہے جسپر جملہ اہل محاورہ کو اتفاق ہے اس قانون کے سوائے کسی کلام کا (خالق کا ہو خواہ مخلوق کا) ضبط و اعتبار نہین رہتا اور تاویل بلا قانون کے ذریعہ سے دن سے رات اور رات سے دن اور پانی سے بول اور بول سے پانی۔ اور بکری سے خنزیر اور خنزیر سے بکرے کا مراد لینا ممکن ہے جس سے سلسلہ دین و دنیا کا درہم برہم ہوجانا متصور ہے۔

اور جو آپنے مقام تسلیم فرمایا ہے اسکا جواب یہ ہے کہ امام صاحب نے اہل اسلام کو بھی تکفیر سے منع کیا ہے تو ہمین ایسے آپکو کیا ہے جسپر آپ خوش ہوتے ہین اور اسکی تعریف کرنے لگے امام غزالی کے اصول پر تو نہ آپ اہل اسلام مین ہین اور نہ آپکے خیالات اہل اسلام مین ہین اسلئے اس قول کو تو آپسے کچھ لگاؤ نہین ہے پھر آپکا یہہ کہنا کہ یہہ قول امام صاحب کا نہایت حق و درست ہے آپ کے منہ سے کب زیبا ہے۔

اسکے بعد امام صاحب نے فرمایا ہے بعض لوگ ایسے ہین جو بلا دلیل قطعی صرف غلبہ ظن سے تاویل کیطرف دوڑ لگتے ہین انکی نسبت تا عدہ تو یہی چاہتا ہے کہ انکی تکفیر واجب ہو)

ومن الناس من يبادر الى التأويل بغلبات الظنون من غير برهان قاطع ولا ينبغي ان يبادر ايضا الى تكفيره في كل مقام بل ينظر فيه فان كان في امر لا يتعلق باصول العقائد ومهماتها فلا تكفير وذلك كقول بعض الصوفية ان المراد برؤية الخليل عليه السلام الكوكب والشمس والقمر وقوله هذا ربي غير ظواهرها بل جواهر نورانية ملكية نورانيتها عقلية لا حسية

مگر انکی تکفیر ہر جگہہ واجب نہین ہے بلکہ انکے محل تاویل کو دیکھنا ضروری ہے اگر وہ محل جسمین وہ تاویل کرتے ہین اصول عقاید مقصودہ سے نہو تو اس تاویل بلا دلیل کے سبب انکی تکفیر نہ کیجاوے اسکی مثال بعض صوفیون کا یہ قول ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جو چاند سورج کو کہا تہا کہ یہہ میرا رب ہے اس سے مراد ظاہر چاند سورج نہین ہے بلکہ عالم ملکوت کے نورانی جوہر ہین جنکی نورانیت عقلی ہے نہ حسی

پہر امام صاحب نے ان صوفیہ کی واہی وجہ تاویل کو نقل کیا پہر اسکو بوجہ معقول ہونے رد اور ایسے انکی وجہ تاویل اور اسکے ذکر کو غیر ضروری سمجہکر نقل نہین کیا - پہر امام صاحب نے فرمایا اگر وہ محل جسمین کوئی بلا دلیل تاویل کرتا ہے اصول عقاید مقصودہ سے ہو اور وہ پہر اسکے ظاہری معنے کو بلا دلیل بدلتا ہو

فاما ما يتعلق من هذا الجنس باصول العقائد المهمة فيجب تكفير من يغير الظاهر بغير برهان قاطع كالذي ينكر حشر الاجساد وينكر العقوبات الحسية في الآخرة بظنون واوهام واستبعاد من غير برهان قاطع فيجب تكفيره قطعا اذ لا برهان على استحالة رد الارواح الى الاجساد وذكر ذلك عظيم الضرر في الدين فيجب تكفير من نطق به وهو مذهب اكثر الفلاسفة وكذلك يجب تكفير من قال ان الله تعالى لا يعلم الا نفسه ولا يعلم الا الكليات

تو ایسے شخص کی تکفیر واجب ہے جیسے منکرین حسی عقوبات اخروی (دوزخ کے سانپ وبچہو) کہ وہ شخص بسبب ظنون اور وہمون کے بلا دلیل قطعی کے حشر و عذاب کو محال وبعید سمجہتے ہین انکی تکفیر یقینا واجب ہے اسلئے کہ ارواح کے جسم لطیف پہر آنے کے محال ہونے پر کوئی دلیل قائم نہین ہے اور اس بات کا ذکر کہ وہان صرف حشر ارواح ہے نہ حشر اجسام اور لذت بہشت و عذاب دوزخ کا وجود ذاتی وخارجی نہین ہے

فاما الامور الجزوية المتعلقة بالاشخاص فلا يعلمها۔

دین مین نقصان ڈالتا ہے۔ نہیں جو کوئی یہہ بات زبان پر لاوے اسکی

تکفیر واجب ہے۔ اسیطرح اس شخص کی تکفیر واجب ہے جو کہتا ہے کہ خدا تعالے بجز اپنی ذات کے اور کچھ نہیں جانتا۔ و بجز کلیات اون جزئیات کو جو اور اشخاص کے متعلق ہین نہین جانتا اس شخص کی تکفیر اسلیئے واجب ہے کہ اسکے قول مین رسول کی یقیناً تکذیب پائی جاتی

لان ذلك تكذيب للرسول قطعا وليس من قبيل الدرجات التي ذكرناها في التاويل اذ ادلة القرآن والاخبار على تفهيم حشر الاجساد وتفهيم+ علم الله بتفصيل كل ما يجري على الاشخاص تجاوز حدا لا يقبل التاويل وهم معترفون ان هذا ليس من التاويل ولكن قالوا لما كان صلاح الخلق في ان يعتقدوا حشر الاجساد لقصور افهامهم عن درك المعاد العقلي وكان صلاحهم في ان يعتقدوا ان الله تعالى عالم بما يجري عليهم ورقيب عليهم ليورث ذلك رغبة ورهبة جاز للرسول ان يفهمهم ذلك وليس بكاذب من اصلح

ہے۔ اور یہہ اون درجات قسم تاویل مین داخل نہین ہے جنکا بیان اوپر ذکر کیا ہے اسلیئے کہ دلایل قرآن حدیث جسمی حشر کا اٹھایا جانا۔ اور خدا تعالی کا ہر شخص کو بتفصیل جاننا سمجہایا گیا ہے اس حد سے متجاوز ہین جس مین تاویل کی گنجایش ہے اور وہ لوگ خود اقراری ہین کہ ہمارا یہہ کہنا تاویل نہین ہے بلکہ قول رسول کا دروغ مصلحت آمیز کا مصداق بناتا ہے۔ اور کہتے ہین کہ حشر اجسام کے اعتقاد کرنے مین لوگون کی بہتری تھی کیونکہ حشر کلی و روحانی کے سمجہنے کے انکو عقل نتھی اسلیئے اس حشر روحانی کو حشر جسمانی بناکر سمجہایا

+ لفظ تفہیم کو ہمنے تعمیم بنایا ہے اور اسی کے موافق ترجمہ کیا ہے اسمین وہی کام کیا ہے جسکا ذکر حاشیہ ٢٠٦ مین گذرا۔

سے بجز ایک اس بات کی کہ معتزلے آنحضرت کو ایسے عذر کے سبب جھوٹا کہنا جائز نہین سمجھتے - بلکہ ظاہر قول رسول کے جب انکو بدلیل اسکا خلاف ثابت ہو تاویل کر دیتے ہین اور فلسفی ظاہر قول رسول کے ترک کرنے کو کسی تاویل قریب یا بعید پر منحصر نہین رکھتا بلکہ جہان تاویل نہو سکے وہان رسول کا جھوٹ بولنا تجویز کر دیتا ہے - اور مطلق زندیق پن یہہ ہے کہ سرے سے معاد عقلی ہو خواہ روحانی نہ ماننا اور وجود خدا سے بھی انکاری ہو جاوین - مگر معاد عقلی کو ماننا ولذات والام حسی کو نہ ماننا اور وجود خدا کو ماننا اور اسکے علم تفصیلی متعلق جزئیات کے نفی کرنا یہہ مقید زندیق پن ہے جسمین ایک نوع اعتزال پایا جاتا ہے -

اس قول پر آنرایبل صاحب بہادر نے چار اعتراض کیے ہین اول جو آپ ہی کے الفاظ سے منقول ہوتا ہے یہہ ہے یہی مقام ہے جہان امام صاحب اپنی تقلیدی وقتی بندشون کو توڑ نہین سکے اور اپنی کلام کی اصلاح کو بھی خیال مین نہ رکھ سکے - انہون نے فرمایا ہے کہ جو شخص سمعیات عقاید مین بغیر برہان قاطع تاویل کرے اسکی تکفیر واجب ہے اور اسکی مثال حشر اجساد اور عقوبات کی ظاہری معنون کی تاویل کی دی ہے برہان قاطع انہون نے اس مقام پر ہی شرط لگائی ہے - اور خود لکھا ہے کہ برہان کو برہان قرار دینے مین بہت سی اشیا سے اختلاف ہو سکتا ہے اور برہان کی غلطی کے سبب تکفیر نہین چاہیے پس یہہ سوال ہے کہ گو امام صاحب کے نزدیک اعادہ ارواح اجسام مین محال نہو مگر جس شخص کے نزدیک اسکا محال ہونا برہان سے ثابت ہوا ہو اور گو کہ برہان مین اس سے غلطی ہو اسکی تکفیر کیونکر واجب ہے

اعتراض دوم کا خلاصہ یہہ ہے کہ امام صاحب نے حشر اجسام پر بحث کرنے مین دین کا ضرر بتایا اور حقیقت حشر اجسام پر بحث نکرنے مین دین کا ضرر دیکھ نہ سکے دلون مین حشر اجسام و آلام ولذات معاد کی نسبت شبہات پیدا ہوگئی ہین اور وہ اعادہ روح کو اجسام مین محال جانتے ہین انکے لئے ان امور پر مباحثہ کرنے اور انکی حقیقت کو بیان کرنے مین دین کا ضرر نہین - ایک کثیر مسلمان ہو جاتا ہے بشرطیکہ انکو سمجھا دو کہ اسلام مین حشر اجساد وغیرہ

و آلام بہشت و دوزخ وارد ہین یہہ کیونکر ہو سکتی ہین یا ایک مسلمان اسلام کو ترک کرتا ہے اسلئیے کہ اسلام مین حشر اجسام و حسی نعیم و آلام وارد ہین - اور انکا وجود محال ہے ایسے لوگون کو امام صاحب تو یہہ فرماتے ہین کہ چپ رہو یہہ بحث مت کرو ہمین دین کا ضرر ہے - اور سید احمد کہتا ہے کہ اس امر مین بلکہ دین کے کسی مسئلہ مین بحث کرنے مین کچھہ اندیشہ نہین ہے - اور حشر اجسام و حسی نعیم و آلام کی حقیقت سمجھانے کو مستعد ہوتا ہے ان دونون مین کون شخص دین کو نفع رسان ہے اور کون ضرر رسان -

اعتراض سوم کا حاصل یہہ ہے کہ جن آیات و احادیث سے خدا کا جزئیات شخصیہ کو جاننا ثابت ہوتا ہے اگر ان آیات سے یہہ امر منکر کے نزدیک ثابت نہین ہے تو وہ مکذب آیات کیونکر ہوسکتا ہے ❊

اعتراض چہارم کا محصل یہہ ہے کہ جو شخص کہتا ہے کہ رسول نے مصلحۃ ترغیبا و ترہیبا معاد عقلی کو معاد جسمانی کے پیرایہ مین بتایا ہے - اور علم کلی خدا تعالیٰ کو علم تفصیلی کے پیرایہ مین ظاہر فرمایا ہے - اور یہہ کہنا جھوٹ بھی نہین ہے اسلئیے کہ جس بات مین لوگون کی بہتری ہو اسکا بیان کرنا اگرچہ خلاف واقعہ ہو جھوٹ نہین ہوتا وہ شخص پیغمبر کو ظلم کہلا تو جھوٹا نہین بناتا پھر اسکو صاف صاف رسول کی تکذیب کرنے والا کیون ٹھہرایا گیا -

اب اعتراض اول و اعتراض سوم کی **تائید یا تصریح** مین آپنے فرمایا ہے اصل یہہ ہے کہ جس شخص نے لا الہ الا اللہ پر یقین کیا اسنے ذات باری کو جامع جمیع صفات و بری جمیع نقصانات سے یقین کیا ہے اور جس شخص نے محمد رسول اللہ پر یقین کیا اسنے نبی صادق کو تسلیم کیا اور راجا جاہ کو حق مانا ہے پس اسکے کسی قول سے اپنے قیاس کے مطابق ایک امر کا استنباط کرنا اور کہنا کہ اس سے تکذیب رسول لازم آتی ہے تفسیر القول بما لا یرضے بہ قایلہ ہے اور اس تفسیر سے جسکو خود قایل قبول نہین کرتا اسکی تکفیر بہت بڑی غلطی اور نادانی ہے - ممکن ہے کہ اسکی تمام تاویلون کو اور تمام دلیلون اور براہین کو ظن و وہم سفسطہ

کہا جاوے مگر اسکو کافر نہین کہا جا سکتا پس کلمہ گو کو کافر کہنا سخت گمراہی ہے لانکفر احداً من اہل القبلۃ صحیح اور ٹہیک مذہب ہے ۔

راقم کہتا ہے جواب اعتراض اول یہہ ہے کہ قول سابق مین جو امام صاحب نے برہان کو قائم کرنے اور اسکو قطعی قرار دینے مین اختلاف اور غلطی کا ممکن ہونا تجویز کیا ہے اور اسکے سبب تکفیر سے منع کیا ہے تو وہ ایسے محل (ظاہر آیۃ یا حدیث) کی نسبت ہے جو اپنے ظاہری معنی پر قطعی الدلالۃ نہین ہے۔ اور اسمین تاویل کی گنجایش ہے اور جو اس قول مین منکرین حشر اجسام پر فتوی کفر لگایا ہے تو یہہ ایسے محل (نص قطعی) مین تاویل کرنے والہ کی نسبت ہے جو قابل تاویل نہین اور وہ اپنے معنے منصوص پر قطعی الدلالۃ ہے - یہہ بات آپ نے اس کلام مین (جسپر معترض نے اعتراض کیا ہے) کہو لکر فرمادی ہے اور آپکے قول آیندہ مین بہی اسکی تشریح موجود ہے پرخیال معترض نے اسکی طرف توجہ نہین کی - پس امام صاحب کا قول سابق اس قول کے مخالف نہوا اور معترض کا اعتراض تخالف وتناقض مندفع ہوا -

رہا آپکا یہہ **اعتراض** - کہ تمہارے نزدیک اس محل کا قابل تاویل ہونا اور اسکے ظاہر معنی کا بدلیل قطعی محال ہونا مسلّم نہ سہی خصم (منکر ومؤول) کے نزدیک تو وہ مسلم ہے پہر اسکی تکفیر کیونکر واجب ہے - اسکا جواب یہہ ہے کہ اگر تکفیر کے باب مین زعم وعندیہ مخالف کا (جسکی تکفیر کیجاوے) لحاظ ضروری ہو تو دنیا مین کسی کافر کو (جب تک وہ اپنے نزدیک کافر نہولے اور خودکافر نہ کہلاوے) کافر کہنا صحیح نہو - حالانکہ باتفاق کل بہت ایسے لوگون کو کافر کہا گیا ہے جنہون نے اپنے تئین کافر نہین سمجہا -

لابد اس امر کا فیصلہ کہ منکر یا مؤول اپنے انکار و تاویل مین قطعیات کا انکاری ہے اور اسکے انکار وتاویل کے ان قطعیات مین گنجایش نہین ہے اسلئے وہ کافر ہے ہر شخص اپنے ہی تحقیق و معتقد سے کرتا ہے جس حکم یا آیت کو وہ اپنے نزدیک قطعی اور واجب التسلیم جانتا ہے اور اسمین تاویل و انکار کی گنجایش نہین دیکہتا اسکے منکر ومؤول کو کافر کہدیتا ہے اسمین زعم

* دیکہو نمبر سابق صفحہ ۲۲۳ ‡ یہہ جو نمبر آیندہ مین آویگا

وعندیہ خصم کی موافقت واجازت کا منتظر نہیں رہتا۔
دور کیون جائین آپ ہی کے فتوی تکفیر کو کیون نہ دیکھین ۔ جن لوگون **آپنے** زبانی
زبانی **کافر** کہا ہے (گو دل مین آپکے انکے کافر ہونیکا اعتقاد نہین ہے چنانچہ مضمون تہذیب
ماہ ذیقعدہ سنہ ۹۶ھ اسپر شاہد ہے) اون لوگون کی تکفیر مین آپنے انکے زعم وعندیہ کا لحاظ
نہین فرمایا۔ کیا جنکو کافر مطلق کہا ہے † وہ سب اپنے نزدیک کافر ہین؟ اور اپنے اعتقاد
یا عمل کو کفر سمجھکر اسکے مرتکب ہین؟ اور جنکو مشرک بتایا ہے ‡ وہ سب اپنے خیال مین
مشرک ہین؟ اور اپنے فعل یا اعتقاد کو شرک حقیقی سمجھتے ہین؟ اور ہمین خدا تعالی کی
ناراضگی کا یقین رکھتے ہین؟ ۔
کفار و مشرکین مکہ کا حال تو قرآن و حدیث سے یہہ معلوم ہوتا ہے کہ جو کچھہ کفر یا شرک

† دیکھو تہذیب ماہ محرم سنہ ۹۵ھ صفحہ ۱۱ جسکی عبارت اشاعۃ السنہ نمبر ۵ جلد ۳ مین صفحہ ۱۴۱ گذر چکی ہے۔

‡ دیکھو تہذیب ماہ صفر سنہ ۹۷ھ صفحہ ۱۳۷ جسمین آپ یہ فرماتے ہین کہ تاریخی واقعات سے ثابت ہے کہ ہر قوم میں
کوئی نکوئی ریفارمر یا پیغمبر گذرا ہے جسکی تعلیم کی بنیاد وحدانیت باری پر قائم ہوئی ہے گو کہ بعد کو
لوگون نے ہر وقت توحید کے ماسوے کی پرستش اختیار کی ہے اور کسی دوسری شئے مین الوہیت کا یقین کیا
ہو جو شرک حقیقی کے لوازم ذاتی ہین سے ہیں تو ایسے فرقہ کو بھی خدا کی رحمت مین باوجود یکہ اسکی بے انتہا وسیع ہے
انہی لوگون مین وہ لوگ بھی داخل ہین جنکی قوت مدرکہ نیچ ہین سو اور ابتدا عمر سے ایسی تعلیم و تربیت کی بوجہ غلطی کے
یا معاشرت کی قیدشون مین نیدگی ہو جو ایمان باللہ اور اسکی توحید فی الذات و فی الصفات و فی العبادت کی منافی
ہیں۔ اور اسکے سبب انکے دل مین اسکا معلوم ہونیکے بیانی ڈالی کی یا اسکو [illegible] کی بات نہین سماتی یا سماتی
ہے پر مانی نہین جاتی یا لاعلمی و ناسمجھی کے سبب اسکو سمجھنے کی اور جو سمجھتے ہین اسکے توجیہہ کی اور جو کرتے ہین
اسکی کچھ بازی کی معذرت کیجاتی ہے۔ × × × × × اس فرقے کو بھی مین خدا کی رحمت مین
باوجود اسکے بے انتہا وسیع ہونیکی جگہہ نہین دی سکتا۔"

یا فسق وہ لوگ کرتے اسکو کفر و شرک و فسق نہ سمجھتے بلکہ سراسر عبادت و اطاعت و قربت خدا
خیال کرتے اور اس سے روکنے والون (آنحضرؐ اور اونکے اصحاب) کو خارج از دین و مخالف

والذین اتخذوا من دون اللہ اولیاء
ما نعبدہم الا لیقربونا الی اللہ زلفی ۔
ان اللہ یحکم بینہم فی ما ہم فیہ یختلفون ان اللہ لا
یہدی من ہو کاذب کفار ۔ زمر ع ۱ ۔

جنہون نے خدا کے سوے اور کارساز بنائی ہین وہ یہہ
کہتے ہین کہ ہم تو انکو اسواسطے پوجتے ہین کہ یہہ ہمکو خدا
سے نزدیک کردین اللہ تعالی انمین فیصلہ کریگا جسمین یہہ اختلاف
کررہے ہین اللہ تعالی جہوٹی ناشکر کو راہ نہین دکہاتا ۔

اس آیت سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ جنکو وہ پوجتے ہین اور پکارتے انکو اصلی معبود نہ سمجہتے ۔ بلکہ اصلی معبود
خدا تعالی کو سمجہتے اور انکو محض وسیلہ خیال کرتے اور اس تجویز سے وہ بزعم خود حقیقی شرک نہ کرتے ۔ یہہ خدا
تعالی نے برخلاف انکے خیال کے انکے فعل کو شرک ٹہرایا اور اونکو کفار یعنے بڑے کافر بتایا ۔

ویعبدون من دون اللہ ما لا یضرہم ولا
ینفعہم ویقولون ہؤلاء شفعاؤنا عند اللہ قل
اتنبئون اللہ بما لا یعلم فی السموات
ولا فی الارض سبحانہ وتعالی عما یشرکون
یونس ع ۲ ۔

اور خدا کے سوے انکو پوجتے جو نہ انکو نقصان پہنچاتے
نہ نفع پہنچاتے ہین ۔ اور کہتے ہین کہ یہہ لوگ ہمارے اللہ
کے پاس سفارشی ہین تو کہدے تم خدا کو بتاتے ہو جو خدا
آسمانون اور زمینون مین نہین جانتا ۔ وہ
پاک ہے اس سے جسکو اسکا شریک بتاتے ہین

یہہ آیت بہی صاف ناطق ہے کہ جسکو وہ پوجتے تہے اسکو خدا یا خدا کی مثل نہ سمجہتے بلکہ خدا کی جناب مین
سفارشی بناتے تسپر بہی خدا نے انکو مشرک کہا اور انکے خیال و اعتقاد کا لحاظ نفرمایا ۔

واذا فعلوا فاحشۃ قالوا وجدنا علیہا
آباءنا واللہ امرنا بہا قل ان اللہ لا یامر
بالفحشاء اتقولون علی اللہ ما لا تعلمون

اعراف ع ۳

اور جب وہ کوئی بے حیائی (بت پرستی یا طواف
بحالت برہنگی) کرتے ہین تو کہتے ہین کہ ہمنے اپنے
بزرگون کو اسیپر پایا اور یہی خدا نے حکم دیا ہے تو کہدے
خدا تعالے بے حیائی کا حکم نہین دیتا کیا تم خدا پر افترا کرتے ہو جسکا علم نہین رکہتے ۔

اطاعت رب العالمین خیال کرتے - باانہمہ خدا تعالے انکو کافر و مشرک ٹھہرایا اور اور انکے زعم و خیال کا لحاظ نفرمایا اور آپنے بہی ایسے لوگون کا کافر و مشرک مخلد فی النار

وقال الذین اشرکوا لو شاء اللہ ما عبدنا من دونہ من شیء نحن ولا آباؤنا ولا حرمنا من دونہ من شیء کذلک فعل الذین من قبلہم نحل ۵ قل ہل عندکم من علم فتخرجوہ لنا ان تتبعون الا الظن وان انتم الا تخرصون انعام ۱۸ ما لہم بذلک من علم ان ہم الا یخرصون زخرف ۲

مشرکون نے کہا خدا کی مرضی نہوتی تو ہم اسکے سوا کسیکو نہ پوجتے اور نہ کچہہ حرام کرتے انکو کہدو تمہارے پاس اسکی کچہہ سند ہے؟ کہ تم اسکو پیش کرو - تم تو اپنے ظن و خیال ہی کے پیرو ہو اور تم اٹکلین ہی دوڑاتے ہو تم کو اس امر کا علم نہین یہہ آیتین ہی صاف بکہو

ناطق ہین کہ جو کچہہ وہ شرک وغیرہ کرتے اسمین وہ بزعم خود حکم و رضاء الہی کی تابع تہے تسپر خدا نے مشرک کہا اور انکے عندیہ و خیال کا کچہہ لحاظ نفرمایا -

اور سورہ یونس ع ۴ - بنی اسرائیل ع ۷ - نحل ع ۵ - عنکبوت ع ۷ - لقمان ع ۳ - زخرف ع ۱ و ۷ زمر ع ۴ - وغیرہ مقامات مین مشرکین کے صاف صاف اعتراف منقول ہین کہ عالم بن جو کچہہ پیدائش و تدبیر ہین چلانا مارنا رزق دینا مینہہ برسانا چاند سورج کو چلانا رات دن کا نکالنا ڈوبتے ناؤن کو بچانا سبہی خدا کی قدرت مین ہے جس سے صاف ثابت ہوتا ہی کہ وہ اصل معبود خدا ہے کو ن جانتے اسکو سوائی جسکو مانتے بزعم خود بڑے خدا مانتے اور اسکی عبادت کو عبادت خدا کیطرح اصلی و حقیقی عبادت نہ جانتے بلکہ عبادت و قرب خدا کا وسیلہ خیال کرتے باانہمہ خدا و رسول نے انکو مشرک قرار دیا - اور انکے خیال و خانہ ساز اعتقاد کا کچہہ لحاظ نکیا - او صحیح مسلم مین حضرت ابن عباس سے حدیث ہی کہ مشرکین

عن ابن عباس قال کان المشرکون یقولون لبیک لا شریک لک فیقول رسول اللہ قد قد فیقولون الا شریکا ہو لک تملکہ وما ملک یقولون ہذا وہم یطوفون بالبیت

کعبہ کا طواف کرتے تو اسمین یہہ کلمات کہتے ای خدا ہم تیری عبادت کو لئے حاضر ہین تیرا کوئی شریک نہین ہے پر ایک شریک ہے سو بہی ایسا ہے کہ تو اسکا مالک

ہونا تسلیم کرلیا ہے - پس اگر ایسا ہی امام غزالی نے منکرین حشر اجسام و اخروی نعیم و آلام اپنی تحقیق سے بلا لحاظ زعم و عندیہ اون منکرین کو کہا تو کیا برا ہوا -

کفر یا شرک وغیرہ مذہبی جرائم کی تجویز پر کیا حصر ہے عقلی اور دنیاوی جرائم کو کسی شخص مین ثابت کرنے وقت بہی ایسے ہی قانون پر فیصلہ ہوتا ہے کہ جہان کسی شخص مین کوئی امر خلاف

ہے وہ خود مالک نہین ہے یا جسکا وہ مالک ہے وہ بہی تیرے ملک سے انکی یہہ کلمات بہی صاف تقریر دلاتی ہین کہ وہ کسی معبود کو خدا کی برابر نہ سمجہتے اور بزعم خود شرک حقیقی کے مرتکب نہ تہے تو بہی آنحضرت نے انکو نہ چہوڑا اور اس لفظ سے جس میں اونہون نے ایک معبود پر لفظ شریک کا اطلاق کیا تہا منع کیا اور انکے خیال کا کچہہ لحاظ نہ فرمایا بالجملہ ان آیات و احادیث سے بخوبی ثابت ہوتا ہے کہ مشرکین عرب اپنے زعم و خیال میں مشرک نہ تہے پہر خدا و رسول نے انکو مشرک کہا اور انکے عندیہ کا اعتبار نہ فرمایا اور اس مضمون کی آیات و احادیث بہت ہین کہ از انجملہ بعض آیات بجواب قول سابق صفحہ (۲۱۲) ہی نقل ہو چکے ہین -

یہان شاید کوئی نیچری یا کوئی اور ملحد خدا و رسول پر یہہ اعتراض کرے کہ جب مشرکین کا خدا اور دوسرے معبودون کی نسبت یہہ اعتقاد تہا جو قرآن و حدیث سے بیان ہوا تو پہر خدا و رسول نے انکی عبادت غیر اللہ کو شرک حقیقی کیون ٹہرایا - یہہ غلطی اور سراسر ناانصافی - **اسکا جواب** یہہ ہے کہ بعض صورتون اور ہیئتون اور قالبون کو (جیسے سر جہکانا - گڑگڑانا وامثال ذالک) خدا نے عبادت حقیقی ٹہراکر اپنے لئے مخصوص کیا تہا اور اپنے سوا اورون کے لئے انکی بجا لانیکو (گو کسی نیت و خیال سے ہو) حقیقی شرک ٹہرا دیا تہا اونہون نے غیر کو بہی شامل کرلیا اور اس فعل سے اپنی اس ادعائی اعتقاد کو جہوٹا کردیا اسلئے خدا نے انکو مشرک ٹہرایا اور انکے اعتقاد کو کان لم یکن سمجہکر اسکا اعتبار نکیا اور ثبوت اس امر کا کہ جب عمل اعتقاد کا مکذب و مخالف ہوتا ہے تو وہ لائق اعتبار نہین رہتا عنقریب بصفحہ (۲۴۴) آتا ہے جہان مخاطب کی اس کلام کا جواب ہے جو اعتراض سوم و چہارم کی تائید یا تفریع مین اسنے کہا ہے -

عقل یا خلاف اصول معاشرت کوئی تجویز کرتا ہے تو اسمین اپنے ہی تحقیق کے بہروسے
اس شخص پر وہ جرم جما دیتا ہی اسمین مجرم کی عندیہ کا لحاظ نہین کرتا -
حضور پرنور ہی کو دیکہو جب عہدہ مجسٹریٹی پر مامور تہے تو جس شخص کا اپنی تحقیق سے چور
ہونا ثابت کرتے اسکو جیلخانہ بہیجدیتے اسمین مجرم کی زعم و عندیہ کی رعایت نکرتے
اور جسکو قتل عمدی کا مرتکب قرار دیتے اسکو بلا لحاظ اس امر کے کہ وہ اپنے زعم مین قاتل
ہی یا نہین پہانسی کے لئے حاکم بالا دست کے پاس بہیجدیتے اور اب بہی جس منصب پر ہین اسمین
بہی یہی کارروائی کر رہے ہین - جسکو اپنی تحقیق و خیال سے غیر مہذب یا غیر محقق یا بے عقل
یا خطا پر سمجہتے ہین اسپر اپنے خیال کے موافق ہی احکام لگاتے ہین اسمین زعم
مخالف کا لحاظ نہین فرماتے
بالجملہ تکفیر یا تخطیہ یا تضلیل مین زعم مخالف کا لحاظ کرنا ایسا امر ہے جسپر نہ خدا کا عمل ہے
نہ کسی رسول کا نہ کسی مذہب و ملت کے علما کا نہ کافہ انام و عامہ عقلا کا حتے کہ خود جناب
آنرابل صاحب کو بہی اسکی پابندی نہین ہے - پہر امام غزالی پر اسکے خلاف کا الزام لگانا
خدا و رسول و کافہ خلائق پر الزام لگانا ہے اور اپنے آپ کو خود ہی جہٹلانا ہے اور یہہ بہادری
بجز آنرابل صاحب کس سے ہو سکتی ہے -

این کار از تو آید و مردان چنین کنند

جواب اعتراض اول پورا ہوا اور یہہ اس انداز سے لکہا گیا ہے کہ جواب اعتراض سوم و چہارم
بہی اسمین ادا ہوا اسکا خلاصہ یہہ ہے کہ گو منکر کے نزدیک علم باری متعلق جزئیات آیات
و احادیث سے ثابت نہو اور گو بنا بر علیہ وہ اپنے زعم مین منکر و مکذب آیات نہو مگر نفس الامر
مین اور خدا و رسول و مسلمانون کے نزدیک تو وہ علم آیات و احادیث سے اس صراحت
سے ثابت ہی کہ ان مین تاویل کی گنجایش نہین ہے اسلئے وہ نفس الامر مین اور خدا و رسول
و مسلمانون کے نزدیک ان آیات و احادیث کا مکذب ہے - اور اسباب مین اسکے زعم

و خیال کا کچھہ لحاظ و اعتبار نہین ہے - بحکم ان آیات کے جنکا بیان ابہی گذر اہے -
ایسا ہی جو شخص رسول کی نسبت کہتا ہے کہ واقعہ مین حشر اجسام محال ہے اور اسکا ہونا
ناممکن ہے ایسا ہی خدا کا جزئیات کو جاننا ناممکن و غیر واقعی ہے مگر رسول نے ان
باتون کو مصلحتہً بیان کردیا ہے یہہ شخص نفس الامر او ر واقع مین رسول کو جہوٹ بولنے والا
قرار دیتا ہے گو اپنے زعم مین اس جہوٹ کو جہوٹ نہین سمجہتا یا سمجہتا ہے پر اسکا
نام نہین لیتا -

پس اگر شق اول ہے تو بحکم آیات سابقہ اسکی سمجہہ کا اعتبار نہین ہے اور وہ واقعی کذب
رسول کا مجوز ہے - اور اگر شق ثانی ہے تو وہ اور شریر و مکار ہے اس جہوٹ کو جہوٹ نہ کہنے
مین اور اسکی شرارت و بزعم خود حکمت عملی ہے جسکے ذریعہ سے وہ مسلمانون کو دام مین لاتا ہے
اور انسے نبی کی تعلیمات و اعتقادات کا انقیاد چہوڑاتا ہے - اگر وہ نبی کی بات کو
صاف جہوٹ کہے تو مسلمان لوگ اسکو کافر و منکر سمجہکر اسکی بات نہ سنین اسلئے وہ
نبی کو صاف جہوٹا نہین کہتا بلکہ نبی پہ ایسی بات جماتا ہے جس سے احمق و بے سمجہہ
ایک نہ ایک دن خود ہی نبی کو جہوٹا کہنے لگین اور اسلام کو سلام کرین -

ایسا شخص ظاہری منکر و کہلے کافر سے بڑہکر اسلام کا دشمن ہے اور اسکی عداوت او عداوت
شیطان کے ہمرنگ ہے جسکی نسبت خدا نے قرآن مین فرمایا ہے کہ وہ شیطان اور

انہ یراکم ہو و قبیلہ من حیث لا ترونہم اعراف ع ۳ - قال مالک بن دینار ان عدواً یراک و لا تراہ لشدید المؤنۃ الا من عصمہ اللہ (معالم التنزیل)

اوسکی جماعت تمکو دیکہتی ہین جہانسے تم انکو نہین دیکہتے
مالک بن دینار کا قول ہے کہ جو دشمن تجہے دیکہے
اور تو اسکو نہ دیکہے وہ سخت مصیبت مین ڈالتا ہے

اور جو اعتراض سوم و چہارم کی تائید مین (گویا ہمارے اس تقریر کی جوب مین) آپنے
فرمایا ہے کہ جس نے لا الہ الا اللہ پہ یقین کیا اسنے خدا کو سب نقصانون سے بری جانا اور رسول کو
صادق و برحق مانا پہر اسکے قول سے تکذیب رسول نکالنا اور بدست آویز اسکے اسکو

کافر قرار دینا غلطی ونادانی ہے اور کلمہ گو کو کافر کہنا سخت گمراہی ہے اور اہل قبلہ
کی تکفیر سے بچنا نہایت صحیح ودرست مذہب ہے **اسکا جواب یہہ ہے** کہ جس شخص کے قول یا
فعل سے یقیناً رسول کی تکذیب نکلتی ہے اسکا دل سے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہنا کب مسلم ہے
اگر وہ دل سے اس کلمہ پر یقین رکہتا تو اپنے قول وعمل سے رسول کی تکذیب نکرتا اسکا قول
وعمل جو یقیناً رسول کو جھٹلاتے ہیں صاف یقین دلاتے ہیں کہ وہ کلمہ صرف زبان سے منافقانہ
طور پر کہتا ہے اسکے دل میں اسکا کچھہ اثر و یقین نہیں ہے اور اس زبانی اقرار سے اسکا مقصود
دفعہ مضرت ہے یا جلب منفعت ہے اور اس زمانہ شوکت کفر میں گو کفر کے اظہار و اشاعت میں
چنداں ضرر نہیں ہے مگر اسکے چھپانے میں منفعت یہہ ہے کہ اس پیرایہ میں اسلام کی تکذیب
وتخریب اور ملحدانہ عقاید کی اشاعت وترویج باسانی ممکن ہے جو کھلم کھلا کافر ہو کر ابطال
اصول اسلام کا لکچر سناوے تو اسکی لکچر میں کوئی دیندار نہ آوے **مسلمان بن کر**
جو کچھہ چاہے لوگوں کو سنادے اس قسم کے لوگ ہر زمانہ میں چلے آئے ہیں
اور انپر خدا اور رسول اور علماء اسلام نے یہی فتوی لگائے ہیں کہ انکی کلمہ گوئی دفع مضرت
یا جلب منفعت کے لئے ہے اور حقیقت میں یہہ اس کلمہ کے منکر اور منافق اور زندیق (یعنے
چھپے مرتد) ہیں۔

کتب فقہ میں ان لوگوں کے احکام کے بیان میں مستقل ابواب مقرر ومنعقد ہیں اور کتاب
وسنت میں بہت جگہہ انکا ذکر موجود ہے۔ منافقین عصر نبوی کا حال سورۃ بقرہ میں یہ بیان

ومن الناس من یقول امنا باللہ وبالیوم الاخر وما ہم بمومنین۔ بقرہ ۔ ع ۱۔

فرمایا ہے کہ بعضے ایسے لوگ ہیں جو کہتے ہیں ہم خدا پر اور پچھلے دن پر ایمان لائے ہیں اور درحقیقت وہ مومن نہیں ہیں

اور سورہ نساء میں فرمایا ہے کیا تو نے نہیں دیکھا ان لوگوں کو جو اپنے خیال میں
اس کتاب پر جو تجھہ پر نازل ہوئی ہے اور اسپر جو تجھسے پہلے نازل ہوئی ایمان لائے ہیں

الم تر الی الذین یزعمون انہم امنوا بما انزل

پھر اپنے مقدمات کا فیصلہ ایک بڑے سرکش

اليك وما انزل من قبلك يريدون ان
يتحاكموا الى الطاغوت وقد امروا ان يكفروا
به ويريد الشيطن ان يضلهم ضلالاً بعيدا
واذا قيل لهم تعالوا الى ما انزل الله والى
الرسول رايت المنفقين يصدون عنك
صدودا فكيف اذا اصابتهم مصيبة بما قدمت
ايديهم ثم جاؤك يحلفون بالله ان اردنا
الا احسانا وتوفيقا - اولئك الذين يعلم
الله ما في قلوبهم فاعرض عنهم وعظهم
وقل لهم في انفسهم قولا بليغا - وما ارسلنا
من رسول الا ليطاع باذن الله ولو انهم
اذ ظلموا انفسهم جاؤك فاستغفروا الله واستغفر
لهم الرسول لوجدوا الله توابا رحيما -
فلا وربك لا يومنون حتى يحكموك فيما شجر
بينهم ثم لا يجدوا في انفسهم حرجا مما قضيت
ويسلموا تسليما - سورہ ن ع ۹ -

سے چاہتے ہین حالانکہ اس شخص کی اتباع
سے وہ منکر ہونے کے مامور ہین - اور شیطان
چاہتا ہے کہ اُنکو دور بہلا دے جب اُنکو کہا
جاتا ہے کہ اس حکم کی طرف جو خدا نے اوتارا ہے
اور رسول کیطرف آؤ تو اُسوقت منافقین کو
تو دیکھتا ہے کہ اس سے رکتے ہین لیکن کیا
حال ہوگا جب اُنکو مصیبت پہنچیگی بسبب ان
عملون کے جو اُنکے ہاتھون نے آگے بہیجے تہے پہر
تیرے پاس آوینگے اور قسمین کہاوینگے کہ ہمنے تو
اس سرکش کے پاس جانے سے بجز بہلائی اور سازگاری
و ملاپ اور کچھہ نہین چاہا - خدا جانتا ہے
جو انکے دلون مین ہے انکی اسبات کو جانے
دے اور انکو نصیحت کر اور ایسی بات کہہ
جو انکے دل مین لگے - ہمنے جو رسول بہیجا ہے
سو اسی لیے بہیجا کہ لوگ خدا کے حکم سے اسکی اطاعت
کرین اور جب وہ اپنی جانون پر ظلم کرتے تہے

تیرے پاس آتے اور اللہ سے بخشش چاہتے تو خدا کو متوجہ اور مہربان پاتے تیرے خدا کو قسم
قسم ہے کہ یہہ ہرگز مومن نہونگے جب تک کہ اپنے جہگڑون مین تجہے حاکم نہ بناوین اور جو تو فیصلہ
کردے اس سے جی مین تنگی نہ لاوین اور اسکو مان جاوین -
یہہ آیات اون منافقون کے حق مین اتری ہین جنہون نے بعض مقدمات مین آنحضرت کے
فیصلہ سے ناخوش ہوکر اورون سے فیصلہ چاہا تہا انہین سے ایک منافق نے جب حضرت

عمر کے پاس آئی آنحضرت کے فیصلہ پر ناراضگی کا اظہار کیا اور اُنسے فیصلہ کرانا چاہا تو انہوں
نے اسکو قبل نزول وحی و اعلام نبوی منافق قرار دیا اور اس سے مرتدین [illegible]
کا سا معاملہ کیا۔ دیکھو تفسیر کبیر صفحہ ۳۶۱ جلد ۳ و تفسیر جلالین و فتح البیان وغیرہ۔
اور نیز سورہ نساء میں فرمایا ہے خدا منافقوں اور کافروں کو دوزخ میں اکٹھا کریگا۔

ان اللہ جامع المنافقین والکافرین فی جہنم جمیعا الذین یتربصون بکم فان کان لکم فتح من اللہ قالوا الم نکن معکم وان کان للکافرین نصیب قالوا الم نستحوذ علیکم ونمنعکم من المومنین فاللہ یحکم بینکم یوم القیمۃ ولن یجعل اللہ للکافرین علی المومنین سبیلا۔ ان المنافقین یخادعون اللہ وہو خادعہم واذا قاموا الی الصلوۃ قاموا کسالی یراؤن الناس ولا یذکرون اللہ الا قلیلا مذبذبین بین ذلک لا الی ہؤلاء ولا الی ہؤلاء ومن یضلل اللہ فلن تجد لہ سبیلا۔ سورہ نساء ع ۲۱۔

جو تمہارے (حال کے) منتظر رہتے ہیں
پس اگر تمہاری جیت ہو تو کہتے ہیں کیا ہم
تمہارے ساتھ نہ تھے؟ اور اگر جیت تمہارے
مخالفوں کے حصہ میں آوے تو انکو کہتے ہیں
کیا ہم نے تم پر غلبہ پاکر تمکو مومنوں سے نہیں
بچایا۔ اللہ قیامت کو انمیں فیصلہ کریگا۔
خدا کافروں کو مومنوں کے مٹا دینے کی
راہ نہ دیگا۔ منافق (بزعم خود) خدا کو فریب
دیتے ہیں اور خدا انکو فریب کا بدلہ دیتا ہے
(اور انکے پردے کھولتا ہے) اور جب نماز کیلئے
کھڑے ہوتے ہیں تو سست ہو کر کھڑے ہوتے ہیں اور صرف لوگوں
کو نماز دکھاتے ہیں اسمیں خدا کا نام
کم ہی لیتے ہیں۔ وہ دونوں فریق (مومنین و کافروں) میں مذبذب ہیں نہ ادھر نہ ادھر
اور جسکو خدا بہکا دے اسکے لئے تو ہرگز راہ نہ پاویگا۔

اور سورہ توبہ میں فرمایا ہے منافق ڈرتے ہیں کہ انکے شان میں ایسی سورت نازل ہو

یحذر المنافقون ان تنزل علیہم سورۃ تنبئہم بما فی قلوبہم قل استہزءوا ان اللہ

جو انکے دلوں کی بات بتا دے تو کہدو تم ہنسی
کرتے جاؤ۔ خدا ظاہر کریگا جس سے تم ڈرتے ہو۔

۱؎ یہ منافقانہ طریق سے ... واقعی یہ خوف تھا اگرچہ ثبوت کا یقین ہو۔ تفسیر کبیر۔

مخرج ما تحذرون ولئن سالتهم ليقولن انما كنا نخوض ونلعب قل ابالله وآيته ورسوله كنتم تستهزؤن - لا تعتذروا قد كفرتم بعد ايمانكم ان نعف عن طائفة منكم نعذب طائفة بانهم كانوا مجرمين - سورہ توبہ ع ۹ -

اور اگر اونسے پوچھے (کہ تم تبوک رستہ میں اسلام واہل اسلام کی اہانت کیون کرتے تھے) تو یہی جواب دینگے کہ ہم کھیلتے (اور سفر کاٹنے کو) باتیں کرتے - تو کہدے کہ کیا اللہ اور اوسکی آیتوں اور اسکے رسول سے تم ہنسی کرتے تھے تم پھر عذر نہ کرو تم (ایسے باتوں کے سبب) کافر ہو چکے اس ایمان کے پیچھے (جسکا زبان سے اظہار کیا تھا) اگر تم میں سے ایک فرقہ کو ہم معافی دینگے تو دوسرے کو عذاب میں پکڑینگے اسلئے کہ وہ بھی مجرم تھے -

کتب تفاسیر - فتح البیان - معالم - جلالین - تفسیر کبیر - وغیرہ میں بیان کیا ہے کہ

ان رجلاً من المنافقين قال في غزوة تبوك ما رايت مثل هؤلاء القوم ارعب قلوباً ولا اكذب السنة ولا اجبن عند اللقاء يعني رسول الله والمؤمنين فقال واحد من الصحابة كذبت ولانت منافق ثم ذهب ليخبر رسول الله فوجد القرآن قد سبقه فجاء ذلك الرجل رسول الله وكان قد ركب ناقته فقال يا رسول الله انا كنا نخوض ونلعب ورسول الله يقول ابالله وآيته كنتم تستهزؤن ولا يلتفت اليه وما يزيد عليه - (تفسیر کبیر صفحہ ۴۸۷ جلد ۴)

منافقوں میں سے ایک شخص نے تبوک کے جنگ میں کہا کہ رسول اللہ اور مومنوں سے بڑھکر ڈرنے والا اور جھوٹ بولنے والا اور بزدل میں نے کوئی نہیں دیکھا ایک اصحابی نے سنکر کہا ہے کہ قسم ہے تو جھوٹ بولتا ہے اور تو منافق ہے - یہہ کہکر وہ آنحضرت کو پاس گیا تو آگے اس شخص کے حق میں قرآن نازل ہو چکا تھا پھر وہ شخص بھی آیا اور عذر کرنے لگا کہ یا رسول اللہ ہم تو سفر کاٹنے کو دل لگی کرتے اور کھیلتے آنحضرت اسکے جواب میں یہی فرماتے کہ کیا تم خدا اور اسکی آیتوں سے ہنسی کرتے تھے اور اس شخص

کیطرف التفات نکرتے۔

اور سورہ منافقون مین ہے جب منافق تیرے پاس (ای رسول) آتے ہین تو کہتے ہین کہ ہم

اذا جاءک المنافقون قالوا نشہد انک	اسبات کی شہادت دیتے ہین کہ تو خدا کا
لرسول اللہ واللہ یعلم انک لرسولہ واللہ	رسول ہے اور یہ بات خدا جانتا ہے کہ
یشہد ان المنفقین لکذبون اتخذوا	تو اسکا رسول ہے مگر خدا شہادت دیتا
ایمانہم جنۃ فصدوا عن سبیل اللہ انہم ساء	ہے کہ منافق جھوٹے بولتے ہین یعنی
ما کانوا یعملون ۔ ××××××	دل سے تجھے رسول نہین جانتے ۔ اپنی
ہم الذین یقولون لا تنفقوا علی من عند	قسمون کو انہون نے سپر بنایا ہے یعنی
رسول اللہ حتی ینفضوا وللہ خزائن السموت	جس سے وہ اپنے مال و جان بچاتے ہین
والارض ولکن المنفقین لا یفقہون یقولون	اور وہ خدا کے راہ سے روکتے ہین
لئن رجعنا الی المدینۃ لیخرجن الاعز منہا	بُراہی جو وہ کرتے ہین ۔ ×××× وہ کہتے
الاذل وللہ العزۃ ولرسولہ وللمومنین	جو لوگ رسول کے پاس ہین انکو کچھ نہ دو
ولکن المنفقین لا یعلمون ۔	جب تک کہ وہ یہان سے چلے نجاوین حالانکہ

آسمان و زمین کے خزانے خدا کے لئے ہین پر منافق نہین سمجھتے وہ کہتے ہین ہم واپس جا
پہرکر مدینہ پہنچے تو (ہم) عزت والے لوگ ان ذلیل مومنون کو نکال دینگے حالانکہ
عزت خدا ہی کے لئے ہے اور رسول اور مومنون کے لئے پر منافق نہین جانتے۔

اور جابر بن عبد اللہ سے روایت ہے کہ اسی سفر مین ایک مہاجر نے انصاری کو پیٹھ

عن جابر بن عبد اللہ قال کنا فی غزاۃ	مارا تو انصاری نے اپنے قبیلہ کو
فکسع رجل من المہاجرین رجلا من الانصار	پکارا اور مہاجر نے مہاجرین کو پکارا
فقال الانصاری یا آل انصاری وقال	آنحضرت نے اس پکار کو سنا تو فرمایا
المہاجری یا آل المہاجرین فسمع ذلک	کہ یہ کیسے کافرون کی سی پکار ہے اسکو

رسول اللہ صلعم فقال ما بال دعوی الجاہلیۃ
قالوا یا رسول اللہ صلعم کسع رجل من المہاجرین
رجلاً من الانصار فقال دعوہا فانہا
منتنۃ فسمع بذلک عبد اللہ بن ابی فقال
فعلوہا اما واللہ لئن رجعنا الی المدینۃ
لیخرجن الاعز منہا الاذل فبلغ ذلک
النبی صلے اللہ علیہ وسلم فقام عمر فقال
یا رسول اللہ دعنی اضرب عنق ہذا المنافق
فقال النبی صلعم دعہ لا یتحدث الناس
ان محمداً یقتل اصحابہ — رواہ البخاری

پہونچی تو یہہ [illegible] پہر یہہ قصہ عبد اللہ نے
سنا تو کہا کہ اگر ہم مدینہ پہنچے تو ان ذلیل
مسلمانوں کو وہاں سے نکال دینگے - پہر قول
اسکا آنحضرت کو پہنچا تو فوراً حضرت عمر نے
کہڑے ہو کر کہا یا رسول اللہ مجہے آپ اجازت
دیں کہ میں اس منافق کی گردن ماروں
آنحضرت نے فرمایا - جانے دو
لوگ یہہ نکہیں کہ محمد اپنے
ساتہیوں کو مارتا ہے -

ان آیات میں خدا تعالے نے صاف طور پر منافقین کا اظہار کلمہ اسلام وادای احکام میں جہوٹا وریاکار ہونا بتلایا ہے اور انکے نفاق وجہوٹ پر انہی کے اقوال وافعال مکذبہ اسلام کو دلیل ٹہرایا ہے جس سے ہمکو صاف قانون بتا دیا ہے کہ جس شخص کا فعل و قول ایمان و اسلام کا یقیناً مخالف و مکذب ہو اسکا دعوی ایمان بے اعتبار ہے اور وہ شخص جہوٹا مکار ہے گو منہ سے لا الہ الا اللہ محمد رسول کہتا ہے پر دل سے اسکو جہوٹا جانتا تبہی بے مبالاة اس کلمہ کے مکذب افعال واقوال کا مرتکب ہے - شاید کوئی نیچری یا کوئی اور مسلمان ہماری اس تقریر و استدلال پر یہہ

---

† یہہ کہنا انکا بعوض اس شخص کے ارادہ ضرر رسانی کی تہا جو باتفاق کل اہل سیاست وریاست خواہ غیر مذہب مسلمان ہوں خواہ غیر مسلم جائز ہے - صرف کفر و نفاق کے سزا میں نہ تہا ورنہ منافق اور کافر تو اور بہت آنحضرت کے امن میں رہتے تہے جنکے مال و جان سے آپ تعرض نہ فرماتے تہے وہ اعتراض مخالفین مذہب اسلام کا اہل اسلام پر کہ اسلام مخالف مذہب سب لوگوں کے مال و جان سے تعرض کیجاتی دفع ہوا اور مسلمانوں کا عمل درآمد کا انصاف و انتصاف پر مبنی ہونا ثابت ہوا -

اعتراض کرے کہ منافقین کا جھوٹی کلمہ یا کلمۃ الاسلام میں جھوٹا ہونا تو وحی سے معلوم ہوا تہا - صرف انکے اقوال و افعال سے آنحضرت صلعم اور انکے اصحاب نے استنباط نہیں کیا اور چونکہ اسوقت وحی منقطع ہے پس کسیکے صرف اقوال و افعال سے اسکا کلمہ یا کلمہ میں جھوٹا ہونے کا یقین کیونکر ہوسکتا ہے -

اسکا جواب نیچریون کے لئے تو یہہ ہے کہ ہمارے مذہب کے موجب وحی کی حقیقت[†] بجز اسکے اور کچھہ نہیں ہے کہ قانون قدرت یعنی دنیا اور دنیا والون کے حالات جنمین منافقین کے اقوال و افعال بہی داخل ہیں انمین غور کرین اور جو امور ان سے نتائج پیدا ہوسکین وہ نتائج نکالکر انپر یقین کرین - اور ان معنون کر وحی منقطع نہین ہے جیسے ان حضرت کے وقت میں موجود تہی ویسی ہی ہے اور آیندہ بہی ہمیشہ کے لئے باقی ہے جیسا کہ پیغمبر آخر الزمان آنحضرت سید احمد خان نے اسوقت کہا ہے اور انگریزی دان بالخصوص پنجاب میں وعاوی یا ماننے

† دیکھو تہذیب ماہ ربیع الاول سنہ ۱۲۹۶ ھ میں مضمون (الوحی والالہام) لکہا ہے سالسو بہی اونکے دل میں ... خیالات کو سوچا اور دوسرون کے حالات کو دیکھا اور ایک ایسا امر کہ ملت کا جس سے دونون کی تعلیم اور ترقی اور سوسائٹی اثر ظاہر پایا اسکے دل میں پڑ گیا اس میں ڈالی کو الہام اور وحی کہتے ہین اگر وحی و الہام نہ تہا تو اور کیا تہا جسنے کالون اور گورون کو دلہی برے رستے سے پہیرا اور ہمارے ہی ... تعلیم و ادب شخص یا بکثرت جنید میں کر انکو خدائے واحد کیطرف ... اور وہ ہی مشرکون کے دل کو مورتی پوجنے سے پہیرا - وحی اور الہام اس ہستی کا دائمی فیض ہے جو نہ منقطع ہوا ہے نہ منقطع ہوگا اگر وہ کسی زمانہ کسی سے ہمکلام ہوا تہی تو وہ اب بہی ہمکلام ہونیکو موجود ہے اور اگر اسنے کسیکو اپنا دیدار دکہایا تو اب بہی دکہانیکو حاضر ہے اگر وہ آگ کیصورت یا آدمی کی مورت بنا جاتا تہا تو اب بہی وہ بنجاتا ہے گر وہ شخص چاہئے جس سے وہ ہمکلام ہو اور جسکو وہ اپنا دیدار دکہاتا ہے -

و کالو نصاحب ولو تہر صاحب انکے لئے ان معنی کر وحی تجویز کی ہے اور ہمیشہ کے لئے اسکے جاری رہنے کی بطور پیشین گوئی خبردی ہے جس سے در پردہ اپنے لئے منصب پیغمبری کا اثبات آپکا مقصود ہے

بنا ٔ علیہ آنحضرت صلعم نے بہی ان ہی حالات اقوال و افعال منافقین سے انکا اظہار اسلام مین جہوٹا ہونا استنباط کیا تہا اور اسی سے انکے منافق ہونیکا نتیجہ نکالا تہا اسکے سوئے کوئی اور پیغام خاص خداوندی غیب سے انکو نہ پہنچا تہا کہ فلان شخص کے دل مین ایمان نہین ہے ویسا ہی اب بہی انکے اقوال و افعال سے انکا منافق ہونا نکل سکتا ہے اور اسپر یقین کرنا ممکن ہے - اور مسلمانونکو اسکا جواب یہہ ہے کہ بیشک منافقین عصر نبوی کا حال آنحضرت کو وحی سے (جو اہل اسلام کے نزدیک القاء غیبی سے عبارت ہے جسمین فکر و غور و عقل کو دخل نہین ہے) معلوم ہوا - اور بعد ختم رسالت محمدیہ اسکا انقطاع ہوچکا ہے مگر اسی وحی نے ہمکو شناخت حال منافقین کا ایسا قانون بتا دیا ہے جسکے ذریعہ سے ہر وقت اور ہر شخص کو جو اس وحی پر مطلع ہو منافقین کا پہنچاننا ممکن ہے -

وحی نے بلا دلیل بیان حال منافقین پر اکتفا نہین کیا بلکہ اسکے ساتہ انکے نفاق کے ظاہری دلائل کو بہی بتا دیا اور تمام مسلمانون کو یہہ جتا دیا کہ ان منافقون کا مسلمانون کی غیبوبت مین اسلام و احکام و آیات کی اہانت کرنا اور اپنے مقدمات و معاملات مین آنحضرت صلعم کے فیصلہ سے ناخوش ہونا اور آیات و رسول کی ہنسی اوڑانا اور نماز وغیرہ احکام سے جی چرانا انکے نفاق پر دلیل ہے جس سے یہہ تعلیم عام و ہدایت تام منظور ہے کہ جسکو ایسے حال پر پاؤ اسکو منافق سمجہو اور جسکے قول یا فعل کو تکذیب ایمان و اسلام مشاہدہ کرو اسکو دعوی اسلام مین جہوٹا سمجہلو -

اسی نظر سے آنحضرت کے اصحاب جو مشاہدین وحی تہے جس شخص کے اقوال و افعال مین تکذیب دین اسلام کا مشاہدہ کرتے اسکو اظہار کلمۃ الاسلام مین جہوٹا او منافق سمجہتے اور آنحضرت صلعم بہی انکی فہم و عقل کو رد نکرتے بلکہ اسکی تقریر و تصدیق فرماتے بخلاف اسکے جسکو خصوصیت وحی و نبوت

نبوت سے اس عام قاعدہ سے مخصوص و مستثنیٰ جانتے —

دیکھو اسی واقعہ تبوک میں جب ایک صحابی نے عبد اللہ ابن ابی کو جو دان کلمات (ہذا) نفاق کے سبب منافق کہا تو آن حضرت نے اسکو یہہ فرمایا کہ تو نے صرف ان کلمات کے سبب سے قبل نزول وحی اسکو منافق کیون کہا۔ بلکہ وحی نے اسکے قول کی تصدیق کیا اور جب عبد اللہ کا یہہ کہنا کہ ہم مدینہ پہنچینگے تو وہان سے ان ذلیل مسلمانون کو نکال دینگے ثابت ہوا تو اسپر حضرت عمرؓ نے دعنی اضرب عنق ہذا المنافق کہا تو انکو آنحضرت نے یہی وعدہ لا یتحدث الناس ان محمدا یقتل اصحابہ فرمایا انکے فہم و استنباط کو رد کیا۔

اور بعد حیات حضرت رسالت مآب حضرت ابو بکرؓ نے منکرین وجوب زکوٰۃ سے معاملہ کیا وہ بھی اسی قانون استنباط پر مبنی تھا کہ آپ نے ان لوگون کو انکار حکم قطعی کے سبب مرتد سمجھ لیا۔ حضرت عمرؓ نے پہلے تو اسکے خلاف کیا اور انکو بظاہر کلمہ پڑھنے کو سند ٹھہرایا آخر وہی حق جو حضرت ابو بکرؓ کو سوجھا تھا انکی سمجھ میں آگیا اور انہون نے بھی اتفاق کیا۔ اسکے نظائر و تمثیلات کتب احادیث میں بکثرت موجود ہیں پر انکی نقل و تفصیل کی گنجائش یہان نہیں ہے اسی ہدایت وحی و تعلیم الٰہی و تقریر عصر نبوی کی وسعت آو پر سی علماء اسلام و فقہاء اعلام نے ان کلمہ پڑھنے والون کو جنکے اقوال و افعال بلکہ ب وخالف اس کلمہ کے ہون زندیق و مرتد کہا ہے اور دائرہ اسلام سے انکو خارج کیا ہے۔ کتاب منح الازہر شرح فقہ اکبر میں کہا ہے

و منہا ان استحلال المعصیۃ صغیرۃ کانت او کبیرۃ کفر اذا ثبت کونہا معصیۃ بدلالۃ	کہ گناہ کو حلال جاننا خواہ گناہ ہو خواہ بڑا کفر ہے اگر اس گناہ کا گناہ ہونا بدلیل قطعی ثابت

+ جیسے ابن صیاد و ثعلبہ یا حاطب بن ابی بلتعہ وغیرہ سے الیسے امور کا صدور ہوا اور حضرت عمرؓ وغیرہ نے انکو منافق کہا تو آنحضرت نے نور نبوت سے انکی ایمان کا مشاہدہ کرکے اونکو مخصوص و مستثنیٰ کر دیا اور حضرت عمرؓ کے عام قانون استنباط کو رد فرمایا۔ دیکھو صحیح بخاری وغیرہ کتب حدیث۔ اور چونکہ یہ وحی منقطع ہو

قطعیة وکذا الاستہانة بہا کفر بان یعدہا
ہینة سہلة ویرتکبہا من غیر مبالاة بہا
ویجری مجری المباحات فی ارتکابہا وکذا
الاستہزاء علی الشریعة الغراء کفر لان
ذلک من امارات تکذیب الانبیاء عم
قال ابن الہمام وبالجملة فقد ضم الی تحقق
الایمان اثبات الامور الاخلال بہا اخلال
بالایمان اتفاقا کترک السجود لصنم وقتل
نبی والاستخفاف بہ او بالمصحف
والکعبة وکذا المخالفة او انکار ما اجمع علیہ بعد
العلم بہ یعنی من امور الدین فان من
انکر وجود حاتم او شجاعة علے لا یکفر۔
قال ابن الہمام وقد کفر الحنفیة من
واظب علے ترک السنة استخفافا بہا
بسبب انہا انما فعلہا النبی صلی اللہ علیہ
وسلم زیادة او استقبحہا کمن استقبح
من اخر جعل بعض العمامة تحت حلقہ
او احفاء شاربہ۔

قلت ولذا روی ان ابا یوسف رح ذکر
انہ عم کان یحب الدباء فقال رجل انا
لا احبہا فحکم بانہ ارتد [illegible]

ایسا ہی گناہ کو ہلکا جاننا کفر ہے اسکی صورت
یہہ ہے کہ اسکو سہل جانے اور بے پرواہی
سے اسکا ارتکاب کرے اور اسکو بطور مباحات
عمل میں لاوے۔ ایسا ہی شریعت سے ہنسی کرنا
کفر ہے اسلئے کہ یہہ سب انبیا کو جھوٹا جاننے کی علامات ہیں
شیخ ابن الہمام نے کہا ہے کہ ایمان کے
ثابت ہونے کے ساتھہ کئی ایسے امور کے اثبات
کا ضمیمہ لگا ہے جنمیں خلل اندازی بالاتفاق
ایمان میں خلل اندازی ہے جیسے بت کے
آگے سجدہ کرنے اور نبی کی قتل یا اہانت
کرنے یا قران شریف یا کعبہ شریف کی اہانت
کرنے سے بچنا ایسا ہی دین کے اتفاقی
امور سے دیدہ و دانستہ انکار ہے یعنی
دین ہونے کی قید اسلئے لگائی ہے کہ دنیاوی
امور اتفاقی ہی کیون نہوں جیسے حاتم کی
سخاوت اور حضرت علی کی شجاعت
انسے انکار کفر نہیں ہے۔
شیخ ابن الہمام نے کہا ہے کہ حنفیہ نے اس
شخص کو کافر کہا ہے جسنے سنت کو ہلکا
سمجھکر ترک کر رکھا ہو انحضرت کا زائد
فعل سمجھکر یا برا جانکر جیسے کوئی

تنبغی الفروع التی ذکرها فی الفتاوی من
انه اذا اعتقد الحرام حلالا فان کان حرمته
لعینه وقد ثبت بدلیل قطعی یکفر والا فلا
بان یکون حرمته لغیره او ثبت بدلیل ظنی
وبعضهم لم یفرق بین الحرام لعینه ولغیره
فقال من استحل حراما قد علم فی دین النبی
تحریمه کنکاح ذوی المحارم او شرب الخمر
او اکل میتة او دم او لحم خنزیر من غیر ضرورة
فکافر ومن استحل شرب النبیذ الی
السکر کفر الخ فلیتق المراجعة —

کسیکے زیر حلق شملہ چھوڑنے یا مونچھیں
کترانے کو برا جانے —
میں (صاحب کتاب مجمع الانہر) کہتا ہوں
سوا اسکے امام ابو یوسف سے روایت
ہے کہ انہوں نے ذکر کیا کہ آنحضرت کدو کو
پسند فرماتے تو ایک شخص نے اسکے مقابلہ
میں کہا مجھے تو کدو اچھا نہیں لگتا
امام ابو یوسف نے اسی شخص پر مرتد
ہونے کا حکم لگا دیا۔ الخ یہی اصول ہے
وہ فروعات جنکو ذکر کیا ہے جو شخص حرام کو حلال

سمجھے اگر اس حرام کی حرمت ذاتی ہے اور دلیل قطعی سے ثابت ہے تو وہ شخص کافر ہو
اور اگر حرمت لغیرہ ہے اور دلیل ظنی سے ثابت ہے تو کافر نہیں ہے اور بعض علماء
نے حرمت ذاتی وغیرہ میں فرق نہیں کیا اور یہ کہدیا کہ جسنے ایسے حرام کو حلال جانا جسکا
حرام ہونا آنحضرت کے دین میں یقیناً معلوم ہے جیسے ماں بہن وغیرہ محرمات ابدیہ
سے نکاح کرنا یا شراب پینا یا مردار یا لہو یا خنزیر کا گوشت بدون حالت ضرورت
واضطرار کے کھانا تو وہ کافر ہے اور جو شخص شیرہ انگور یا کھجور کو جو حد نشہ کو پہنچ جاوے
حلال سمجھے وہ بھی کافر ہے۔ تا آخر عبارت جو بغور دیکھنے کے لائق ہے — اور کتاب

باب المرتد هو لغة الراجع مطلقا وشرعا
الراجع عن دین الاسلام ورکنها اجراء
کلمة الکفر علی اللسان بعد الایمان وهو
تصدیق محمد صلعم فی جمیع ما جاء به عن الله

درمختار میں ہے باب احکام مرتد کے
بیان میں مرتد لغت میں پھر جانیوالے کو
خواہ کسی چیز سے ہو کہتے ہیں اور شرع میں
اسکو کہتے ہیں جو دین اسلام سے پھر جاوے

تعالے فی ما علم مجیئہ ضرورۃً وہل ہو
فقط او ہو مع الاقرار قولان ـ
واکثر الحنفیۃ علے الثانی والمحققون
علے الاول والاقرار شرط لاجراء
الاحکام الدنیویۃ بعد الاتفاق علے انہ
متے طولب بہ اتی بہ فان طولب بہ فلم
یقر فہو کفر عناد قال المصنف وفی الفتح
من ہزل† بلفظ کفر ارتد وان لم یعتقد
للاستخفاف فہو ککفر العناد ـ والکفر لغۃ
الستر وشرعاً تکذیبہ صلعم فی شیء مما جاء
بہ من الدین ضرورۃ والفاظ تعرف فی
الفتاوے بل افردت بالتالیف مع
انہ لا یفتی بالکفر بشیء منہا الا فیما اتفق
المشائخ علیہ ـ

اس انداد کا رکن یہہ ہے کہ بعد ایمان
کلمہ کفر زبان پر لاوے ـ اور ایمان
کی تعریف یہہ ہے کہ جو کچھہ آنحضرت صلی
اللہ علیہ وسلم خدا کیطرف سے لائے ہین
اور وہ بطور بداہۃ ویقین آنحضرت
سے ثابت ہوا ہے اسکو مانا جاوے ـ
× × × × مصنف نے ذکر کیا ہے کہ
فتح القدیر مین ہے کہ جو شخص کلمہ کفر ہنسی
سے کہے وہ بھی مرتد ہو جاتا ہے اگرچہ دل
سے کفر کا معتقد نہو یہہ اسلئے کہ اس ہنسی مین
شریعت کو ہلکا سمجھنا پایا جاتا ہے اور
یہہ بھی ایسا کفر ہے جیسے دانستہ کفر کرنا ـ
کفر کے معنے لغت مین ڈھانکنا ہے اور شرع مین
آنحضرت کو جھٹلانا کسی چیز مین جو آنحضرت
لائے ہین اور وہ آنحضرت سے یقیناً وضرورۃً ثابت ہے ـ اور کفر کے الفاظ مشہور ہین
جو کتب فتاوے مین پائے جاتے ہین بلکہ اسباب مین مستقل تالیفات بھی ہین مگر ساتھہ
اسکے یہہ بھی لحاظ ضروری ہے کہ ان سبھی الفاظ پر فتوی کفر نہ لگانا چاہئے بلکہ صرف
ان ہی الفاظ پر لگانا چاہئے جنپر بالاتفاق کفر ثابت ہوتا ہے ـ

ناقل کہتا ہے ان الفاظ کی تفصیل عالمگیری وغیرہ کتب فتاوی مین موجود ہے جو چاہے
ان کتابون کا مطالعہ کرے مگر احباب مین خوب تثبت وتحقیق مدنظر رکھے ان سبھی الفاظ
پر فتوی کفر نہ لگادے بلکہ صرف ان ہی الفاظ پر جنمین قطعیات وضروریات دین کا انکار

† اصل اسکی وہ حدیث موید ہے جو ترمذی وغیرہ نے روایت کی ہے قال رسول اللہ صلعم ثلث جدہن جد وہزلہن جد النکاح
والطلاق والرجعۃ ـ

پایا جاوے - چنانچہ امام غزالی کا دعویٰ ہے اور اُسکی تائید میں یہہ بحث ہو رہی ہے -
اور جو فقہا و علماء کلام نے +لا نکفر احداً من اہل القبلہ کہہ رکہا ہے وہ اس تکفیر
مرتدین کے **مخالف نہیں ہے** اور باوجود صحیح و درست ہونے کے اس مدعا کا مصادم
و مناقض نہیں ہے اور قول معترض کا مصدق و مؤید نہیں . آپ ناحق اِسپر خوش ہو
بیٹھے ہیں اور بلا فائدہ اسکو صحیح و درست فرماتے ہیں وہ قول ایسا عام نہیں ہے کہ جسنے
ایک دفعہ لا الٰہ الا اللہ کہا اور قبلہ کیطرف منہہ پہیر لیا پہر خواہ وہ مرتد ہو گیا یا سرے ہی سے
زندیق و منافق رہا وہ انہیں شامل ہو گیا اور اہل قبلہ میں داخل ہوا - اور باوجود انکار
کفر اتفاقی کے تکفیر سے بچنے کا مستحق ہو گیا بلکہ وہ قول تو خاص اون لوگون کے حق مین
ہے جو ضروریات و قطعیات و اتفاقیات دین کے اقراری ہیں اور نفاق و کفر قطعی سے
بری و انکاری ہیں اور بعض ایسے امور کے معتقد ہیں جنکو صرف بدعت کہا جاتا ہے
اتفاقی کفر سے تعبیر نہیں کیا جا سکتا اور جو ان امور کو کفر کہے اُسکے ہاتھ مین کوئی دلیل
قطعی نہیں ہے -

ایسے لوگون کی نسبت علماء اہل سنت نے کہہ رکہا ہے - اہل اسلام کو ایسے امور کے لحاظ
سے باہمی تکفیر مناسب نہیں ہے - چنانچہ [illegible] مصنف شرح فقہ اکبر نے
اپنی اس قول کا مطلب انہون نے خود ہی لکھ دیا ہے اور اعتراض تناقض و تنافی کا
جو امثال معترض کے خیال میں گذرنے کا احتمال رکہتا تہا دفع کر دیا ہے - شرح فقہ اکبر میں

ثم اعلم ان المراد باہل القبلۃ الذین
اتفقوا علی ما ہو من ضروریات الدین
کحدوث العالم وحشر الاجساد وعلم اللہ
تعالیٰ بالکلیات والجزئیات وما اشبہ
ذلک من مسائل المہمات فمن واظب

کہا ہے - پہر جان لو کہ اہل قبلہ سے وہ
لوگ مراد ہیں جو ان اصول پر جو دین
ضرورۃً یعنی بداہۃً و یقیناً ثابت ہیں اتفاق
رکہتے ہیں جیسے اعتقاد عالم کے حادث
ہونیکا اور اعتقاد جسمون کے اوٹہائے

+ یعنے ہم کسی اہل قبلہ کو کافر نہیں کہتے -

طول عمره على الطاعات والعبادات مع اعتقاد قدم العالم او نفي الحشر او نفي علمه سبحانه بالجزئيات لا يكون من اهل القبلة وان المراد بعدم تكفير احد من اهل القبلة عند اهل السنة انه لا يكفر ما لم يوجد شيء من امارات الكفر وعلاماته ولم يصدر عنه شيء من موجباته ۔

جاننے کا اور یہہ اعتقاد کہ خدا تعالی کو سب کلیات وجزئیات کا علم ہے ایسی ہی اور مسائل جو مہمات دین سے ہیں ۔ پس جو شخص عمر بہر طاعات وعبادات پر مواظبت (ہمیشگی) کرے اور ساتھ اسکے یہہ بھی اعتقاد رکھے کہ عالم قدیم ہے یا حشر اجسام نہوگا یا خدا تعالے کو جزئیات مخلوقات کا علم نہیں ہے وہ شخص اہل قبلہ سے نہیں ہے ۔

اور اس قول سے کہ اہل قبلہ کی تکفیر نکیجاوے یہی مراد ہے کہ اہل قبلہ کی تکفیر نکریں جب تک کہ انمیں علامات ونشان تکذیب نپائی جاویں اور موجبات تکذیب صادر نہوں یعنے جب انسے موجبات تکذیب سرزد ہوں پہر خواہ وہ عام اہل قبلہ ہوں خواہ خاص اہل سنت ہی کیوں نہ کہلاتے ہوں جیسے کسی نے بت کے آگے سجدہ کر لیا یا زنا ہی کیا یا شراب یا خنزیر کو حلال کہا یا فرائض ونصوص قطعیہ سے انکار کیا تو انکی تکفیر واجب ہے نہ اسوقت وہ اہل قبلہ رہتے ہیں نہ اس مسئلہ عدم تکفیر اہل قبلہ کے مورد ومصداق ہو سکتے ہیں یہی مطلب شرح مواقف سے ثابت ہوتا ہے کیونکہ اسمیں باوجودیکہ اہل قبلہ کو کفر سے بچایا ہے پہر علامت تکذیب پر صاف کفر کا حکم لگایا ہے اور اجماع کا منکر ہونا ثابت کر دیا ہے ۔ چنانچہ خاتمہ کتاب میں فرمایا ہے مقصد ثالث کفر کا بیان ہے کہ کفر ایمان کا خلاف ہے

المقصد الثالث في الكفر وهو خلاف الايمان فهو عندنا عدم تصديق الرسول في بعض ما علم مجيئه به ضرورة فان قيل فشد الزنار ولبس الغيار بالاختيار لا يكون

یعنی ہمارے نزدیک اسکی تعریف یہہ ٹہری کہ آنحضرت کی کوئی بات جو بطور ضرورت کے بداہت آپ سے ثابت ہے نہ مانیں ۔ اسپر کوئی شبہ کرے کہ اس تعریف کی رو سے تو زنار

كافرًا اذا كان مصدقًا في الكل وهو
باطل اجماعًا قلنا جعلنا الشيء الصادر
باختياره علامة التكذيب فحكمنا عليه بذلك

اور غیار باندھنا بھی زنار کیطرح کفار کی علامت
ہے یا بتوں کو سجدہ کرنے والا کافر ہے اگرچہ وہ دل سے آن
حضرتؐ کی ساری باتوں کو مانتا ہو حالانکہ یہ
امر (اسکو کافر کہنا) بالاتفاق باطل ہے اسکے جواب میں اور اسکو کافر و مکذب ہونے
کے ثبوت میں ہم کہتے ہیں کہ ہمنے اس فعل کو جو اوس سے باختیار خود صادر ہوا ہے تکذیب کی
علامت قرار دیا ہے پس اس فعل سے اسپر کافر غیر مصدق ہونیکا حکم لگایا ہے —
علامہ تفتازانی نے اسباب میں اس سے زیادہ تفصیل سے بحث کی ہے کہ اسمیں اس جواب کی بھی
تائید ہے اور اصل کلام امام غزالی کی (جسپر معترض نے اعتراض کیا ہے) حرف بحرف تصدیق

قال البحث السادس الكفر عدم الايمان
عما من شانه هذا اعني عدم تصديق النبي
صلعم في بعض ما علم مجيئه به بالضرورة والظاهر
ان هذا اعم من تكذيبه صلعم في شيء مما علم
مجيئه به على ما ذكره الامام الغزالي لشموله
الكافر الخالي عن التصديق والتكذيب
واعتذر الامام الرازي بان من جملة
ما جاء به النبي صلعم ان تصديقه واجب
في كل ما جاء به فمن لم يصدقه فقد كذبه
في ذلك ضعيف لظهور المنع — فان قيل
من استخف بالشرع والشارع او
القى المصحف في القاذورات او شد
الزنار بالاختيار كافر اجماعًا وان كان

پائی جاتی ہے چنانچہ شرح مقاصد میں لکھا ہے فرماتے ہیں
کفر کی تعریف یہ ہے کہ جو امور بطور ضرورت
وبداہت آنحضرتؐ سے ثابت ہیں انکو کوئی
نہ مانے — اسپر کوئی اعتراض کرے کہ جو شخص شرع
یا شارع کی اہانت کرے یا قرآن مجید کو نجاست
میں ڈالدے یا باختیار خود زنار بہت
شدہ بالاتفاق کافر ہے اگرچہ آنحضرتؐ
کی ساری باتوں کو مانتا ہو مگر اس تعریف میں
اور دوسری تعریف کفر میں جسمیں تصدیق کا
نہونا اعتبار کیا گیا ہے یہ اعتراض وارد
ہوتا ہے کہ یہ دونوں تعریفیں اپنے افراد کو
جامع نہیں رہتیں — یعنی ان کفار کو جنمیں
علامات تکذیب تو پائی جاتی ہیں پر بظاہر

وان كان مصدقاً للنبي صلعم في جميع اخباره
وحينئذٍ يبطل عكس التعريفين وان جعلت ترك
المامور به او ارتكاب المنهي عنه علامة
التكذيب وعدم التصديق بطل طردهما
بغير الكفرة من الفساق قلنا لو سلم اجتماع
التصديق المعتبر في الايمان مع تلك الامور
التي هي كفر وفاقاً فيجوز ان يجعل الشارع
بعض محظورات الشرع علامة التكذيب
فيحكم بكفر من ارتكبه بوجود التكذيب فيه
وانتفاء التصديق عنه كالاستخفاف
بالشرع وشد الزنار وبعضها لا كالزنا
وشرب الخمر ويتفاوت ذلك الى متفق
عليه ومختلف فيه منصوص عليه ومستنبط
من الدليل وتفاصيله في كتب الفروع
وهٰهنا بحث اشكال آخر وهو ان صاحب
المواقف في الاصل اما ان يجعل من المكذبين
فيلزمهم تكفير كثير من الفرق الاسلامية كاهل
البدع والاهواء بل المخطئين من اهل
الحق وان لا يجعل يلزمهم عدم تكفير
المنكرين لحشر الاجساد وحدوث العالم
وعلم الباري بالجزئيات فان تاويلهم

مصدق ہیں شامل نہیں ہوتیں ہیں - اور
اگر حکم کے خلاف اور گناہ کے ارتکاب کو علامت
تکذیب ٹھہرایا جاوے تو دونو تعریفین
افراد غیر کو مانع نہیں ہوتیں - جیسے
مومن فاسق جو حکم کا خلاف اور گناہ
کا ارتکاب کرتے ہیں تعریف کفر میں
داخل ہوتی ہیں تو اسکے جواب میں ہم کہتے ہیں
کہ اگر ہم مان لیں کہ جو امور کفر ہیں بالاتفاق
منافی ایمان ہیں انکے ساتھ تصدیق کا
پایا جانا ممکن ہے تو پھر بھی جایز ہے
کہ شارع بعض ممنوعات کو علامت تکذیب
ٹھہرا دے جنکے مرتکب پر حکم کفر لگایا جاوے
اور اسمین تکذیب کا پایا جانا اور تصدیق کا نہ پایا جانا
تجویز کیا جاوے - ان ممنوعات کی مثال
شرع کی اہانت کرنا ہے اور زنار پہن لینا
اور بعض ممنوعات کو جیسے زنا کرنا اور شراب
پینا شارع علامت تکذیب نہ ٹھہرا دے -
یہ قسم متفاوت ہے بعض ممنوعات میں
فروع متفق علیہ ہیں بعضے اختلافی بعضے
نصی ہیں بعض استنباطی جنکی تفصیل کتب
فروعات میں ہے اس جگہ سے ایک اور شبہ

ف [illegible]

ضمیمہ اشاعۃ السنہ

نمبر ۸ جلد ۱۳

متضمن ضروریات متفرقہ

مضامین مندرجہ ذیل مدت سے متقاضی اندراج تھے مگر تنگی عرصہ قرطاس و طوالت مضامین معمولی اس سے مانع رہے — اب ضرورۃً معمولی مضمون کو ناتمام چھوڑکر بجای اسکے ان مضامین کو درج کیا جاتا ہے —

عذر و تسکین

تحریر مضامین اشاعۃ السنہ میں دلایل
و نقول کے سبب تطویل ہو جاتی ہے اور یہہ
طرز ان لوگوں کو جو بحکم کل جدید لذیذ ہمیشہ
نئے مضامین کے طالب رہتے ہیں اور بروش
زمانہ حال مجرد اظہار خیال بلا استدلال کو
پسند کرتے ہیں غالباً ناپسند ہوگی اور اسی
بنا پر جو تطویل مضمون حال (تفرقہ بین الاسلام
والزندقہ) میں ہو رہی ہے انپر بہت شاق
گذرتی ہوگی مگر ہم معذور ہیں ہمکو انگریزی
طور پر صرف اظہار اپنے خیال کا منظور نہیں ہے
بلکہ اس خیال کا خدا اور رسول و سلف امت کے
اقوال سے مستند کرنا اور متبعان دین
کے خیال میں اسکی صداقت جمانا مدنظر ہے
جو بدون تطویل و تفصیل اقاویل ممکن نہیں ہے

اور علاوہ بران اسمیں یہہ بھی فایدہ ہے کہ
ایک بحث کے ضمن میں کئی مسایل مشکلہ اور دقایق
معضلہ دین پر لوگوں کو اطلاع ہوتی ہے اور اصول
و فروع دین میں انکی بصیرت و علمیت روز بروز
بڑھتی ہے پس ناظرین سے امید ہے کہ ان مباحث
کو غنیمت کبری سمجھکر بجای شکایت باطنی اظہار شکر
الہی کریں اور ہمکو انگریزی طرز اختیار کرنے سے
معذور سمجھکر معافی دیں ولا مشاحۃ فیما یشیعون مذاہب
اور مضمون (تفرقہ بین الاسلام والزندقہ) تو قریب
الاختتام ہے انشاء اللہ نمبر آیندہ میں ختم
ہوگا اسکے بعد اسی طرز سے مباحث سابقہ کو
پورا کیا جاویگا آیندہ جو خدا کی مشیت ہے
وہ سب پر غالب ہے — واللہ غالب علی امرہ۔

شکریہ و معذرت

خدا تعالے کا ہزار ہزار شکر ہے کہ اب اہل فضل

وکمال کو اشاعۃ السنۃ کی طرف توجہ ہوئی ہے
اور بارسال مضامین اسکی معاونت سوجھی ہے
چنانچہ ایک صاحب فضل نے ضلع انبالہ الہ آباد
سے ایک طولانی مضمون بجواب تہذیب الاخلاق کے
مضمون (الاسلام ہو الفطرۃ والفطرۃ ہی الاسلام)
کے ارسال فرمایا ہے اور ایک صاحب نے صوبہ بہار
سے سات مضمون مختصر بجواب تہذیب الاخلاق
وتفسیر نیچر ارسال فرمائے ہیں از انجملہ ایک
مضمون میں نیچر سید احمد خانی کا ابطال ہے - دوسرے
مضمون میں نیچری خانصاحب بہادر بالقابہ کی
انکار نسخ قرآنی کا جواب ہے - تیسرے میں انکار
جواز استرقاق کا جواب ہے - چوتھے میں انکے اس
افترا کا جواب ہے کہ آنحضرت نے بسم اللہ کتاب زردشت
سے لیکر قرآن میں درج کیا ہے - پانچویں میں
انکے اس افترا کا جواب ہے کہ حضرت عیسی علیہ السلام
یوسف نجار کا بیٹا ہے - چھٹے میں انکے منخنقہ کو
حلال کہنے کا جواب ہے - ساتویں میں انکے انکار
معجزہ کا جواب ہے - اور ایک فاضل محقق نے
دہلی سے ارسال مضامین کا وعدہ کیا ہے -
مگر افسوس صد افسوس ہمارے پرچہ میں ان مضامین
کے اندراج کی جگہ نہیں ہے مضمون فاضل الہ آبادی

تین مہینے سے ہمارے پاس پڑا ہے جسکے اندراج کا
ابتک موقع نہیں ملا لہذا ان حضرات کی خدمات
میں ہم بڑے شکر گذاری کے بعد معذرت کرتے ہیں
کہ اس دفعہ ان مضامین کو درج نکرنے میں ہمکو معذور
سمجھیں آیندہ ان مضامین کو شیئاً فشیئاً ہم درج
کرینگے - اور جناب باری میں بصد عجز و نیاز یہہ
دعا کرتے ہیں کہ وہ ہمارے خریداران پرچہ کو ادای
قیمت پرچہ کی توفیق عطا کرے سبھی خریدار پوری
قیمت ادا کردیا کریں تو رسالہ معمولی مقدار دو جزو
سے زیادہ اجزا میں نکل سکے - یا وہ خداوند اپنی قدرت
و کرامت بطور خرق عادت (علی رغم انف المنکرین) ان
دو جزو رسالہ کو ایسی وسعت و برکت دے کہ بہت
سے مضامین ان میں آجایا کریں -
خریداران کو اختیار ہے اپنے لئے ادای قیمت کی
توفیق چاہیں یا ان انہی دو جزو کے بطور خرق
عادت بڑہ جانے کے منتظر و امیدوار رہیں -

مذہبی اشاعت

ذاتی کام (جو کسی خاص شخص سے متعلق ہو)
گو ایک شخص اپنی ہی ذات سے کرسکتا ہے
مگر جمہوری کام کا اتمام بدون جمہوری اجتماع

و معاونت کو ممکن نہین ہے مثلاً ایک شخص
اپنی قوت سے عابد یا زاہد بننا چاہے تو
کسی مسجد کے حجرہ مین وہ معتکف ہو کر عابد
یا زاہد بن سکتا ہے مگر کسی قوم کا ہادی یا مربی
بننا چاہے تو اس امر کے لیے صرف تنہا اُسکی ذات کافی نہین
ہے بلکہ اور انصار و اعوان کا محتاج ہوتا ہے
یہہ بادی النظر کا فتوی ہے اور اگر نظر غایر سے
دیکھا جاتا ہے تو جن کامون کو ذاتی خیال کیا گیا
ہے انکا اتمام و حسن انجام بھی بدون جمہوری
معاونت کے ممکن نہین ہے —
اسی عابد یا زاہد کو مسجد کے حجرہ مین دوسرا
شخص کھانا نہ پہنچاوے تو چند روز مین اسکو
اعتکاف توڑنا پڑے اسکی عبادت کے لئے گھڑا
بوریا کوزہ کوئی بہم نہ پہنچائے تو عبادت کا
قافیہ تنگ ہو جاوے — سر اسکا یہہ ہے کہ انسان
مدنی الطبع ہے اسلیے یہہ اپنی ہر کمال مین (ذاتی
ہو خواہ جمہوری) جمہوری معاونت کا جو تمدن
کے لوازم سے محتاج ہے —
اور منجملہ جمہوری کامون کے اشاعت مذہبی بھی جو بدولت
جمہوری معاونت وجود مین آنے نا ممکن ہے
یہی وجہ ہے کہ ہر مذہب کو جب تک جمہوری معاونت

پہونچتی ہے اسکی ترقی ہوتی گئی اور جب
وہ معاونت منقطع ہوئی تو اس مین سستی واقع ہوئی
مذہب اسلام ہی کو دیکھو جب تک اسکو انصار
و جمہوری مددگار سلاطین والا تبار و علماء
خیار ہون بدل ترقی پذیر رہے — اور جب سے
اس سلسلہ کا انقطاع ہوا رونق مذہب اسلام
مین تنزل شروع ہو گیا — اسوقت کہ عیسائی
مذہب کے لوگون کو مذہب کی اشاعت کیطرف
توجہ ہے اور اسپر انکا جمہوری اتفاق و اہتمام
موجود ہے — امریکہ و افریقہ انگلنڈ وغیرہ بلاد
جابجا مذہب کی اشاعت کے لئے انکی کمیٹیان
و سوسائٹیان قائم ہین اور ادنی سے اعلی تک
ان کمیٹیون مین چندہ دیتے ہین جس سے لاکھون
روپیہ سال مین جمع ہوتا ہے اور اسکے ذریعے سے
دیہات اور پہاڑون اور جنگلون مین انکی
منادی و واعظین پہونچتے ہین اور جابجا انکے
مدرسہ قائم ہین اور اکثر شہرون مین انکے
مطبع جاری ہین جنمین انکی مذہبی کتابین تصنیف
اور ترجمہ ہو کر چھپتی ہین اور گلی کوچون مین
مفت بٹتی ہین اور انکے مذہبی اخبار شائع
ہین جنمین انکے خیالات عام لوگون مین

پھیلتے ہین تو اس صورت سے یوماً فیوماً کچھہ نہ کچھہ
انکے مذہب کو ترقی ہے ۔

مگر کمال افسوس کا مقام ہے کہ اہل اسلام سے اب
یہہ خیال بالکل اٹھہ گیا ہے ۔ اور اونہون نے اس
جمہوری اتفاق وتعاون کو کافرون کا شعار
سمجھکر اسکو ان ہی مخالفین مذہب کے سپرد کر دیا ہے
دنیا دار علیہ مذہبی اشاعت کا چارج بھی ان ہی کو
دیدیا ہے ۔ اور خود دین سے فارغ ہوکر اپنا
اپنا دل پسند کام اختیار کیا ہے ۔

امرا کا کام رات دن کا عیش وآرام ہے اور
علماء کو مسجدون کی حلوے مانڈے سے کام ہے
رہی فقرا و کافہ انام سو انکا کیا ذکر و نام ہے پس
اب اشاعت اسلام کا کام تمام ہے ۔

اگر مسلمانان ہند وغیرہ بلاد فی کس سالانہ روپیہ یا ایک پیسہ
ماہوار اشاعت مذہبی کے لئے بطور چندہ جمع کرین
تو کروڑون روپیہ جمع ہوجاوے اور نہین تو
اگر عام مسلمانان پنجاب دہلی سے پشاور تک فی
کس ایک پیسہ سالانہ ایک پیسہ گرہ سے نکالین تو بھی لاکھون
روپیہ ہوجاوے ۔ اور نہین تو اگر خاص فرقہ
موحدین متبعین سنت سید المرسلین ہی یہہ امر
اختیار کرین تو بھی ہزارون روپیہ سے تو کم نہو

پھر دیکھین جو کام پادری سو روپیہ مین نکالتے
یہان وہ دس مین کس خوبصورتی سے ہوتا ہے؟
اور تہوڑے دنون مین اسلام کیا رونق پکڑتا ہے؟

پس اہل اسلام کو لازم ہے کہ ہماری اس بات کو
خیال مین لاوین اور اسلام کی رونق قدیم کو تازہ
کر دکہاوین ۔ ہمین اپنے اسلاف امراء مومنین وسلاطین
مسلمین کا اقتدا کرین ۔ یا اپنے مخالفین مذہب
دشمنکو ناری بتاتے ہین اور ترحیمون التسالا پرجون کا
مصداق ٹہراتے ہین انہی کی سرگرمی وجوش مذہبی
پر رشک کہاوین اور شرم کو کام مین لاوین ۔

پس ہر شہر و قریہ مین اشاعت مذہب کے لئے
جماعتین یعنے کمیٹیان قایم کرین اور انکی اعانت
سے چندہ کی فراہمی مین کوشش کرین پھر بعد
فراہمی چندہ جابجا مدرسہ قایم کرین ۔ اور علما کو
تصانیف وترجمہ و وعظ کے لئے مقرر کرین اور
مذہبی اخبار ورسائل جاری کرین اور جن سے
خود اس امر کا سرانجام نہو سکے وہ دوسرونکی پیروی
ومعاونت کرین اور جو تہوڑی یا بہت اسوقت کہین
کہین کوشش ہو رہی ہے اسمین شریک ہوجاوین
اسکی تہوڑی بہت کوشش کی ایک مثال
اخبار منشور محمدی ہے جو مدت سے

یا دریون کے مقابلہ مین جاری ہے مگر عام
عام مسلمانون سے اسکی پوری معاونت
نہین ہوتی صرف بعض عالی ہمتون کی اعانت
سے وہ جاری ہے - ایسا ہی اخبار مہر
درخشان و نصرت الاسلام
اسکی **مثالین** ہوسکتی ہین - اور ایک **مثال**
اسکی **مدرسۃ القرآن** دہلی ہے جو جناب
بقیۃ السلف وحجۃ الخلف شیخنا و مولانا سید
محمد نذیر حسین صاحب محدث دہلوی اور انکے
احباب و اصحاب کی توجہ سے جاری ہے
جسکا ذکر ہمنے نمبر چہارم جلد ۳ کی اخیر مین کیا ہے
اور ایک **مثال** اسکی **براہین احمدیہ** ہے
جسکا اشتہار ہمنے ضمیمہ نمبر ۲ جلد ۳ مین شائع
کیا تہا پہر نمبر ششم مین دوبارہ اسکی معاونت
کا شوق دلایا - اور ایک **مثال** اسکی
مدرسۃ العلوم مقام آرہ ضلع شاہ آباد
ہے - یہہ دونون **مثالین** آخر الذکر
ترقی اسلام کے لئے عمدہ ذریعے ہین اسلئے
انکا ذکر کسیقدر تفصیل سے اس مقام مین
مناسب ہے بلکہ جو کچہہ کہ اوپر ذکر کیا گیا ہے
وہ سب ان ہی **دو مثالون** کی ذکر خیر

کی تمہید مین کیا گیا ہے **مثال اول** (براہین احمدیہ)
کی پوری تفصیل تو اس کتاب کی دیباچہ مین ہے - اور اسکا
خلاصہ اشتہار رسالہ سابق الذکر مین شائع ہوا -
اسکا خلاصہ اس مقام مین ذکر کیا جاتا ہے کہ یہہ کتاب
کل فرقہ ہای مخالفین اسلام کے مقابلہ مین تصنیف ہوئی
ہے جنمین یہود و نصاری و براہمہ اور برہم سماج وغیرہ
منکرین دین محمدی سے مقابلہ مین عمدگی کیساتہہ بحث
کی ہے اور ایسی پر زور دلایل سے انکا مقابلہ کیا ہے
کہ ان دلایل کے توڑ دینے پر اسکے مصنف لائق و محبی
میرزا غلام احمد رئیس قادیان نے دس ہزار روپیہ انعام دینے
کا وعدہ دیا ہے - عام لوگون کو ان دلائل کا
زور اسی وعدہ مصنف سے معلوم ہوسکتا ہے اور
خواص کو جو مثل مشک آنست کہ خود ببوید نہ کہ عطار بگوید
کے گرویدہ ہین اصل کتاب کو دیکہنے سے معلوم ہوسکتا ہے
یہہ کتاب پچیس حصہ مین ہے جسکا ہر ایک حصہ (۵)
جزو مین ہے - ازانجملہ دو حصے طبع ہوچکے ہین اور باقی
حصص زیر طبع ہین مگر اہل اسلام کی عدم توجہی سے
ابتک کافی روپیہ بہم نہین پہنچا اور نہ زر ثمن کتاب
جو سابقاً فی نسخہ پانچ روپیہ قرار پایا اور اسکا
پیشگی ارسال فرمانا خریدارون سے چاہا گیا تہا
اکثر خریدارون نے نہین بہیجا - اسوجہ سے مرزا صاحب

ان ہی دو حصون کے طبع سے چھہ سو روپیہ کے
زیر بار ہو گئے ہین و نیز بنا بر علیہ باقی حصون کے
چھپانے سے متوقف ہو بیٹھے ہین۔ لہذا مین
بغرض اصل حال ولی جوش کے ساتھہ اہل اسلام
کو رغبت دلاتا ہون کہ بارسال زر قیمت اس
کتاب کو چھپوائین اور باختیار تساہل اس عمدہ
ذریعہ ترقی اسلام کے سلسلہ کو توڑ نہ دین۔
مگر یہہ امر ملحوظ خاطر رکہین کہ اب حجم کتاب
بہ نسبت سابق بہت بڑھ گیا ہے
اور اسکا انطباع بہی ایسے مطبع (سفیر ہند امرتسر)
مین ہوتا ہے جسکا اور مطابع کی نسبت ڈبل
خرچ ہے اسلئے قیمت کتاب اب بجای پانچروپیہ
فی نسخہ دس روپیہ قرار پائی ہے پس جن صاحبون
نے پہلے نرخ سے قیمت پیشگی ارسال فرمای ہوئی
ہے انکو تو بنظر عقد سابق اسی نرخ سے کتاب لینے
کا استحقاق ہے۔ لیکن بنظر اعانت و رعایت
حرج مرزا صاحب بہی بجای پانچروپیہ کے دس روپیہ
دین تو انکی عالی ہمتی ہے) اور جو صاحب آئندہ
خرید اسکی اٹہاوینگے فی نسخہ دس روپیہ سے کم
نہ لئے جاوینگے۔ جنکو اسباب مین خط و کتابت
یا ارسال زر منظور ہو وہ براہ راست مرزا صاحب
کو بہ نشان بمقام قادیان ضلع گورداسپور مخاطب
کرین۔ اسمین مجہے واسطہ نہ بناوین کہ اس توسط
میں بہی حرج ہے اور انکی کام مین بہی توقف
ہوتا ہے۔

دوسری مثال (مدرسۃ العلوم آرہ) کو
اصول و اغراض کے بیان مین اسکے بانی (داعی
وجہی مولوی محمد ابراہیم صاحب) نے ایک اشتہار
جاری کیا ہے اس مقام مین اسکا خلاصہ نقل کرنا کافی
ہے اور بعض احباب (جو مذہبی جوش مین سرگرم
ہین) کی خدمات مین اصل اشتہار بہی بہیجا
جائیگا۔ آپ فرماتے ہین ہمنے اپنی قوم بہایون
کے ہدایت کے لئے یہہ تجویز کی ہے کہ مدرسہ مین
واسطے درس تفسیر و حدیث و ترجمہ قرآن و اصول
حدیث و فقہ و فرائض معانی و صرف و نحو و غیرہ
آلات علوم دینیہ کی اور واعظین کو گانون اور
شہرون مین واسطے وعظ و نصیحت کرنے کی
اور مولفین رسالجات مخالفین کے رد لکہنے
کے لئے اور مترجمین کتب عربیہ مفیدہ اسلام کا
ترجمہ کرنے کے لئے مقرر ہون اور یہہ کتابین
چہپین۔ × × × بہایون کو لازم ہے کہ اس
انتظام اہتمام کی بزرگی اور اسکا خرچ خیال کر

لاوین اور غور و تامل کرین کہ ہر گاہ جمیع طرق ہدایت عام و خاص اس انتظام مین احاطہ ہو لی تو انشا اللہ ہدایت عام کس ہوم دہم سے رونق پذیر ہوگی ×× مومنو اس گوہر گران مایہ کو جلد خرید و کچھہ نہ کچھہ ماہوار مقرر کرو – ×× اگر ہر شخص اپنی آمدنی سے چوسٹھوان حصہ یعنے فی روپیہ ایک پا ماہانہ بھی نکالین تو بھی کم نہین اور اہل ہمت تو بہت کچھہ کر دکھاتے ہین –"

پس مین اس مدرسہ کیلئے بھی اخوان مسلمین کو عموماً اور فرقہ موحدین کو خصوصاً بڑی گرمجوشی سے رغبت دلاتا ہون کہ اس مدرسہ کی اعانت کو بھی اپنا فرض مذہبی سمجھین اور ہر شہر و قریہ مین اسکے لئے چندہ جمع کرکے بانی مدرسہ کے پاس براہ راست بنشان آرہ ضلع شاہ آباد محلہ چوک مسجد بھیجتے رہین –

اور ایک مثال اس اشاعت دینکی نظیر مسلمانون مین نہ زمانہ سابق مین گذری ہو – نہ زمانہ حال مین نظر آتی ہے) وہ بھی جو ابھی وجود مین نہین آئی صرف میرے اور میرے چند احباب کے خیال مین ہے وہ یہہ کہ مشن عیسائیون سے بڑھکر ایک اعلے کمیٹی یعنے بڑی انجمن اسلامی مقرر کیجاوے جسکے ماتحت بہت سی سب کمیٹیان یعنے چھوٹی انجمنین اکثر اضلاع پنجاب و ہندوستان مین مقرر ہون اور اسمین عام مسلمانان یا خاص موحدین سے کس و ناکس سے حیثیت چندہ لیا جاوے – و بنا بر علیہ جا بجا مدارس قائم ہون – اور رسائل تصنیف ہون اور اخبار جاری ہون اور واعظین و منادی کرنے والے مقرر ہون – اور لاوارث لڑکے و مساکین مسلمین تربیت پاوین – اس تجویز نے ظہور پایا تو سب کوئی دیکھیگا اسلام کیسی رونق پکڑتا ہے –

اس تجویز کی بنا اسی مہینے مین رکھی جاویگی اور اسکی کیفیت نمبر آئندہ کے ساتھہ شائع ہوگی – اب مین اس مضمون کو دعا پر ختم کرتا ہون اور مسلمان بھائیون کیلئے خدا سے توفیق چاہتا ہون –

اللہ تعالے مومنون کی پست ہمتی کو دور کرے اور انکو اپنے دین کی نصرت و اشاعت

[illegible]

ریویو

جناب مولوی سید الفت حسین صاحب مدرس

نارمل سکول دہلی کے رسایل رد نیچریہ پر —

اس عالی ہمت و صاحب جرأت منصف مزاج
نصفت امتزاج کی متعدد رسایل کشف راز —
تادیب مدعیان تہذیب — تہذیب نیچر وغیرہ
کو مین نے دیکہا اور انسے نفع اٹہایا —
مؤلف عالی ہمت نے جواب حضرات نیچریہ
مین اس طرز ظریف وسخن ظریف کو اختیار
کیا ہے جو آجکل لوگون کو پسند ہے —
جواب ترکی بترکی وجہ ذلک مختصر مصداق
خیر الکلام ما قل و دل مین انکی جوابات کو پسند
کرتا ہون اور مؤلف علام کا دل سے شکر و ستایش
بجالاتا ہون —

ایک بڑی عالی ہمتی و نیک نیتی مؤلف کی اس
تالیف مین یہہ ہے کہ ان رسایل کے اجرا سے
کوئی ذاتی منفعت آپکو مدنظر نہین ہے —
غالبا جس لاگت مین وہ رسایل تیار ہوتی ہین
اسی قدر قیمت کے عوض مین فروخت کیجاتی ہین
مگر افسوس کہ ہماری قوم انکو رسایل کی قیمت ادا کرنے

مین بہی اُن ہی اصول پست ہمتی و نادہندگی پر عمل کرتے ہین بہت
لوگو کیطرف سے قیمت رسایل جناب مؤلف کو نہین پہنچی —
گو یا یہہ نادہندگی و پست ہمتی ہماری قوم کا شیوہ
ہو گیا ہے جو کہین اور کسی معاملہ دینی مین الیسی نہین دیکہا
اگر لوگ ہمت و حوصلہ کو بڑہاوین اور کم سے کم سو خریدار
ماہواری رسالہ کے میسر ہو جاوین تو جناب ممدوح رد
نیچریہ مین ماہواری رسالہ جاری کردین اور قیمت بہی
نہایت مختصر لین جو فی خریدار سے زیادہ نہو — بس
مین ہے مسلمان بہائیونکو اس امر کی رغبت دلاتا
ہون اور خدا سے چاہتا ہون کہ جیسے اشاعۃ السنہ اور
اخبار تیرہوین صدی تہذیب الاخلاق کے جواب مین
جاری ہین ویسی ہی یہہ رسالہ بہی بالاستقلال جاری ہو
اور اگر لوگون سے یہہ جرأت نہوسکے تو اسی سے دریغ نکرین
کہ جب کبہی حسب اتفاق کوئی رسالہ جناب ممدوح چہپواکر
کسی کے پاس بہیجین تو اسکی قیمت بلا طلب تقاضا بہیجدیا کرین
جنکو رسایل مذکورہ بالا مطلوب ہون وہ دہلی
مطبع یوسفی کے پتہ سے جناب ممدوح سے طلب کرلین
اور بعض احباب کو بعض رسایل اس پرچہ کے ساتھ بہیجی
جاوینگی وہ ان رسایل کی قیمت اسی حساب سے میرے
پاس بہیجدین — تین اسباب مین اور بہی کچہہ
لکہتا او نیز آپکو ان رسایل پر جو شیعہ دشمنی کے

بادین وہ اس کتاب کی جناب ممدوح سے درخواست کرین اور انکے حق مین ترقی دارین کی دعا کرین — اللہم ایدہ بروح القدس

اشاعۃ السنۃ النبویۃ

علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والتحیۃ

نمبر نہم و دہم بابت رمضان و شوال ۹۷ھ مطابق ستمبر و اکتوبر ۱۸۸۰ء جلد ۳

شرح قیمت رسالہ

درجات و مراتب قیمت	تفصیل خریداران بشرح مراتب	رقم سالانہ
(۱) اخص قیمت	اسلامی ریاستوں کے نواب اور رئیس۔	کم از کم للعہ
(۲) خاص قیمت	گورنمنٹ انگریزی معزز عہدہ داران و عامہ اغنیا و لائبریری و سوسائٹیاں	کم سے کم عہ
(۳) عام قیمت	متوسط الحال و سعت۔	[illegible]
(۴) رعایتی قیمت	کم وسعت لوگ جنکی آمدنی دس روپیہ ماہوار سے زیادہ نہین۔	[illegible]
(۵) للّٰہی قیمت	سو جو دس روپیہ ماہوار کی آمدنی نہین رکھتے مگر علمی شوق کتب رکھتے ہین اور اس رسالہ کی اشاعت کرتے ہین	ثواب آخرت

ضروری اشتہار و مفید اعلانات

۱ ـ اشاعۃ السنہ سنین گذشتہ و ضمیمہ جات اخبار (جنمین تقلید و عمل بالحدیث کی بحث ہی) کے پورے اور با ترتیب پرچے اب ہمارے پاس بجز ایک ایک فائل کے باقی نہین رہے جسقدر تھے سب فروخت ہو گئے۔ اس فائل باقیماندہ مین اگست سنہ ۱۸۷۸ء سے دسمبر سنہ ۱۸۷۹ء تک کے پورے اور با ترتیب پرچے موجود ہین جو فی ماہ ایک روپیہ کے حساب سے مل سکتے ہین۔

مطبوعہ [illegible]

اسکے سوا پرچہ ہائے سنہ ۱۸۷۹ء تو تحفۃ ہو گئے ہین اور پرچہ ہائے سنہ ۱۸۷۸ء کے دو فایل پورے ہین جو اُسی حساب سے مل سکتے ہین باقی سب غیر مکمل ہین - ضمیمجات سنہ ۱۸۷۸ء نمبر ہفتم سے پانزدہم تک ہین - اشاعۃ السنہ جلد اول نمبر چہارم سے دہم تک اشاعۃ السنہ جلد ۲ بجز نمبر ۳ اور سب ہین -

یہہ سب پرچے ناکمل ہونیکے سبب عام لوگون کو بحساب فی ماہ ۳ جسمین محصول ڈاک بہی شامل ہے مل سکتے ہین اور مساکین کو مفت بلا قیمت صرف محصول ڈاک جو سال بھر کے پرچون کیلیے ۳ سے زیادہ نہ ہوگا بہیجنے پر مل سکتے ہین -

یہہ بہی پرچے فروخت یا فی سبیل اللہ تقسیم ہوجاوین تو دوبارہ بہی بہ ترتیب مرغوب و طرز محبوب چہپوائے جائینگے پس اہل ہمت اُن کامل فایلون کو غنیمت سمجہکر خرید فرماوین اور باقیماندہ پرچون کو باقی شایق حسب توفیق وحیثیت خود طلب فرماکر تمام کراوین پہر دیکہین کل پرچہا سنین ماضیہ کس خوبصورتی سے چہپوائے جاتے ہین -

۳ قیمت اشاعۃ السنۃ کی نسبت جو صاحب آجتک اغماض کئے جاتے ہین اور باوجود تکرر شکر یاددہانی و اشارات کے متنبہ نہین ہوتے خواب غفلت سے بیدار ہو جائین اور اس امر کے منتظر نہین کہ ہم انکو نام بنام آوازین دیکر جگائین زیادہ افسوس اُن لوگون پر ہے جو جواب خطوط میں قلم نہین اُٹہاتے اور ہم جیتے ہمارے اوقات و زر محصول خطوط کاخون کرتے ہین اگر وہ حضرات قیمت ارسال نہی لکہدین کہ ہم کچہہ نہ دینگے تو بہی ہم اُنکے شکرگزار ہون سب سے زیادہ افسوس حضرات علماء پر ہے جو ثواب اشاعت و اعانت حق و ایفاء وعدہ وحقوق عباد کے مسایل سے واقف ہین پہر انکو نہ وعدہ کا لحاظ ہے نہ ادائے حق کا خیال ہے - ایساہی اُن رؤسا و اُمراء پر جنمین ایسے ایسے نواب و تعلقہ دار و مالگذار ہین جو اکیلے جیب خاص سے کل مصارف اشاعۃ السنۃ کے متحمل ہو سکتے ہین ایسے لوگ جو دو روپیہ ایکروپیہ یا آٹہہ آنہ ماہوار مدد دینی طلب نہ بہیجین اور مطالبہ پر بہی دو دو تین تین خطوط تک کا جواب تک نہ دین تو

پہر دنیا مین ہم افسوس کس پر کرین - میرے ان اشارات کو انہون نے نہ سمجہا تو ناچار کسی نہ
کسی صاحب کا بطور مثال نام لینا پڑیگا ؎

۳ - مصباح الادلۃ جواب ادلہ کاملہ کے جسقدر نسخے دہلی و ڈیرہ دان مین تہے وہ سب فروخت ہو گئے ہین اب جسقدر نسخے باقی ہین وہ سب لاہور مین ہمارے پاس ہین جو ہمنے مالک کتاب سے قیمتہً خرید لئے ہین سو بہی دن بدن فروخت ہوتے جاتے ہین تہوڑے سے نسخے باقی رکہے ہین پس جنکو خریداری اس کتاب کی منظور ہو وہ تاخیر و توقف نہ کرین جلد زر قیمت ارسال فرماکر ہم سے کتاب طلب فرماوین عام قیمت ۱۰ محصول اسیلئے ہمنے مسکینون کیلئے ۶ مقرر کی تہی مگر جبکہ دیکہا کہ غنی لوگ بہی مسکین بنکر چہہ آنہ کو ہی ملگئے ہین اسلئے قیمت کو عام کر دیا تاہم رعایت کمین ہاتہ سے نہ جاویگی مگر وہ رعایت حسب موقع و مشاہدہ عمل مین آویگی -

۴ براہین احمدیہ کی معاونت کی نسبت ہم نمبر سابق مین بہت کچہہ ترغیب دے چکے ہین جس سے مسلمانان حامیان اسلام متاثر ہونگی امید قوی ہے - اب ہم اس کتاب کے مؤلف مرزا غلام احمد صاحب کو ایک تدبیر فراہمی چندہ یا قیمت کتاب پر آگاہ کرتے ہین وہ یہہ کہ مرزا صاحب اس باب مین اُن اعیان و روسا اسلام کیطرف سے مراجعت کرین جنمین اکثر ایسے اہل وسعت ہین کہ اگر انمین سے کوئی صاحب توجہہ کرین تو صرف اپنی ہمت سے بلا شرکت غیر کتاب کو چہپوا سکتے ہین آگے اس تدبیر کا کارگر ہونا خدا کے اختیار ہے جسکی عظمت شان ہے اللّٰہم لا مانع لما اعطیت ولا معطی لما منعت حکایت ہے - ان حضرات کے نام نامی یہہ ہین -

(۱) نواب والا جاہ امیر الملک مولوی سید محمد صدیق حسن خان صاحب بہادر امیر ریاست بہوپال

(۲) نواب محمود علیخان صاحب بہادر رئیس چہتاری ضلع بلند شہر -

(۳) نواب محمد ابراہیم علیخان صاحب رئیس مالیر کوٹلہ -

(۴) نواب محمد داود خان صاحب رئیس کرنول ضلع مدراس -

(۵) جناب خلیفہ محمد حسن صاحب وزیر ریاست پٹیالہ دام اقبالہم -

(۶) آغا کلب عابد بیگ صاحب اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر بہادر ضلع امرتسر۔

(۷) سید ہدایت علی صاحب اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر بہادر ضلع گورداسپورہ

(۸) جناب جامع معقول و منقول ماہر فروع و اصول معدن فیض عام ۔ ناصر اسلام بہ رد تصنیف کلام حضرت مولوی حاجی سید امداد العلی صاحب ڈپٹی کلکٹر مراد آباد۔

(۹) خانصاحب محمد امام خان صاحب مالگذار کانواڑہ ضلع سیونی ۔

(۱۰) خانصاحب محمد امام خان صاحب مالگذار آرپی ضلع سیونی ۔

☜ قیمت براہین احمدیہ جو بنرخ جدید فی نسخہ دس عـ روپیہ مقرر ہوئی ہے وہ صرف اہل اسلام کے لئے ہے جنکی جانب سے علاوہ از قیمت کتاب اور نوع سے بھی مدد پہنچنے کی توقع ہے ان کے سواء اور مذہب (عیسائی آریہ وغیرہ) والوں سے اسکی قیمت پچیس عـ روپیہ لیجاویگی اور ایک روپیہ عـ توانہ محصولڈاک علاوہ بران ۔

اطلاع

لاہور میں کاتب لیتھو کے میسر نہ آنیکے سبب رسالہ مدت سے خراب ہو رہا تھا اب کی دفعہ اسکا چھپوانا امرتسر میں تجویز ہوا ہے وہاں اچھا چھپا تو ہمیشہ وہیں سے چھپوایا جاویگا مگر لین دین و خط و کتابت متعلق رسالہ مہتمم رسالہ سے حسب عنوان و نشان قدیم ہونا چاہئے مطبع امرتسر کو بجز طبع رسالہ اور کچھ تعلق و اختیار نہیں ہے ۔

راقم

ابو سعید محمد حسین مہتمم اشاعۃ السنہ

از لاہور محلہ سید مٹھہ ۔

فان تاویلاتهم لیست بابعد من
تاویلات اهل الحق للنصوص
الظاهرة فی خلاف مذهبهم
ذلك لان من النصوص ما علم
قطعًا من الدین انه علی ظاهره
فتاویله تکذیب معنًی بخلاف البعض

مندفع ہوا جسکی تقریر یہہ ہے کہ جو شخص اصول و اعتقادیات
مین تاویل کرتا ہے اگر اسکو مکذب شریعت ٹھہرایا
جاوے تو بہت سے فرقون اہل اسلام (جیسے اہلبدعت
بلکہ باہمی مختلف اہلحق) کی تکفیر لازم آتی ہے اگر اسکو
مکذب شریعت نہ ٹھہرایا جاوے تو منکرین حشر اجسام و حدوث
عالم و علم خداوندی متعلق جزئیات کی تکفیر بھی ثابت
نہین ہوتی اسلئے کہ ان لوگون کی تاویلین بہ نسبت تاویلات اہلحق جو وہ اپنے مذہب کی مخالف نصون
مین کرتے ہین بعید نہین —

اس شبہہ کے دفع ہونیکی وجہ یہہ ہے کہ بعض نصوص (آیات قطعی الدلالۃ) وہ ہین جو ایسے ہین
جنکے ظاہری معنے کا مراد ہونا یقینًا معلوم ہو چکا ہے (جیسے آیات حشر و نشر و حدوث عالم جنمین منکرین
تاویلین کرتے ہین) پھر انکی تاویل یقینًا رسولؐ کی تکذیب ہے اور بعض نصوص (آیات ظاہرۃ الدلالۃ)
ان نصوص قسم اول کی مخالف ہین یعنی انکے ظاہری معنی کا مراد ہونا یقینًا ثابت نہین ہے جیسے آیۃ
دیدار الٰہی یا خلق افعال جنمین معتزلہ وغیرہ تاویل کرتے ہین انمین تاویل یقینًا آنحضرت کی تکذیب نہین ہے

فان الکافر اسم لمن لا ایمان
له فان اظهر الایمان خص باسم
المنافق وان طرء کفره بعد الاسلام
خص باسم المرتد لرجوعه عن الاسلام
وان قال بالٰهین او اکثر خص باسم
المشرک لاثباته الشرک فی الالٰهیة و
ان کان متدینا ببعض الادیان
والکتب المنسوخة خص باسم الکتابی

یہہ ظاہر ہو چکا کہ کافر وہ ہے جسکا ایمان نہ ہو پھر اگر وہ
بظاہر اسلام کا دعوی کرتا ہے تو وہ منافق ہے اور اگر اسلام
کے بعد اسپر کفر طاری ہو گیا ہے تو وہ مرتد کے نام سے مخصوص
ہے اور اگر وہ دو معبودون کا قائل ہے تو وہ مشرک کہلاتا ہے
اور اگر وہ سوا دین اسلام اور دین سماوی یا کتاب منسوخ
کا قائل ہے تو اسکو کتابی کافر کہا جاتا ہے جیسے یہود
و نصاری ہین - اور اگر وہ زمانہ کو قدیم سمجھکر حوادث
عالم کو زمانہ کیطرف منسوب کرتا ہے (یعنی جو ہوتا ہے

کالیهودی والنصرانی وان کان یقول بقدم الدهر واسناد الحوادث الیه اختص باسم الدهری وان کان لا یثبت الباری تعالیٰ خص باسم المعطل وان کان مع اعترافه بنبوة النبی صلعم واظهاره شعایر الاسلام یبطن عقاید هی کفر بالاتفاق خص باسم الزندیق۔ وهو فی الاصل منسوب الی الزند اسم کتاب اظهره مزدک فی ایام قباد وزعم انه تاویل کتاب المجوس الذی جاء به زرادشت الذی یزعمون انه نبیهم

سو زمانہ کرتا ہی) تو اُسکو دہریہ کہا جاتا ہی اور اگر وہ کسی خالق کا قایل نہین ہے تو وہ معطل کے نام سے مشہور ہی اور اگر وہ آنحضرت کی نبوت کا اقراری ہی اور شعایر اسلام نماز روزہ وغیرہ کو ظاہرا عمل مین لاتا ہے (جیسے آجکل کے بعض نیچری)† پر دل مین ایسے اعتقاد رکھتا ہے جو بالاتفاق کفر ہین (جیسے حضرات نیچریہ کے اعتقادات کہ دوزخ و بہشت جن و ملک بوجود خارجی موجود نہین‡ اور حشر و نشر و حساب و کتاب سے ظاہری معنے مراد نہین ہے اور قرآن یا ین الفاظ و نظم غیب الغیب سے بوسیلہ جبرئیل مین خارج از ذات نبوی آنحضرت پر نازل نہین ہوا بلکہ آنحضرت نے طبیعت سے بنا لیا†† اور بعض آیات کو اور مذہب والدّین کی کتاب سے لیلیا ہے‡‡ و امثال ذلک) تو ایسا شخص باسم زندیق مخصوص ہی جسکی دراصل نسبت زند کی طرف ہی اور زند ایک کتاب کا نام ہی جسکو مزدک نے زمانہ قباد مین ظاہر کیا اور یہ کہا کہ اس مین اس کتاب مجوسیون کا بیان ہے جو انکی زعم مین انکا نبی زردشت لایا ہی ۔

† بعض کے قید اس لئے لگائی ہے کہ اکثر نیچری تو اس مذہب مین داخل ہوتے ہی نماز روزہ وغیرہ احکام اسلام سے مستعفا داخل کرتے ہین جسکو اس مذہب کے بانی یا مجدد (آنریبل صاحب بہادر) بڑی خوشی سے قبول کرتے ہین اور اُن لوگون کو یہ الفاظ کہ جو کسی حکم مذہبی کو نہ مانے وہ بلا شبہ مسلمان ناجی ہے) آزادی دنیا کی کا سارٹیفکٹ دیتے ہین دیکھو پرچہ تہذیب ماہ ذی قعدہ ۱۲۹۶ھ ۔

‡ دیکھو اشاعة السنة نمبر ۹ جلد ۳ صفحہ ۲۷۱ جسمین ان اعتقادات کے مواضع تفصیل کا ذکر ہے ۔

†† دیکھو تہذیب ماہ ربیع الاول ۱۲۹۷ھ و تفسیر سرسید صفحہ ۳۱ جسکی عبارتین عنقریب منقول ہونگی ۔

‡‡ دیکھو تفسیر سید جسمین اپنے یہ مانا ہے کہ بسم اللہ مجوس کی کتاب سے آن حضرت نے لے لی ہے ۔

قال المبحث السابع فی حکم مخالف الحق من اھل القبلۃ فی باب الکفر والایمان ومعناہ ان الذین اتفقوا علی ما ھو من ضروریات الاسلام کحدوث العالم وحشر الاجسام وما اشبہ ذلک واختلفوا فی اصول سواھا کمسئلۃ الصفات وخلق الاعمال وعموم الارادۃ وقدم الکلام وجواز الرؤیۃ ونحو ذلک مما لا نزاع فی ان الحق فیھا واحد ھل یکفر المخالف للحق بذلک الاعتقاد وبالقول بہ ام لا والا فلا نزاع فی کفر اھل القبلۃ المواظب طول عمرہ علی الطاعات باعتقاد قدم العالم ونفی الحشر ونفی العلم بالجزئیات ونحو ذلک وکذا بصدور شیئ من موجبات الکفر عنہ ۔ اھ ملخصاً

بحث ہفتم اُن لوگونکے حکم مین ہی جو اہل قبلہ ہوکر حق کے مخالف ہین کہ آیا وہ لوگ کافر ہین یا مومن - اِس بحث کا مطلب یہ ہی کہ جو لوگ ضروریات اسلام (اعتقاد حدوث عالم وحشر اجسام اور اُسکے نظایر) میں اتفاق رکہتے ہین اور اُسکے سواء اور اصول مین الحق کے مخالف ہین (جیسے مسئلہ صفات باری اُسکا عرش پر ہونا دیکہنا سُننا بولنا وغیرہ) اور مسئلہ خلق اعمال اور خدا کی ارادہ کا عام ہونا اور خدا کی کلام کا قدیم ہونا اور خدا کی دیدار کا جایز ہونا اور مثل اُنکی اور مسایل جنمین اہل سنت کی نزدیک بالاتفاق حق صرف ایک ہی بات ہی جو اہلسنت کے نزدیک ثابت و مقرر ہو ان لوگوں کی نسبت یہ بحث ہے کہ آیا یہ مومن ہین یا کافر ہین ورنہ ایسے شخص کے کفر مین کوئی بحث و نزاع نہین جو اہل قبلہ کہلاوے اور عمر بہر طاعات (نماز روزہ وغیرہ) پر مداومت کرے وساتہ اسکے عالم کو قدیم جانے اور حشر اجسام کی نفی کرے یا علم خدا متعلق جزئیات کو ہٹاوے یا مثل اُسکے اور اعتقاد رکہتا ہو جو بالاتفاق کفر ہین ایسا ہی اُس شخص کے کفر مین بحث و نزاع نہین جس سے ایسا فعل یا قول سرزد ہو جو باتفاق کفر کا موجب ہو جیسے کوئی خدا و رسول کو گالی دے یا نبی کو قتل کرے یا اور وجہ سے اُسکی اہانت کرے یا مسجد کو گرا دے (جیسا بنارس کی مسجد کو توڑ کر اور بجائے اُسکی کوئی بتخانہ یا پایخانہ یا کوئی اور عمارت کسی صاحب کی یادگار بناوے یا کسی فرض قطعی سے انکار کرے یا حرام قطعی کو جیسے خنزیر حلال بتا کر خوشحال کرے یا بُت کے آگے سجدہ کرے (

ایسے افعال و اقوال و اعتقادات والے اشخاص بالاتفاق کافر ہین اگرچہ کلمہ گو ہون اور مع ذالک نماز روزہ وغیرہا ظاہری طاعات کی بہی ملتزم ہون۔ شرح مقاصد کا مطلب بزیادۃ تشریح و تفصیل تمام ہوا ایسا ہی اور کتب عقاید مین مرقوم ہے۔

ان شہادات و تصریحات اکابر اہلسنت سے خوب ثابت ہوا کہ جو اہلسنت نے لا نکفر احدًا من اہل القبلۃ کہہ رکہا ہے یہہ خاصکر انہی اسلامی فرقون کی نسبت کہا ہوا ہے جن کو اصول اسلام پر اتفاق ہے یہہ قول انکا ایسا عام و غیر محدود نہین ہے جسمین ہر کلمہ گو منافق ہو خواہ زندیق یا مرتکب کفر یا ملتزم امور مستلزمہ کفر کا داخل و شامل ہونا ممکن ہو اسکو ایسا عام سمجہنا پرلے درجہ کی غلط فہمی ہے اور اسکے اصلی معنی سمجہکر اس عموم پر اسکو حمل کرنا ابلہ فریبی اور دہوکہ دہی ہے۔

یہہ تائید اعتراض سوم و چہارم کے متعلق اخیر کلام ہے جسکی اتمام سے بخوبی ثابت ہوا کہ جو کچہہ آپنے اعتراض اول و سوم و چہارم کیا ہے وہ سراسر دہوکہ و مغالطہ ہے۔ اب رہا جواب آپکا اعتراض دوم کا سو یہہ ہے کہ امام صاحب نے تو صرف انکار حشر اجسام مین دین کا ضرر بتایا ہے مطلق بحث حشر اجسام کو جسپر حشر اجسام کا اثبات اور اسکی حقیقت ذاتی اور وجود اصلی کا بیان ہو مضر دین نہین فرمایا آپ کا مطلق بحث کو منافی اور اسمین تجویز مضرت کو امام صاحب کی طرف نسبت کرنا طرفہ افترا ہے۔ اور پہر اس طرفہ پر یہہ طرہ کہ امام صاحب تو بحث حشر و نعیم و آلام بہشت و دوزخ سے منع کرتے ہین اور ہم (خود بدولت جناب سید احمد) اس قسم کی بحثین کرتے ہین اور منکرین و منفردین کو ان اشیاء کی حقیقت سمجہا کر انکو اسلام پر قایم کرتے ہین پہر ہم دونون مین کون شخص دین کا نفع رسان ہے اور کون ضرر رسان ہے؟ پرلے درجہ کی دلیری ہے جو یہہ مصرع یاد دلاتی ہے

؎ چہ دلاور است دزدے کہ بکف چراغ دارد ؎ آپ کوئی ایسی بحث کرتے جسمین اسلام کی کسی بات کی اصلی حقیقت جو شارع کے نزدیک مقرر ہے بیان کرتے تو یہہ دعوی کرتے ہوئے زیب دیتا۔ آپ نے تو اسلام کی کسی ایک بات کی اصلی حقیقت کو قایم نہین رہنے دیا جس بات پر ہاتہہ ڈالا اسی کی حقیقت کو نیست و نابود کر دیا اور اس کو تبدیل و تحریف غیر حقیقت پر

محمول کیا - پس پر یہہ دعوی آپ کے مونہہ سے کیا زیب دیتا ہے - اس امر کی تفصیل خدا نے چاہا تو اشاعۃ السنۃ کی دو چار جلدون مین ہوگی - اس مقام مین اسکی تمثیل پر اکتفا کرتا ہون اور آپ کے معتقدین اور عامہ ناظرین کو آپ کے حقایق بیانی و ہجو اسلام نفع رسانی پر آگاہ کرتا ہون -

پس واضح ہو کہ اصول اسلام و امہات عقاید و ایمان یہہ ہین کہ (۱) خدا کو بجمیع صفات کمال ماننا اور (۲) رسول کو برحق جاننا (۳) خدا کی کتابون پر ایمان لانا اور (۴) اُسکے ملایکہ کو ماننا (۵) مرنے کے بعد اُٹھنے پر یقین رکھنا -

ان عقاید کا اصول اسلام سے ہونا نصوص قطعیہ کتاب و سنت سے ثابت ہے اور لڑکون تک جو اُستانی جی سے صفت ایمان مجمل و مفصل سیکھی ہون معلوم ہے -

پس اب دیکھنا چاہئے کہ ان اصول مین آپ نے کیا حقیقت بیان کی ہے - اسی سے بقیۂ اسلام مین آپ کی حقیقت بیانی و ہجو اسلام نفع رسانی کا بخوبی اندازہ ہو سکتا ہے بحکم ؎

قیاس کن ز گلستان من بہار مرا ٭ ہمارا تو یہہ خیال ہے کہ ان اصول مین سے جس اصل کو آپنے ہاتھہ مارا ہے اُسکی حقیقت کو نیست و نابود کردیا ہے اور بجائے اسکے اپنی خانہ ساز حقیقت کو کھڑا کر دیکھایا ہے - آیندہ ناظرین کو اس خیال کا صحیح یا غلط ہونا تفصیل ذیل سے معلوم ہو سکتا ہے

ایمان باللہ کی نسبت آپکی حقیقت بیانی

حقیقت ذات باری تعالی آپ نے ایسی بیان کی ہے کہ اسکو اندہون کا ہاتھی بنا دیا ہے جیسے اندہون کے ہاتھی مین جو کچھہ کسی اندہے کے ٹٹولنے مین آتا ہے وہی ہاتھی قرار پاتا ہے ویسے ہی جو کچھہ خدا کی نسبت کسی کے خیال مین آوے ‡ (کہ وہ بیچون بیچگون ہے یا بڑے سر کا یا سیکڑون سر کا یا بہت بڑے

† دیکھو فاتحہ سورہ بقر مین امن الرسول بما انزل الیہ من ربہ والمؤمنون کل آمن باللہ وملائکتہ ع اور رکوع ۲۰ سورہ نساء مین ومن یکفر باللہ وملایکتہ وکتبہ ورسلہ والیوم الاخر - ‡ دیکھو تہذیب ماہ رجب ۱۲۹۶ھ ص ۵۵ جسکے بعض فقرات اشاعۃ السنۃ نمبر ۲ جلد ۳ مین نقل ہو چکے ہین اور بعض فقرات اس مقام مین نقل کئے جاتے ہین - اسمین آپ فرماتے ہین اسمین سے

پیٹ کا یا بہت سی ہاتھ کا یا نہایت ہیبت ناک خونخوار بدشکل ڈاین یا نہایت خوبصورت دلہن وہی آپ کے نزدیک خدا کی حقیقت ہے اسلیے کہ آپ کے زعم میں ان خیالات مختلف کیطرف انسان کو طبیعت (یعنی نیچر) رہنمائی کرتا ہے اور نیچر کی رہنمائی عین خدا کی رہنمائی ہے - پس جو کچھ کسیکو خدا کی نسبت سوجھا ہے وہ آپ کے نزدیک خدا کی طرف سے سوجھا ہے اور وہی خدا کی حقیقت ہے - پس آپ کے نزدیک اس خیال کا ماننا خدا کا ماننا ہے اور اس صورت خیال کا پوجنا خدا کا پوجنا ہے بلکہ اس خیالی صورت کا بت یا کوئی نقشہ بنا لینا اور اُسکی پرستش کرنا عین پرستش خدا ہے اور جو خدا پرستوں (انبیا) نے قبلہ بنایا ہے یا کوئی نشان ٹھہرایا ہے وہ بھی کام کیا ہے اور اسی خیال پر مبنی ہے اس بیان حقیقت ذات الٰہی کے ضمن میں آپنے حقیقت عبادت جو نبیوں سے وقوع میں آئی اور اسکی جہات و مکانات کی تقریر ہوئی ہے بنیاد دی ہے اور یہ بات جتا دی ہے کہ انبیاء علیہم السلام بھی بت پرست تھے جو بنام ہنا و خدا پتھروں کی پرستش کرتے رہے - سبحان اللہ حقیقت بیانی اسی کا نام ہے - اور یہی اسلام نفع رسانی آمین تمام ہے -

نہیں کہ ایک اعلیٰ قوت کے موجود ہونیکا خیال جسکو کچھ ہی تعبیر کرو (یعنی خدا کہو یا نرنکار) انسان میں ایک امر طبعی ہے یہہ بھی ایک لازمی امر ہے - کہ اس اعلیٰ قوت کے قرار دینے میں اختلاف واقع ہوا کوئی قوانین ہی موجودات اور مخلوقات میں سے کسی کو وہ اعلیٰ قوت سمجھا اور کوئی کسی خیالی وجود کو جسکا نقشہ خود اُس نے اپنے خیال میں بنایا ہو وہ قوت اعلیٰ قرار دے اور کوئی ایسے لا معلوم اور بیچون و بےچگون قوت کو جو ان سب کی علۃ العلل ہے وہ قوت اعلیٰ سمجھے - × × × × × × × × یہی خیال رفتہ رفتہ مذہب بنجاتا ہے - × × × یہہ بھی انسان کا ایک امر طبعی ہے کہ صرف خیالی چیز سے نہ اسکو محبت ہوتی ہے نہ اسکی طرف توجہ ہوتی ہے پوری توجہ تب ہوتی ہے جبکہ اس خیالی شے کا کوئی نشان اصلی یا فرضی اسکے سامنے ہو - اس فقرہ کا اخیر اشاعۃ السنہ نمبر ۲ جلد ہذا میں منقول ہے جسمین خوب وضاحت سے حضرات انبیا ابراہیم و اسحق و یعقوب و محمد الرسول اللہ سلام اللہ علیہم اجمعین کا بنام ہنا و خدا پتھروں کو پوجنا آپنے بیان کیا ہے -

حقیقت صفات باری تعالیٰ آپ نے ایسی بیان کی ہے جس سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ آپکے نزدیک خدا تعالیٰ ایک حاکم معزول کی مانند (جیسے غدر سے پہلے دہلی کا بادشاہ تھا اور اسوقت ٹونک کا معزول نواب ہے۔ جو برائے نام بادشاہ نواب کہلاتا اور حکمرانی میں جو لوازم بادشاہی سے ہے دخل نہ رکھتا) محض معطّل و بیکار ہے۔ و منصب خداوندی (تصرف عالم) نیچر کے سپرد ہے۔ آپ کی تحقیق کے رو سے صدور عالم (اجسام و طبائع) تو ایک دفعہ خدا سے (جبراً لا اختیاراً) ہو چکا ہے مگر اب خدا تعالیٰ کو اس عالم میں تصرّف و تبدل کا اختیار نہیں رہا۔ مثلاً[+] خدا نے آگ کو جلانیوالی اور پانی کو بجھانیوالی پیدا تو کر دیا مگر اب اگر وہ آگ سے پانی کا اور پانی سے آگ کا کام لینا چاہے تو اسپر اسکو قدرت و اختیار نہیں ہے یا مثلاً خدا نے آدم کے بعد انسان کی پیدایش نطفہ نر سے کی ہے۔ اسمیں اگر خدا تعالیٰ یہ تصرف کرنا چاہے کہ بے نطفہ نر ایک کنواری کے پیٹ سے بچہ پیدا کرے (جیسے بزعم اہل اسلام و اہل کتاب مریم علیہا السلام سے عیسیٰ[‡] علیہ السلام ہوئے) یا مٹی میں روح پھونک کر اسکو انسان بناوے (جیسے آدم علیہ السلام ہوئے) یا ناگہاں کیطرح زمین کو پھاڑ کر اسمیں سے انسانوں کو نکالدے (جیسے بزعم اہل ایمان قیامت کو ہوگا) تو خدا اسپر قادر نہیں ہے۔

یہہ تحقیق معزولی و بیکاری باری تعالیٰ آپکے جملہ تحقیقات کا اصل اصول ہے۔ اور آپکے مذہب نیچری و تفسیر نیچری از سر تا پا اسی تحقیق پر مبنی ہے۔

[+] تہذیب الاخلاق رجب ۱۲۹۳ھ میں بضمن بیان اصول قدیم و جدید کی آپنے فرمایا ہے "اصول قدیم یہہ ہے کہ خدا کی عظمت و قدرت اسمیں ہے کہ وہ پانی سے آگ کا اور آگ سے پانی کا کام لیسکتا ہے۔ جدید اصول یہہ ہے کہ اسمیں خدا کی قدرت اور عظمت و صنعت میں بٹا لگتا ہے"۔ یہہ کلام باعلیٰ ندا منادی ہے کہ سلسلہ حوادث و کائنات نیچر کی سپرد ہے۔ اور خدا کو اسمیں تغییر و تبدل کا اختیار نہیں ہے یا یوں کہو کہ تغییر و تبدل خدا کی [illegible]

[‡] آپکے پرائیوٹ تحریروں سے جو تمام بعض حوالہ میں صادر ہوئی ہیں ہمکو معلوم ہوا کہ آپنے مسیح کی پیدایش یوسف نجار کے نطفہ سے تجویز کی ہے اور یہہ بات تفسیر کے تحریر میں لکھدی ہے۔ مگر ابھی تک وہ جلد تفسیر جسمیں آپنے مریم علیہا السلام پر یہہ بہتان لگایا ہے ہمارے پاس نہیں پہنچی پہنچی تو دیکھیں اس میں کیا کیا گل کھلائے ہیں۔

اور حقیقت ایمان باللہ آپ نے یہہ ٹھہرائی ہی کہ جو ہر کسیکی دل مین خدا کی وجود (جسطرح پر کہ اُس نے ٹھہرالیا ہو بیچون و بےمثل یا بت کی شکل) کا خیال ہے وہی خیال ثبوت ایمان کے لئے کافی ہے - گو مونہہ سے اس خیال کا ہی اقرار نہ ہو بلکہ برملا اُس سے انکار اور اُس انکار پر اصرار پایا جاوے اور اگر اس خیال کا کوئی زبان سے اقرار کرے اور لا الہ الا اللہ کہدے تو پھر تو وہ جو جی † چاہے سو کرے - خدا کی تکذیب کرے رسول کی توہین کرے مسجد کو گرادے مُصحف کو جلاوے زنار پہن لے بُت کے آگے سجدہ کرے خنزیر کو حلال بتاوے حلال کو حرام ٹھہراوے اسکی ایمان اور نجات مین کوئی شک و شُبہ نہین ہے -

---

† یہہ بات آپ کے اقوال اور اصول مین جا بجا موجود ہے اسی مضمون النظر فی التفرقۃ بین الاسلام والزندقہ (جسکی جواب مین آ ہمارا قلم جاری ہی) کی اس عبارت کو دیکھو جو ذیل تائید اعتراض سوم و چہارم نمبر ۹ مین بصفحہ ۲۲۵ منقول ہو چکی ہے - اور اسی مضمون کی دوسری عبارت نمبر ہذا مین بصفحہ ۴۵۹ آویگی -

مگر کمال افسوس و تعجب کا مقام ہی کہ آپ نے مضمون دافع البہتان مین (جسکو مین ایسر بہتان سمجھتا ہون اور اسکی تفصیل و بیان کا ارادہ رکہتا ہون) اس سے انکار کیا ہے اور ان باتون کے قایل و معتقد پر لعنتون کا مینہہ برسایا ہے چنانچہ تہذیب الاخلاق ۱۲۹۵ھ نمبر ۱ جلد ۹ مین کہا ہے تائید الاسلام تالیف جناب مولانا سید علی بخش خانصاحب نے اپنی نسبت یہہ الزام نقل کیا ہی کہ سید احمد خان اپنے مذہب مین کوئی فعل اگرچہ شعار کفر مین سے کیون نہ ہو مثلاً انکار کرنا نبوت انبیاء سابقین کا یا کتب سماویہ سابقہ کا یا وجود ملائکہ کا یا معاذ اللہ قرآن شریف کا عمداً بول و براز مین آلودہ کرنا یا پہینک دینا یا حلال کو حرام اور حرام کو حلال ٹھہرانا یا کسی نبی کو معاذ اللہ گالی دینا یا بہشت و دوزخ اور قیامت آنیکا منکر ہونا یا ضروریات دین کا انکار کرنا کسی آدمی کو کافر نہین بناتا پھر اسکے جواب مین بذیل الزام کے لعنۃ اللہ علی قایلہ وعلی معتقدہ فرمایا ہے اور آٹھہ دفعہ یہہ کلمہ جوالہ قلم کیا اور تعجب پر تعجب کا محل یہہ ہے کہ اسی مقام مین یہہ بھی ظاہر فرمادیا ہے کہ بُت کے آگے سجدہ کرنا اور زنار پہن لینا ہمارے نزدیک کفر نہین ہے اور یہہ نہین سوچا کہ ان افعال مین جنکے قایل و معتقد پر ہمنے لعنتون کا مینہہ برسایا ہے اور بُت کے آگے سجدہ کرنے اور زنار پہن لینے مین کیا فرق ہے جسکے رو سے ان افعال کے مستلزم کفر ہونے سے انکار بجا ہے اور بت کے آگے سجدہ کرنیکا مستلزم کفر نہ ہونا تسلیم کرنا معلوم نہین -

حقیقت رسول اور وحی و نبوت آپنے ایسی بیان کی ہے کہ اسمین نبی کو بڑے شاعر اور بیسیکھے سکھائے گانے ناچنے والی رنڈی - اور ماورزاد مسخری نرٹلی اور جیلی خونخوار قاتل موذی

† تہذیب ماہ ربیع الاول سنہ ۹ مین آپ فرماتے ہین جسطرح کہ انسان مین اور قوائے ہین اسیطرح ملکہ وحی والہام بھی انمین ہے - × × × یہہ ملکہ ایک آلہ انکشاف علوم وحقایق اشیا کا ہی ہے - اور اسلئے اسکا تعلق کسی خاص سلسلہ علم وفنی پر منحصر نہین ہے بلکہ ہر ایک سے جدا گانہ اور مستقل تعلق رکھتا ہے اور بلحاظ اپنے تعلق کے اسی سلسلہ یا فنون کے ساتھ وہ ملکہ منسوب یا موسوم ہوتا ہے جیسیکہ ملکہ حکمت یا ملکہ طب ملکہ شاعری ملکہ حدادی ملکہ موسیقی ملکہ نقاشی وعلی ہذالقیاس انسان جبکہ انسان کی نیچر پر غور کرتا ہے تو اسکی چار حالتین پاتا ہے ایک وہ حالت جو اسکو تربیت وصحبت وتمدن واخلاق سے حاصل ہوتی ہے جسکو **کانشنس** کہتے ہین دوسری وہ حالت جو اسکو کسی علم یا ہنر مین ترقی کرنیسے حاصل ہوتی ہے جو اس سلسلہ کے ملکہ سے تعبیر کیجاتی ہے - تیسری حالت یہہ کہ جب کسی علم وہنر مین غور کرتا ہے اور کوئی مسئلہ حل کرنا چاہتا ہے اور اسکی علمی واکتسابی قوت اسکے حل سے عاجز ہوجاتی ہے تو اسکے دل مین دفعتہ ایک بات آجاتی ہے جسکو وہ نہین جانتا کہ کہان سے آئی اسطرح دل مین آئی والی بات کو وحی والہام کہتے ہین (یہہ تینون حالتین انکی کلام سے بالمعنی نقل ہوئی ہین) چوتھی حالت انسان مین ہم ایسے پاتے ہین جسکی بنا اکتسابی تعلیم پر قایم نہین ہوسکتی بلکہ اس شخص کے نیچر پر قایم ہے - ایک جاہل شخص کو جو علم سے واقف ہے نہ عروض سے نہایت عمدہ شاعر پاتے ہین ہر ادیب کہتی ہین ان پڑہ اور بے علم لوگون نے ایسے دقیق مسایل اخلاق بیان کیئے ہین جنکو حال کی ترقی یافتہ دنیا کے بھی تعجب سے دیکھتے ہین × × × × × × × ×

پس اسطرح دلمین پڑنیوالی بات کو ہم وحی والہام کہتے ہین اسمین کچھہ شک نہین کہ وہ پڑتی نہین بلکہ اُٹھتی ہے مگر جب اسکے اچھلنے کا اسباب ہم نہین پاتے اسکو **القا** کہتے ہین - ہمنے الہام کو خالی نلی مین پانی بہرنا نہین مانا بلکہ فوارہ کیطرح اسمین سے اچھلنا مانا ہے گو کہ اسکے لئے خفیف تحریک ہوئی ہو ایسے لوگ بھی ہوئے ہین جنہون نے اپنی حالت کو سوچا اور دوسرے دن کیحالت کو دیکھا اور ایکبار اُنکے دلمین پڑا جسمین سے اُنہون نے ترتیتی اور سوشیلی اقتدون پر غلبہ پایا - اس دلمین پڑنے والی شے کو بھی ہم **الہام** اور **وحی** کہتے ہین اگر وحی اور الہام نہ تہا تو اور کیا تہا جسنے کالون اور لوتھر کے دل کو اس پرانے راستہ سے پہیرا (اس فقرہ کا تفسیر

اور دیوانہ آدمی کا ہمسر و ہمجنس قرار دیا ہے -

آپ فرماتے ہیں کہ وحی و رسالت کی حقیقت یہہ نہیں ہو کہ خدا تعالی خاص خاص اوقات اور مواقع پر خاص خاص

نمبر ششم مین بصفحہ ۲۳۹ نقل ہو چکا ہے) خدا تو ایسا فیاض ہے کہ کبھی کے دل مین ہی وحی ڈالتا ہے پہر انسان کے دلمین وحی یا الہام ڈالنے سے اُسنے کبھی نہین موڑا - ‌« ‌« ‌« الہام یا کتاب الہامی کا پڑہنا (یعنی چہاپنے والا) خود اسکا دل ہے جسپر الہام ہُوا اِسکا دل اُسکی تمام اوراق کا مخزن ہے - اسکا دل وہ شخص ہے جس نے اُس نے اعتباری طور پر اسکی تصنیف کا مال ظاہر کیا ہے - جب یہہ خیال کہ وحی والہام اوپر سے آتا ہی نکالدیا جاوے اور یہہ سمجہا جاوے کہ وہ آتا نہین بلکہ جاتا ہے اور پہر پلٹ کر پڑتا ہو اور خاص خاص علوم اور انکشاف سے علاقہ رکہتا ہو تو کُتب الہامی کی نسبت بہی یہہ خیال صاف ہوجاتا ہو " ‌« ‌« ‌« اور تفسیر میزد و میں فرمایا ہے وحی تو وہی ہوتی ہے جو خدا سے پیغمبرون کو دی جاتی ہے مگر اگلے مفسرون نے اسکا بیان کہ وہ کیونکر دیجاتی ہے ٹہیک طور پر نہین کیا اُنہون نے خدا اور رسول کو دُنیا کا بادشاہ اور وزیر کی مانند اور وحی کو بادشاہ کی کلام یا حکم یا پیام کی مانند سمجہا اور جبرئیل کو ایک مجسم فرشتہ بادشاہ و وزیر مین ایلچی پیغام پہنچانے والا قرار دیا ہے امام فخر الدین رازی تفسیر کبیر مین انتہا فرماتے ہین کہ آسمان پر جبرئیل خدا کا کلام سُنکر آنحضرت پر اُترتے تہے اور وہ پیغام کہدیتے تہے - ‌« ‌« ‌« مگر میری سمجہ مین نبوت کو ایک فطری چیز سمجہتا ہون - جو انبیا مین بمقتضائے اُنکی فطرت کے مثل دیگر قوا انسانی کے ہوتی ہے جس انسان مین وہ قوت ہوتی ہے وہ نبی ہوتا ہے اور جو نبی ہوتا ہے اُسمین وہ قوت ہوتی ہے جس طرح کہ تمام ملکات انسانی اسکی ترکیب اعضا دل و دماغ و خلقت کی مناسبت سے علاقہ رکہتی ہین -

۱ اس بناوٹ کی نسبت آپنے پرچہ ۹ التہذیب کے بعض بحث جبر و اختیار کے اس طرح بیان کیا ہو علم تشریح ابدان سے ثابت ہوگیا ہو کہ جس قسم کی بناوٹ انسان کی ہوتی ہو اُسیکے مناسب افعال خواہ نخواہ اُس سے سرزد ہوتے ہین بناوٹ سے رحم سفاک قاتلون کی کہوپڑی مین ایک خاص قسم کی بناوٹ ہو اور تحقیقات سے ثابت ہوا ہے کہ ہر قاتل سفاک کی کہوپڑی اُسی بناوٹ سے ہوتی ہے - پس جسکی کہوپڑی اس بناوٹ کی ہوگی وہ ضرور سفاک قاتل بے رحم ہوگا اور جو بے رحم سفاک قاتل ہوگا اسکی کہوپڑی ضرور اسی بناوٹ کی ہوگی اور خدا سکی نیکی بناوٹ کو سیر اصلاح تہذیب الاخلاق مین بعض صفحون مین کالنشس ان الفاظ سے بیان کیا ہے اُسکی بناوٹ کو

پیغام یا احکام بواسطہ ملائکہ خارج از وجود انسان آدمی کی طرف بھیجتا ہے جیسے دنیا کے بادشاہ اپنے
حکم احکام ایلچیوں کے ذریعہ سے اپنے وزیروں اور امیروں کی طرف بھیجتے ہیں بلکہ نسبت

اسیطرح ملکۂ نبوت بھی اسی سے علاقہ رکھتا ہے یہہ بات کچھہ ملکۂ نبوت پر موقوف نہیں ہے ہزاروں قسم کے
جو ملکات انسانی ہیں بعض دفعہ کوئی خاص ملکہ کسی خاص انسان میں از روئے خلقت و فطرت کے ایسا قوی ہوتا ہے
کہ وہ اسی کام کا امام یا پیغمبر کہلاتا ہے - لوہار اپنے فن کا امام یا پیغمبر ہو سکتا ہے - شاعر بھی اپنے فن کا امام
یا پیغمبر ہو سکتا ہے - ایک طبیب بھی فن طب کا امام یا پیغمبر ہو سکتا ہے مگر جو شخص روحانی امراض کا طبیب ہوتا ہے
اور جسمین اخلاق انسانی کی تعلیم و تربیت کا ملکہ بمقتضائے اسکی فطرت کے خدا سے عنایت ہوتا ہو وہ پیغمبر کہلاتا ہے
اور جسطرح کہ اور قوائے انسانی بمناسبت اسکے اعضا کے قوی ہوتے ہیں اسیطرح یہہ ملکہ بھی قوی ہو جاتا ہے اور جب
ایسی پوری قوت پر پہنچ جاتا ہے تو اس سے وہ ظہور میں آتا ہے جو اسکا مقتضا ہوتا ہے جسکو عرف عام میں بعثت
سے تعبیر کرتے ہیں - خدا اور پیغمبر میں بجز اس ملکۂ نبوت کے جسکو ناموس اکبر کہتے ہیں اور زبان شرع میں
جبرئیل کہتے ہیں اور کوئی ایلچی پیغام پہنچانیوالا نہیں ہوتا اسکا دل ہی وہ آئینہ ہوتا ہے جسمین تجلیات ربانی
کا جلوہ دکھائی دیتا ہے اسکا دل ہی وہ ایلچی ہوتا ہے جو خدا پاس پیغام پہنچاتا ہے اور خدا کا پیغام لیکر آتا ہے
وہ خود ہی مجسم پیغمبر ہوتا ہے جس میں سے خدا کی کلام کی آوازیں نکلتی ہیں وہ خود ہی کان ہوتا ہے جو خدا
کی بے حرف و بیصوت کلام کو سنتا ہے خود اسیکی دل سے فوارہ کی مانند وحی اٹھتی ہے اور خود اسی پر نازل
ہوتی ہے اسیکا عکس اسکے دل پر پڑتا ہے جسکو وہ خود ہی الہام کہتا ہے اسکو کوئی نہیں بلواتا بلکہ وہ خود بولتا ہے
ہم بطور تمثیل کے گو وہ کیسی ہی کم رتبہ ہو اسکا ثبوت دیتے ہیں ہزاروں شخص ہیں جنہوں نے مجنونوں کی حالت
دیکھی ہوگی وہ بغیر بولنے کے اپنے کانوں سے آوازیں سنتے ہیں تنہا ہوتے ہیں مگر اپنی آنکھوں سے اپنے پاس کسیکو کھڑا

٭ اس کامل ترقی پر ہوتی ہے اسمین یہ ملکہ فطرتی ہوتا ہے اسلئے جب وہ کسی ایسی بات پر غور کرتا ہے جو اخلاق سے
یا یوں کہو کہ دین سے متعلق ہے تو اسکے دل میں ایک بات پڑتی ہے جو نہایت سچی اور سیدھی ہوتی ہے اور عین
مرضی قانون قدرت کے بنانیوالے کی ہے - اس القا کے مختلف طریقے قانون قدرت کے بموجب ہیں جنکو ہم دوسری
زبان میں وحی اور الہام اور روع فی النفس کے الفاظ سے تعبیر کرتے ہیں - حاشیۃ للحاشیہ

اور وحی ایک فطرتی اور جبلی امر ہے جسکی حقیقت یہہ ہو کہ خدا نے نبی کی جبلت و طبیعت اور دل و دماغ وغیرہ کی بناوٹ ایسی کر رکھی ہے کہ جب وہ کسی نیک یا بد امر مین غور و فکر کو کام مین لاتا ہے اور اسکے حسن و قبیح کیطرف ادراک و عقل کو دوڑاتا ہے تو اسکے دل سے اُسکے دماغ سے اُسکی طبیعت سے اس امر کی نسبت ایسی بات اُٹھتی ہے جو سچی اور نیچر کے مطابق ہوتی ہے اور کبھی وُہی دل سے اُٹھنے والی بات ایک کلام موزون و مرتب ہو کر اُسکو سنائی دیتی ہے اور کبھی وہی دل کی بات بصورت انسان وغیرہ متشکل ہو کر دکھائی دیتی ہے اور اُسکے مُنہہ سے وہ آواز نکلتی معلوم ہوتی ہے - اور حقیقت مین نہ کوئی کلام ہے نہ کوئی متکلم ہے جو ہے اُسیکا خیال ہے اسیکا دل ہے اُسکی طبیعت ہے - اسبات کی دل سے اُٹھنے کو القا و الہام کہتے ہین اس نظر سے کہ وہ دل سے اُٹھکر پھر اُلٹ کر اسی پر گرتی ہے اور اس کلام کو جو اسکے خیال نے بنائی ہے کلام الٰہی کہتے ہین اور اس صورت کو جو اسکے خیال کو دکھائی ہے فرشتہ کہتے ہین - اس کلام کی طبیعت سے بنا لینے کی قوت کو ملکہ نبوت کہتے ہین اور اس قوت کی حد کمال کو پہنچ جانیکا نبوت نام کہتے ہین -

پہر ملکہ نبوت نبی مین ایسا ہے جیسا اس شاعر مین شعر کہنے کا اور اس رنڈی مین ناچنے اور گانے بجانے کا اس نٹنی مین نٹ کا اس قاتل مین قتل کا اس دیوانہ مین خیالی صورتین دیکھنے اور خیالی آوازین سننے کا ملکہ موجود ہوتا ہے - پس جیسا اس قاتل خونخوار کی کہوپڑی کی بناوٹ مین قتل کا ملکہ ہے اور وہی ملکہ اسے خونریزی کا حکم دیتا ہے اس خونریزی کی نسبت سوائے تقاضا کے

ہوا باتین کرتا ہوا دیکھتے ہین وہ سب انہین کے خیالات ہین جو سب طرف سے بیخبر ہو کر ایک طرف مصروف اور انہین مستغرق ہین - پس وحی وہ چیز ہے جسکو علماء نبوت بمعنی اہل فلاسفہ کے ساتھ قیاس سے نقش کیا ہے یہہ انتقاش قلبی کبھی مثل ایک بولنے والی آواز کے انہی ظاہری کانون سنائی دیتا ہے اور کبھی وہی نقش قلبی دوسری بولنے والی کی صورت مین دکھائی دیتا ہے مگر ہے اپنے اپنے ذہن کوئی آواز ہے نہ بولنے والا - وہی قوت ناموس اکبر ہے اور وہی قوت جبرئیل پیغامبر ہے بعینہ کلام آنریبل سید صاحب جو بالاختصار نقل ہوا اور جو آیتین محذوف ہوئین وہ زیادہ طلب تہا اسکی حذف سے اصل مطلب مین خلل واقع نہین ہوا جسکو شک ہو وہ اصل کتاب کو دیکھ لے اور نقل کو اصل سے مطابق کر لے -

اس ملکہ اور قوت کی کوئی خاص پیغام یا حکم خدا کا کسی خارجی فرشتہ کے ذریعہ سے اسکو نہین پہنچتا
اور علی ہذا القیاس اس شاعر مین شعر کا ملکہ ہے اور وہی ملکہ اسکو شعر کہنے کا حکم دیتا ہے اسکے سوائے
کوئی خاص پیغام خداوندی کے مضمون شاعرانہ کا متضمن بواسطہ خارجی فرشتہ اسکو
نہین پہنچتا۔ اور اس رنڈی ناآموختہ مین ناچنے اور گانے کا ملکہ ہے جو اسکو ان افعال پر باعث
ہوتا ہے اس کے سوا کوئی خاص ذریعہ سے خدا کی طرف سے اسکو گانے ناچنے کا حکم یا طریق
القا نہین ہوتا۔ اور زٹلی مین بھی زٹل کا مادہ ہے جو اسکو زٹل سکھاتا ہے بلاواسطہ اس مادہ کے
اور طریق سے خدا اسکو زٹل کا حکم نہین بھیجتا۔

ایسا ہی بعینہ نبی کا حال ہے کہ اسکے دل اور دماغ اور کھوپری کی بناوٹ مین اشیا کے حلال
وحرام کرنیکا ملکہ رکھا ہے اور وہی ملکہ اسکو حلال اور حرام بتانیکا حکم دیتا ہے کسی چیز کے حلال
وحرام کرنیکے وقت کوئی خاص پیغام وپا حکم خداوندی کسی خارجی فرشتے کے ذریعے سے اس کو
نہین پہنچتا۔ اور جیسا شعر کا ماخذ ومخزن بجز لوح طبیعت شاعر اور نہین ہوتا اور بوقت نظم شعر
شاعر اپنی ہی طبیعت کیطرف توجہ کرتا ہے اور مضامین سوچتا ہے تو اسکے دل ہی سے اسکے
دل پر مضامین کا القا ہوتا ہے اور من حیث الشعر خدا کی طرف سے بنا بنایا شعر کسی فرشتہ کے ذریعہ
سے اسکو نہین پہنچ جاتا اور راگ کا مخرج بجز طبیعت گانے والی کے اور نہین ہوتا اور گانے کے
وقت اسکی طبیعت ہی سے طرح طرح کی آوازین نکلتی ہین وہ آوازین اور راگ بنے بنائے خدا
کیطرف سے کسی اور ذریعہ سے نہین پہنچتے وقس علی ہذا **ایسا ہی** مذہبی احکام حلال وحرام
کا مخرج ومخزن بجز لوح طبیعت نبی کے اور نہین ہوتا اور جب نبی کسی چیز کے حلال یا حرام
یا واجب یا صحیح غیر صحیح ہونیکی نسبت کچھہ سوچتا ہے تو اسکا دل ہی ان اشیا کا حلال یا حرام یا روا
ومباح ہونا بتا دیتا ہے اور یہہ عبارتین بنا دیتا ہے † یسئلونک عن الخمر والمیسر قل فیہما اثم کبیر
یسئلونک عن الیتمٰی قل اصلاح لھم خیر[1] یسئلونک عن المحیض قل ھو اذی[2]

---

† لوگ تجھ سے شراب اور جوئے کا حال پوچھتے ہین تو کہہ دے انمین بڑا گناہ ہے۔

[1] لوگ تجھ سے یتیمون کے مال کی نسبت سوال کرتے ہین تو کہہ دے انکی خیرخواہی بہتر ہے [2] تجھ سے حیض کا حکم پوچھتے ہین تو کہہ دے وہ ...

بعینہ بلا تفاوت سرزد ہوئی ایسا ہے جیسا کوئی بالکل دیکھتے ہوں بغیر موجود ہونے کسی بولنے والے اور دکھائی دینے والے کے یہ کہدے کہ میں نے اپنے محبوب یا عدو کو اپنے سامنے کھڑا ہوا بولتا بھی دیکھا اور اُس نے مجھے محبت یا عداوت سے بغل میں دبایا ہے —

۴ یہ طعن مصنف کشاف حقایق اسلام آنریبل سید احمد خان علیہ ما علیہ کا جناب نبی اسلام محمد رسول

عن عائشة ام المؤمنين انها قالت اول ما
بدئ به رسول الله صلعم من الوحي الرويا الصالحة
في النوم فكان لا يرى رؤيا الا جاءت مثل فلق الصبح
ثم حبب اليه الخلاء وكان يخلو بغار حراء فيتحنث فيه
وهو التعبد الليالي ذوات العدد قبل ان ينزع
الى اهله ويتزود لذلك ثم يرجع الى خديجة
فيتزود لمثلها حتى جاءه الحق وهو في غار
حراء فجاءه الملك فقال اقرأ فقلت ما انا
بقارئ قال فاخذني فغطني حتى بلغ مني
الجهد ثم ارسلني فقال اقرأ فقلت ما انا بقارئ
فاخذني فغطني الثانية حتى بلغ مني الجهد
ثم ارسلني فقال اقرأ فقلت ما انا بقارئ
قال فاخذني فغطني الثالثة ثم ارسلني فقال
اقرأ باسم ربك الذي خلق خلق الانسان
من علق اقرأ وربك الاكرم —
وعن جابر بن عبد الله الانصاري قال وهو
يحدث عن فترة الوحي فقال في حديثه بينا

انحضرت علیہ الصلوۃ والسلام کے اس ارشاد واجب
الانقیاد پر چوٹ ہے جو ان حضرت سے صحیح سند سے
مروی ہے کہ ان حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا کہ غار حرا میں میرے پاس فرشتہ پہنچا اور اس نے
مجھے لکھی ہوئی چیز دیکر کہا کہ تو اسکو پڑھ
میں نے کہا میں پڑھا ہوا نہیں ہوں تو اس نے مجھے
بغل میں دبایا بھینچا اور کہا کہ اسکو پڑھ اسی طرح
تین بار کیا آخر کہا اقرأ باسم ربك الذي خلق
خلق الانسان من علق اقرأ وربك الاكرم
اور ان حضرت نے فرمایا کہ میں ایک دفعہ چلا جاتا
کہ ناگاہ میں نے آسمان کی طرف سے آواز سنی جب آنکھ اٹھا کر
دیکھا تو وہی فرشتہ جو غار حرا میں آیا تھا نظر آیا
آسمان و زمین کے بیچ میں ایک کرسی پر بیٹھا ہو
پھر میں اس سے ڈرا اور کھنچنے لگا پھر گھر میں آیا
تو گھر والوں سے کہا زملونی زملونی یعنے
مجھے کپڑا اڑھا دو —

یعنی نبی اور مجنون دونون کا یہہ کہنا صرف اپنے خیال کو بتاتا ہے نفس الامر اور خارج مین نہ نبی
کے پاس کوئی خارج سے آیا اور نہ اُس نے کوئی کلام سنایا ہے نہ مجنون کے پاس کوئی آیا اور

بقیہ انا امشی اذ سمعت صوتا من السماء
فرفعت بصری فاذ الملک الذی جاءنی بحراء
جالس علی کرسی بین السماء والارض فرعبت
منہ فرجعت فقلت زملونی زملونی۔
وعن عائشۃ ام المؤمنین رض ان الحارث بن ہشام
سال رسول اللہ صلعم کیف یاتیک الوحی فقال رسول
اللہ صلعم احیانا یاتینی مثل صلصلۃ الجرس وھو
اشدہ علی فیفصم عنی وقد وعیت عنہ ما قال
واحیانا یتمثل لی الملک رجلا فیکلمنی فاعی ما
یقول قالت عائشۃ رضی اللہ عنہا ولقد رأیتہ
ینزل علیہ الوحی فی الیوم الشدید البرد فیفصم
عنہ وان جبینہ لیتفصد عرقا۔
وعن ابن عباس رض فی قولہ تعالی لا تحرک بہ لسانک
لتعجل بہ قال کان رسول اللہ صلعم یعالج من التنزیل
شدۃ وکان مما یحرک شفتیہ فقال ابن عباس
رض فانا احرکہما کما کان رسول اللہ صلعم یحرکہما
فحرک شفتیہ فانزل اللہ تعالی لا تحرک بہ
لسانک لتعجل بہ ان علینا جمعہ وقرآنہ قال جمعہ
لک صدرک وتقرأہ فاذا قرأناہ فاتبع قرآنہ

اور آنحضرت صلعم نے بجواب اس سوال حارث بن
ہشام کی آپکے پاس وحی کسطرح آتی ہے فرمایا ہے
کبھی تو مجھے ایسی آواز کیطرح وحی آتی ہے جیسے گھنٹے
کی آواز ہوتی ہے اور یہ سب اقسام وحی کی سی مجھہ پہ بہت
شاق ہوتی ہے مگر جب وہ ہو چکتی ہے تو جو کچھہ اس نے
کہا ہوتا ہے مجھے یاد ہو جاتا ہے اور کبھی فرشتہ بصورت
انسان میرے سامنے متشکل ہوتا ہے اور بالمشافہ مجھسے
کلام کرتا ہے پس وہ جو کہتا ہے مین یاد کر لیتا ہون
حضرت عائشہ نے نقل کیا ہے کہ مینے آنحضرت کو بحالت
نزول وحی سخت سردیون مین دیکھا تو آپ کی پیشانی
کو شدت اور بوجہ وحی سے پسینے جاری پایا۔
حضرت ابن عباس نے نقل کیا ہے کہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم حضرت جبرئیل سے قرآن سنتے
اور سیکھتے کے وقت بڑی مشقت اٹھاتے
جب حضرت جبرئیل پڑھتے تو آپ ساتھ پڑھنے
لگ جاتے اور ہونٹ ہلاتے اسپر یہ حکم
نازل ہوا کہ تو بوقت نزول قرآن زبان کو
نہ ہلا۔ اسلئے کہ اس قرآن کا تیرے سینہ مین
جمع کر دینا اور اسکو تیرا پڑھ لینا ہمارے ذمہ ہے

تو اس نے کچھ سنایا ہے - اور نبی کا یہہ کہنا کہ مجھے خدا نے مبعوث کیا ہے اور خلقت کی ہدایت کے لئے بھیجا ہے بعینہ بلا تفاوت سر موئے ایسا ہے جیسے وہ شاعر کہے کہ مجھے خدا نے

فاستمع له وانصت ثم ان علینا بیانه ثم ان علینا ان تقرأه فکان رسول الله صلعم بعد ذلک اذا اتاه جبرئیل استمع فاذا انطلق جبرئیل قرأ النبی صلعم کما قرءه - اخرج هذه الاحادیث کلها الشیخان مسلم والبخاری واللفظ له - وعن مسروق قال کنت متکئا عند عایشه فقالت یا ابا عایشه ثلث من تکلم بواحدة منهن فقد اعظم الفریة قلت ما هن قالت من زعم ان محمدا رای ربه فقد اعظم علی الله الفریة وقال کنت متکئا فجلست فقلت یا ام المومنین انظرینی ولا تعجلینی الم یقل الله تعالی ولقد راه بالافق المبین ولقد راه نزلة اخری فقالت انا اول من سال ذلک عن رسول الله فقال انما هو جبرئیل ولم اره علی صورته التی خلق علیها غیر هاتین المرتین رایته منهبطا من السماء سادا عظم خلقه ما بین السماء الی الارض

اخرجه مسلم

وعن ابن مسعود انه قال [illegible] تعالی فکان قاب قوسین او ادنی فاوحی الی عبده ما اوحی انه رای جبرئیل له ست مائة جناح - اخرجه الشیخان —

پس جب ہم یعنی ہمارا بھیجا ہوا جبرئیل اسکو پڑھ چکا ہو کر اسکو سنتا رہ پھر اسکا تیری زبان پر بیان ہو جانا ہمارے ذمہ ہے اس حکم کے نازل ہونیکے بعد جب حضرت جبرئیل قرآن لیکر آتے تو آنحضرت چپکے ہو کر سنتے رہتے اور جب جبرئیل چلے جاتے تو آنحضرت اسکو پڑھ سناتے -

اور آنحضرت سے بی بی عایشہ رضی اللہ عنہا نے سوال کیا کہ کیا آپ نے خدا تعالی کو دیکھا ہے چنانچہ اس آیت میں ذکر ہے ولقد راه نزلة اخری تو آپ نے فرمایا کہ میں جس کے دیکھنے کا ذکر ہے وہ جبرئیل ہے جنکے اصلی صورت جسپر خدا نے اسکو پیدا کیا ہے دو ہی دفعہ دیکھا ہے ایک دفعہ معراج میں اور ایک دفعہ اور جسکا اس آیت میں ذکر ہے - اور حضرت ابن مسعود نقل کیا ہے کہ اس موقع معراج پر آنحضرت نے حضرت جبرئیل کو اصلی صورت پر دیکھا ہے تو آپکے چھ سو پر تھے

اس رویت جبرئیل کا قرآن مجید میں بھی [illegible] سورہ نجم اور التکویر میں ذکر ہے چنانچہ احادیث مذکورہ بالا میں بھی بیشک [illegible] اسکا ذکر ہو چکا ہے کی تفصیل بتقریب [illegible] آتی ہے -

استفام صرف اسقدر بیان مقصود ہے کہ جن باتوں پر آنریبل صاحب نے طعن کیا ہے ان باتوں کو خود جناب رسول صلعم نے اپنی زبان مبارک سے فرمایا آنریبل صاحب نے آنحضرت کی باتوں کو مجنونوں کیسی [illegible] کہا ہے نعوذ باللہ

شعر سنانے کے لئے اور گانے والے کہی مجہے خدا نے راگ سکہانیکے لئے بہیجا ہے نبی کا دعوی بعثت صرف اس معنے کر ہی کہ خدا نے اسکی قوت و ملکہ نبوت کو اپ کامل کر دیا ہے اور ان معنے کر شاعر اور گانے والی کو بہی بعثت کا دعوی پہنچتا ہے†۔

الحاصل آپ کے نزدیک حقیقت نبوت و شاعری و موسیقی و زٹل بازی و حدادی مین سر موے فرق نہین ہے جیسے یہہ کمالات طبعی ہوتے ہین ایسی ہی نبوت بہی ایک طبعی امر ہے اس مین اور اُنمین فرق ہے تو صرف متعلقات کی نظر سے ہے ان چیزون کو شعر و راگ سے تعلق ہے نبوت کو اخلاق یا یون کہو کہ مذہبی خیالات سی تعلق ہے اور یہہ تعلق و اضافت حقیقت جانبین سے خارج ہے۔ **وبناء علیہ** آپ کی تحقیقات کی روسے نبی پر ایمان لانا اور اسکا اتباع

† مضمون وحی والہام آنرایبل صاحب کا جس سے بیان حقیقت نبوت لیا گیا ہے میرے ایک معزز دوست منشی صاحب نے پڑہا تو ہنس کر کہا کہ اگر حقیقت نبوت و وحی یہی ہے جو آنرایبل صاحب نے بیان کی ہے (جس سے شاعر اور زٹلی اور گانے والی رنڈی وغیرہ کا نبی اور صاحب وحی ہونا ثابت ہوتا ہے پہر انہون نے دعوے نبوت و وحی نہین کیا) تو اس تقدیر پر نبیون کی نسبت وہ شاعر و زٹلی ہی اچہی رہی۔ جنہون نے اپنے خیالات و کمالات کو ظاہری اسباب اپنی طبایع اور ملکات کی طرف نسبت کیا بناوٹ و تکلف سے یہہ نہ کہا کہ ہمکو ان خیالات و کمالات کا خدا نے القا کیا ہے یا بواسطہ جبرئیل و میکائیل ہمپر نازل کیا۔ اور انکی نسبت بزعم جناب نبی (معاذ اللہ) بڑے جہوٹے و فریبی ٹہرے۔ جنہون نے ظاہری اسباب کو چہوڑ کر اپنے خیالات کے لئے غیبی اسباب بتائے اور از راہ افترا انکے نام ہی جبرئیل و میکائیل و کتاب آسمانی و نزول وحی ربانی گہڑ لئے۔ لوگون کو دہوکا دیا اور خدا پر افترا کیا اور سیدہی سادی بات کو اُلٹا کر کے بتا دیا۔ پس اگر آنرایبل صاحب اس بیان مین سچے ہین تو نبی (معاذ اللہ نقل کفر کفر نباشد) جہوٹے ہین اور اگر نبی سچے ہین تو آنرایبل صاحب جہوٹے ہین۔ **راقم** کہتا ہے ہم مسلمان و غیرہ اہل ادیان تو یہی کہتے اور اعتقاد رکہتے ہین کہ نبی سچے ہین اور آنرایبل صاحب (جو نبیون کو فریبی و دہوکا باز ٹہراتے ہین) سراسر جہوٹے ہین خدا انکو ہدایت کرے یا اس تکذیب و توہین

کرنا اور اُسکو خدا کی طرف سے سمجھنا - اور اسکی ہدایت کے موافق نیک و بد پر کاربند ہونا ایسا ہے جیسے اس شاعر کے شعر مین اور اس زٹلی کے زٹل مین ایمان لانا - شعر و زٹل مین ان کا اتباع کرنا اور شعر پڑھنے اور زٹل بکنے پر کاربند ہونا - جیسے انکا اتباع و ایمان صرف مقتضائے نیچر ہے کسی عذاب یا ثواب اخروی کے خوف و طمع سے نہین ہے ایسا ہی اس نبی کا اتباع و ایمان صرف نیچر کا مقتضا ہے عذاب و ثواب اخروی کے طمع و خوف سے نہین ہے -

یہی وجہ ہے کہ نبی کا منکر و احکام و تعلیمات نبویہ کا مکذب و مخالف آپکے نزدیک کافر نہین ہے اسکی تصریح پرچہ ذیقعدہ مین جسکا ذکر صفحہ ۱۹۲ وغیرہ مین ہو چکا ہے آپ سے تصریح موجود ہے اور پرچہ حقیقت نبوت و وحی کے بیان مین آپ کی طرف نقل کیا ہے یہہ آپ کی کلام کا مستلزم یا مفہوم ہے اور اصل کلام جناب جس سے یہہ بیان لیا گیا ہے بضمن حاشیہ نقل کر دیا ہے - ناظرین اصل کلام جناب کو دیکھین اور جو کچھ ہمنے اسکا حاصل بیان کیا ہے اسکو اصل کے مطابق کرین -

از حقیقت کتب آسمانی آپ نے ایسی بیان کی ہے کہ انکو زٹلی کے زٹل اور شاعر کے شعر کی جنس سے ترقی نہین دی - انکا کلام خدا ہونا اور بواسطہ ملایک نازل ہونا اور اُن پر ایمان لانا جس سے کہ آپ کے نزدیک محقق ہے - اسکی تشریح و تفصیل بیان حقیقت وحی و نبوت مین گذر چکی ہے

حقیقت ملایکہ آپ نے ایسی بیان کی ہے کہ ملایکہ کو اشیا بذات خود قایم و موجود کی فہرست سے خارج کر دیا ہے اور منجملہ صفات جو بوجود محل و موصوف موجود ہیں بال

+ دیکھو تہذیب ماہ رجب ۹۶ھ جسمین آپ نے بضمن بیان اصول قدیم و جدید کے فرمایا ہے -
قدیم اصول یہہ ہے کہ نیکی یا عبادت حور و قصور و بہشت کے ملنے اور دوزخ کے عذاب سے بچنے کے لیئے یا خدا کی رضامندی کے لئے اور اسکی خفگی سے بچنے کے لئے کرنی چاہیئے -
جدید اصول یہہ ہے کہ ہمارے نیچر کا مقتضا یہی ہے کہ ہمکو نیک ہونا چاہیئے -

کیجاتی ہین اور اپنے آپ مین وجود نہین رکھتی شمار کیا ہے - جبرئیل امین کے نسبت جو کچھ آپنے کہا ہے وہ ابہی مذکور ہوچکا ہے ایسا ہی عموماً ملائکہ کے نسبت[†] آپ نے کہا ہے کہ ملایکہ سے مراد صرف قوائے موجودات ہین - ملک الجبال سے پہاڑون کی قوتین مراد ہے

[†] تفسیر معدن کفر و تزندیہ کے ۲۶۳ مین آپنے فرمایا ہے فرشتون کے وجود کی نسبت لوگون کے عجیب عجیب خیالات ہین - انسان کی یہہ ایک طبعی بات ہے کہ جب کسی ایسی مخلوق کا ذکر ہو جسکو وہ نہین جانتا تو خواہ نخواہ اسکے دل مین اس مخلوق کی ایک جسمانی جسم متخیر کا جس کے رہنے کا کوئی جگہہ بھی ہو خیال جاتا ہے پہر ان کے اوصاف پر خیال کرتے کرتے اُن کی صورت جو ان اوصاف کے مقتضی ہوتی ہے اس کے خیال مین قرار پاتی ہے اور پہر وہ اس بات کو بہول جاتا ہے کہ مین اس مخلوق کو نہین جانتا نہ مینے اسکو کبہی دیکہا ہے اور یون جاننے لگتا ہے کہ وہ مخلوق وہی ہے جو میرے خیال مین ہے اور جب وہ خیال لوگون مین نسل در نسل چلا آتا ہے تو ایسا محکم ہو جاتا ہے کہ گویا اسمین شک و شبہ نہین ہے - یہی حال فرشتون کے نسبت ہوا ہے انکو لازمی ہیبلا گورا گورا سفید برف کا سا رنگ نوری شمع کی مانند ہاتہ پاؤن کے بیچ ہیں یا ایسی پتلیان ہیں کہ کبھی پاؤن ایک خوبصورت انسان کی شکل مگر نہ مرد نہ عورت تصور کیا ہے - آسمان ان کے رہنے کی جگہہ قرار دی ہے آسمان سے زمین پر آتے اور زمین پر سے آسمان پر جانے کے لئے پر لگائے ہین کسی کو شان دار اور کسی کو غصہ ور کسی کو کم شان کسی کو مصور ہونکتا کسیکو آتشین کسیکو دن سے بیشہ پر سانا خیال کیا ہے -

مجوس اہل فارس آتش پرستون کا یہہ خیال ہے کہ عالم کی ترکیب نور اور ظلمت سے اور نور و ظلمت دونون معصوم بچے ہین نور کے بھی بال بچے ہوتے ہین اور ظلمت کے بھی - مگر نہ اس طرح جیسے کہ انسان و حیوان جنتی ہین بلکہ اس طرح جیسے کہ حکم سے حکمت نور کی اولاد تو فرشتے ہین اور ظلمت کی اولاد شیطان ہین -

یہودی فرشتون کو آدمی کی صورت پر مجسم مانتے تھے اور اُن کو اجسام حقیقی سمجھتے تھے - البتہ ان کے جسم کے مادہ کو مثل انسان کے جسم کے مادہ کے نہین مانتے - بلکہ یہہ

ملک البحار سے پانی کی قوت رقت و علی ہذا القیاس ملک الرعد و ملک السحاب و ملک الاشجار سے ان اشیاء کی قوتین مراد ہے ان سے کوئی ایسی چیز مراد نہین ہین جو بذات خود قایم و متحیز ہو اور انسان و حیوان و اشجار و انہار سے خارج ان کا وجود متحقق ہو۔

بقیہ کہتے تہے کہ ان کا جسم مادہ غلیظ سے مرکب نہین وہ اپنے تئین انسانون کو دکہلائی بہی دیتے ہین اُن سے بات چیت بہی کرتے ہین۔

عرب کے بُت پرست فرشتون کو ایک مجسم اور متحیز چیز بہی سمجھتے اور جانتے تہے کہ وہ کہاتے پیتے نہین اور نہ کچہہ بشری ضرورت اُن کو ہے وہ آسمانون پر رہتے ہین اور زمین پر آتے جاتے ہین۔

عام مسلمانون کا بہی یہی عقیدہ ہے جو عرب کے بُت پرستون کا تہا وہ فرشتون کو ہوا کی مانند لطیف اجسام سمجہتے ہین اور مختلف شکلون مین بن جانے کی ان مین قدرت جانتے ہین اور خیال کرتے ہین کہ وہ آسمانون پر رہتے ہین اور پردار ہین کہ اڑکر زمین پر اترتے ہین اور زمین پر سے اُڑکر آسمان پر چلے جاتے ہین۔

مین (نیچری خان صاحب فرماتے ہین) کہتا ہون کہ جس طرح انسان سے فروتر مخلوق کا سلسلہ ہم دیکہتے ہین اسی طرح انسان سے برتر مخلوق ہونے سے انکار کی کوئی دلیل نہین ہے شاید کہ ہو۔ مگر ایسی خلقت کی درحقیقت موجود ہونے کی بہی کوئی دلیل نہین ہے کیونکہ اس کا ثبوت نہین ہے۔ قرآن مجید سے فرشتون کا ایسا وجود جیسا کہ مسلمانون نے اعتقاد کر رکہا ہے ثابت نہین ہوتا بلکہ برخلاف اُسکے پایا جاتا ہے خدا تعالی فرماتا ہے وقالوا لولا انزل علیہ ملک ولو انزلنا ملکا لقضی الامر ثم لا ینظرون - ولو جعلنا ملکا لجعلنا ہ رجلا وللبسنا علیہم ما یلبسون × × × اس آیۃ سے معلوم ہوتا ہے کہ فرشتے نہ کوئی جسم رکہتے ہین نہ دکہائی دے سکتے ہین ان کا ظہور

مسلمان جو ملایکہ کے نسبت یہہ خیالات رکھتے ہین کہ وہ بذات خود قایم وموجود ہین اور [illegible] جسم رکھتے ہین۔ نور سے مخلوق ہین۔ ان کی صورتین اور شکلین ہین جنہین پر و بازو [illegible]

بقیہ ۂ یا شمول مخلوق موجود کے نہین ہو سکتا۔ لیحاظ رہا کے قید احترازی نہین ہے۔ انسان مین بحث تہی اسلئے رہا فرمایا ورنہ اس سے مراد عام موجود مخلوق ہے۔

ان باریک باتون پر غور کیجیے اور اس بات کے سمجھنے ‡ سے کہ خدا تعالی جو اپنے جاہ وجلال اور اپنی قوت اور اپنے افعال کو فرشتون سے نسبت کرتا ہے تو جن فرشتون کا قرآن مجید مین ذکر ہے اُنکا کوئی اصلی وجود نہین ہو سکتا بلکہ خدا کی بے انتہا قدرتون کے ظہور کو اور اُن قوائے کو جو خدا نے اپنے تمام مخلوق مین مختلف قسم کے پیدا کیے ہین ملک یا ملایک کہا ہے۔ جن مین سے ایک شیطان یا

بقیہ حاشیہ کا تو ضرور اسکو انسان کی شکل بناتی اسلئے کہ انسانون کا فرشتہ کی اصلی صورت سے مانوس یا مخاطب ہونا اور تعلیم وتسلیم کا فایدہ اٹھانا بنظر طبیعت انسانی عادتًا دشوار ہے۔ دیکھو آنحضرت صلعم نے فرشتہ کو اصلی صورت پر افق المبین مین دیکھا تو آپ کو لرزہ شروع ہو گیا اور اپنے گھر مین پہنچ کر کپڑا اوڑھ لیا چنانچہ بصفحہ ۲۶۷ اسکا ذکر گذر چکا ہے پہر کافر اس فرشتہ کو بصورت انسان دیکھکر اسی شبہ مین پڑتے جسمین اب ہین کہ انسان کیون رسول ہوا فرشتہ کیون نہوا اسلئے ہمنے فرشتون کو رسول بنا کر نہین بہیجا یہہ آیت صاف بتاتی ہے کہ فرشتہ ہی خدا کی مخلوق ہے جسکو خدا نے اس سبب سے جو بیان ہوئی رسول بنا کر نہین بہیجا۔ یہہ سبب نہ ہوتا تو ضرور فرشتہ ہی کو رسول بنا کر بہیجا جاتا۔ دیکھو مخاطب نے اسمین کیا تحریف وتصرف کیا ہے۔ بجای اس مضمون کے انسانون کا فرشتہ کو اصلی صورت مین دیکھنا عادۃً مشکل ہے یہہ مضمون گھڑ لیا کہ انکا نظر آنا محال وناممکن ہے اور بجائے اس قول خداوندی کے اگر ہم فرشتے کو بہیجتے تو ضرور بصورت انسان بہیجتے یہہ اعتبار کیا ہے کہ اگر فرشتہ ہوتا تو ضرور موجود ہوتا اس تحریف مین آپ یہودیون کے بہی کان کاٹے ہین۔ لاحول ولاقوۃ الا باللہ۔ تمت الحاشیہ۔

‡ اس عبارت مین خبط ہے جو سید خیالی کی طرز سے ہے آپ یہان لفظ معلوم ہوتا ہے یا مثل اسکی کہنا بہول گئے ہین۔

آسمان پر رہتے ہین اور دنیا مین بہی آتے جاتے ہین اور بصورت انسان متشکل ہوکر انسانون کو دکہائی دیتے ہین اور انسانون سے ہمکلام ہوتے ہین اور خدا کے پیغام وکلام نبیون

بقیہ البیس بہی ہے۔ پہاڑون کے صلابت پانی کی رقت درختون کی قوت نمو برق کی قوت جذب و دفع۔ غرضیکہ تمام قوائے جنسی مخلوقات موجود ہوئے ہین اور جو مخلوقات ہین ہین وہی ملک ملائکہ ہین جنکا ذکر قرآن مجید مین آیا ہے۔ انسان ایک مجموعہ قوائے ملکوتی اور قوائے بہیمی کا ہے اوران دونون قوتون کے بے انتہا ذریات ہین جو ہر ایک قسم کی نیکی وبدی مین ظاہر ہوتے ہین۔ اور وہی انسان کے فرشتے اور انکے ذریات اور وہی انسان کے شیطان اور اُسکے ذریات ہین "

اور بصفحہ ۱۴۸ فرمایا ہے۔ یہودیون اور عیسائیون کی کُتب مقدسہ مین روحانی عقول کا اکثر ذکر پایا جاتا ہے جن کے حالت وجود جداگانہ ہے اور ایک آسمانی جماعت قرار دی گئی ہے جسکا سردار خود خدا ہے۔ کتاب دانیال باب ۷ ورس ۱۰ وانجیل متی باب ۲۶ ورس ۵۳ وانجیل لوقا باب ۲ ورس ۱۳ ونامہ عبرانیان باب ۱۲ ورس ۲۲ و ۲۳ سے کروڑہا بلکہ کروڑہا درکروڑہا فرشتون کا ہونا معلوم ہوتا ہے اتنے بڑے جم غفیر کے اندر مختلف درجے اور مختلف صفتین موجود ہونی ضرور ہین تاکہ انسان سے لیکر خدا تک ایک ایسا سلسلہ وجود کا قایم ہوجاوے جو خالق اور کمترین ذی عقل مخلوق کے تفاوت کو مربوط کردے۔ یہودیون کی مقدس کتابون مین فرشتون کا ایسی جماعتون مین منقسم ہونا مذکور ہے۔ جنکی عزت اور قوت اور صفت غیر مساوی ہے اور اُن پر سردار اور حکام بہی ہین۔

اسمین کچہہ شک وشبہ نہین ہے کہ یہودیون کی قدیم کُتب مقدسہ مین یعنی ان کتابون مین جو قید بابل سے پیشتر لکہی گئی ہین یہہ خیال صاف صاف بیان نہین ہوا بلکہ جو کتابین جلا وطنی کے زمانے مین اور اُسکے بعد کو لکہی گئی ہین ان کتابون مین اس خیال نے صورت پکڑی ہے اور خصوصًا حضرت دانیال اور حضرت زکریا کی تحریرات مین اس خیال کا پتہ ملتا ہے۔ کتاب زکریا باب اول ورس ۱۱ گیارہ مین ایک فرشتہ سب سے اعلی درجہ کا ہے جو خدا کے روبرو کہڑا رہتا ہے اور

کے پاس پہنچاتے ہین اور دنیا مین خدا کے احکام و تصرفات کے ظہور کے وسایل ہین
کیکو جیسے (میکائیل) مینہہ برسانے کی خدمت سپرد ہے کیکو (جیسے عزرائیل) قبض ارواح

بقیہ اور فرشتون سے بطور اپنے کارندون کے کام لیتا ہے حضرت دانیال نے حضرت میکائیل
فرشتہ کو بہت بڑے بڑے لقب عطا فرمائے ہین نامہ یہودہ ورس ۹ - اور اول نامہ تہسلینکی کے
باب ۴ ورس ۱۶ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہہ رائے کہ فرشتے مختلف درجہ رکہتے ہین صرف یہودیون
ہی کے ساتہہ مخصوص نہ تہی بلکہ حضرت عیسیٰ کے حواریون کا بہی یہی خیال تہا ہان اس قدر ٹہیک
ہے کہ متاخرین یہودیون نے جو نسبے کی تقسیم فرشتون مین قایم کی ہے وہ حواریون کے وقت مین
نہ تہی - یہودیون کے کتب مقدسہ مین فرشتے ہمیشہ مجسم ہوکر انسانی صورت مین دکہائی دیتے تہے
اور کسی جگہہ اس بات کا اشارہ نہین ملتا کہ یہہ اجسام حقیقی نہ تہے متقدمین یہودی بیشک
یہہ جانتے تہے کہ ان اجسام کا مادہ ہمارے اجسام کے مادہ کی مانند نہین ہے کیونکہ فرشتون
مین یہہ قدرت ہے کہ جب چاہین اپنے تئین لوگون کو دکہلاوین اور جب چاہین نگاہون سے غایب
ہوجاوین - عیسائی بہی اس سے انکار نہین کرسکتے -

عیسائی اور یہودی دونون فرشتون مین ان صفات کو تسلیم کرتے ہین - انسان سے انکا
عقل مین زیادہ ہونا انکا قوت اور قدرت مین زیادہ ہونا - انکا پاک اور برگزیدہ ہونا - اور ہمیشہ
کہ فرشتے خدا تعالیٰ کے منشا [illegible] [illegible] کے اظہار کے ذریعہ ہین کتب مقدسہ یہودیون اور عیسائیون
سے بخوبی معلوم ہوتی ہے اور ان سے بعض کامون کو ان کتابون مین بالکل فرشتون ہی کے
طرف منسوب کیا ہے -

انسانون کے مقسوم کے متعلق امور انمین بہی ان کی وساطت ہوتی ہے - یہودی اور
عیسائی یہہ بہی خیال کرتے ہین کہ گو فرشتون کے وساطت ہماری نگاہون سے پوشیدہ ہو تو
بہی ان کی وساطت تسلیم ہوسکتی ہے - کیونکہ عبرانیون کے خط کے باب اول ورس ۱۴ و
و زبور باب ۳۴ ورس ۷ و باب ۹۱ ورس ۱۱ و انجیل متی باب ۱۸ ورس ۱۰ مین لکہا ہے کہ -

کی خدمت سپرد ہے کوئی (جیسے اسرافیل) افنا، عالم کے لئے صور مُنہہ مین لئے کھڑا ہے
اور منتظر ہے کہ کب اسمین پہونک مارنے کا اذن ہوتا ہے۔ کوئی (جیسے جبرئیل) انبیاء کیطرف

بقیہ خداتعالیٰ فرشتون کو نجات کے وارثون کی خدمت کے لئے بہیجتا ہے -

قدیم عیسائی سمجھتے تہے کہ ہر فرد بشر کے ساتہہ ایک فرشتہ ہے جو اُسکی حفاظت پر متعین ہے - مشرکین کا بہی اسیکے قریب قریب عقیدہ تہا - یونانی اپنے محافظ دیوتا کو ڈیمین - اور رومی جینیس کہتے تہے - اور یہودی اور قدیم عیسائی یہہ بہی سمجہتے تہے ہر انسان پر دو فرشتے متعین ہوتے ہین ایک نیکی کا اور ایک بدی کا - عام یہودی بہی فرشتون کی نسبت یہی اعتقاد رکہتے ہین -

قدیم عربون کا لفظ ملک اور ملائکہ کی نسبت ایسا خیال جیسا کہ یہودیون کا ہی ثابت نہین ہوا ہان یہہ بات تو تسلیم کیجا سکتی ہے کہ لغت کی کتابون مین لفظ ملک کے معنے ایلچی یا رسول یا پہنچانے والے کے لکہے ہین مگر یہہ تسلیم نہین ہوسکتا کہ قدیم مشرکین عرب اسکا اطلاق اس قسم کے رسولون پر کرتے تہے جنکو یہودی ملک یا ملایک کہتے تہے - × × × قرآن مجید مین کلام مقصود مین کسی جگہہ لفظ ملک یا ملایکہ کا اس مُراد سے استعمال نہین ہوا ہے جو مراد یہودیون نے قرار دی تہی جسکی تفسیر ہم ہر ایک مقام پر لکہین گے بلکہ برخلاف اسکے ملایکہ کا اطلاق اُن قدرتی قوا پر جیسے انتظام عالم مربوط ہے ظاہر ہوتے ہین ملایکہ کا اطلاق ہوا ہے -

ان آیتون مین جنکی تفسیر ہم لکہتے ہین کلام مقصود صرف اس قدر ہے کہ جو شخص اس وحی کا عدو ہو جو خدا نے محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دل مین ڈالی ہے اور جو کوئی خدا اور اسکے فرشتون اور اسکے رسولون کا دشمن ہو تو بے شک اللہ ان کافرون کا دشمن ہے، یہودیون نے اپنے عقیدہ مین دو جدا گانہ فرشتے ٹہرا رکہے تہے ایک جبرئیل اور ایک میکائیل پچہلے کو اپنا دوست جانتے تہے اور پہلے کو اپنا دشمن اور - جو کہ دین محمدی کو وہ اپنے برخلاف خیال کرتے تہے تو یہہ سمجہتے تہے کہ جبرئیل جو ہمارا دشمن ہے وہ آنحضرت کو یہہ باتین سکہاتا ہے -

وحی اور منکرون کیطرف عذاب لانے کا کام کرتا رہا ہے بعضے فرشتے (جنکو حفظہ کہتے ہین انسان کی حفاظت کے لیئے مقرر ہین۔ دو فرشتے ہر ایک انسان کے ساتہہ نیکی و بدی لکہنے کو مقرر ہین و علی ہذالقیاس۔ ان سب خیالات مین وہ مجوسیون اور یہودیون اور عرب کے بت پرستون کے مقلد و متبع ہین *

فرشتون کے نور سے مخلوق ہونیکا خیال مسلمانون نے مجوسیون سے اخذ کیا ہے اور اُنکے مجسم اور متحیز ہونے اور آسمانون مین رہنے اور پردار ہونے کا خیال عرب کے بت پرستون سے لیا ہے اور ان خیالات پر اور حواشی و صفات مذکورہ یہودیون سے سیکہے ہین آگے اُن لوگون

خدانے پیغمبر سے کہا کہ تو کہدے کہ ہان جبرئیل ہی اللہ کے حکم سے میرے دل مین یہہ باتین ڈالتا ہے مگر جو کوئی کہ ان باتون کا اور فرشتون کا اور جبرئیل و میکائیل کا اور رسولون کا دشمن ہے خدا اسکا دشمن ہے ۔

پس درحقیقت یہودی جسکو جبرئیل کہتے تہے اور جسکا نام جتاتا خدانے بیان کیا ہے وہ ملکہ نبوت خود آنحضرت مین تہا جو وحی کا باعث تہا۔ اس سے اگلی آیت مین خدا تعالی نے بلا ذکر جبرئیل کے فرمایا ہے کہ بیشک ہمنے بہیجی ہین تیرے پاس کہلی ہوئی نشانیان۔ ان وجوہات سے یہہ بات کہ جبرئیل درحقیقت کسی فرشتے کا نام ہے ثابت نہین ہوتی۔ ہان اس قدر تسلیم ہو سکتا ہے کہ اسی ملکہ نبوت پر جبرئیل کا اطلاق ہوا ہے۔ کیا تعجب کی بات نہین ہے کہ باوجودیکہ خدا کے پاس ان دو فرشتون کے سوا اور بہی بہت سے فرشتے ہین مگر بجز دو فرشتون کے اور سب بے نام ہین کیونکہ کسی اور کا نام قرآن مین نہین آیا۔ حضرت عزرائیل بہی بڑے مشہور فرشتے ہین جو سبکے پاس آوینگے اور کسیکو نہین چہوڑینگے اگرچہ انکا ذکر بلفظ ملک الموت قرآن مین آیا ہے مگر ان کا نام نہین بیان ہوا ہے ان سب باتون سے صاف پایا جاتا ہے کہ فرشتون کے نام یہودیون کے مقرر کیئے ہوئے ہین جو مختلف قوا کے تعبیر کرنیکو انہون نے رکہہ لئے تہے یہہ بعینہ الفاظ جناب ہین جو ہمنے بعض فقرات منقول سے جنکو انکی مطابقت بالاصل مین شک ہو وہ اصل کتاب تفسیر سے ملاحظہ کرے ١٣٦ و ١٣٦

نے یہہ خیالات اپنی طبیعت سے بنا لئے ہین اور اس بناوٹ پر انسان طبیعت و نیچر کے طرف سے
مامور و مجبور ہے - نیچری و طبعی قاعدہ ہے کہ جب کوئی ایسے چیز کا ذکر سنتا ہے جسکو وہ نہین جانتا
تو ضرور اسکو کچہہ نہ کچہہ بنا لیتا ہے (چنانچہ اس قاعدہ کے رو سے خدا کو بہی کچہہ بنایا گیا جسکا ذکر
بضمن حقیقت بیانی جناب متعلق ذات باری تعالی بصفحہ ۳۵۲ گذر چکا ہے - اسی قاعدہ کے موافق
اُن لوگون نے ملایکہ کو بذات خود موجود اور ان صفات سے موصوف بنا لیا ہے اور درحقیقت ان
خیالات کے لئے کوئی اصل نہین ہے تہ یہودیون کے قدیم کُتب مقدسہ مین (جو قید بابل سے پیشتر
لکہی گئی تہی) کہین انکا صاف صاف بیان ہے نہ قرآن مجید مین اُن کا ذکر ہے نہ عرب مین محاورہ
و قدیم زبان مین اُنکا پتہ لگتا ہے اور نہ آن حضرت صلعم کے زمانہ مین اسکا ذکر پایا جاتا ہے -
اور جو قرآن مین جبرئیل و میکائیل کا ذکر ہے یہہ یہودیون کے خیال کے مطابق ذکر ہوا ہے
اور اُن کے خیال کی حکایت ہے اور جہان اور ملایکہ کا ذکر ہے وہان موجودات عالم
کی قوتین مراد ہین -

یہہ **منطوق** یا مفہوم کلام جناب ہے اور اصل کلام بلاغت نظام بضمن حاشیہ نقل کیا
گیا جس سے ہمارے بیان کا مطابق یا مخالف ہونا ناظرین کو بخوبی معلوم ہو سکتا ہے

اور حقیقت بعث بعد الموت یعنے مرنے کے بعد اُٹہنے اور جزا و سزاء اعمال مین
بہشت و دوزخ کے نعیم و آلام پانے کی آپ نے ایسی بیان کی ہے جیسے بچون کے خیال
مین ہوتے یا داین کی حقیقت ہوتی ہے جو کہنے اور سمجہہ لینے کو جو کچہہ کہو سو ہی اور حقیقت
و خارج مین کچہہ بہی نہین -

اس حقیقت بیانی سے ۔۔۔ دانشمند و مہذب تو یقین کر بیٹہے ہین کہ جو کچہہ نبیون نے اسباب مین
کہا ہے وہ بچون کی ترغیب اور احمقون کی تخویف سے بڑہکر نہین ہے - **آپ** کے نزدیک
نبیون کا یہہ کہنا کہ مرنے کے بعد اُٹہکر نیک اعمال کے بدلہ بہشت مین جاوینگے اور بد
اور مجبور ین کہاوین گے **یہہ** ایسا ہے جیسا بچون کو کہا کرتے ہین کہ تم فلانا کام کرو گے

تو تم کو سونے کا ہاتھی لیدینگے اور انکا یہہ کھنا کہ بدکار اعمال بد کی سزا ئے مین دوزخ مین جاوینگے اور وہان لہو پیپ تہور کہاوینگے بعینہ ایسا ہے جیسے بچون کو کہا جاتا ہے کہ اگر تم شوخی کروگے تو تم کو ہوّے یا ڈاین کے آگے ڈال دینگے ؛

یہہ سمجھکر وہ لوگ تو نبیون کو صرف احمقون کے بہلانے اور نادانون کی طفل تسلّی سے دام مین لانے والے جان چکے ہین اور بنا ءعلیہ تقلید و تقید شریعت انبیاء سے بالکل آزاد ہوکر اس شعر پر عمل کرنے لگے ہین ع نہ رکھہ روزہ نہ مر بھوکہا نہ جا مسجد نہ دے سجدہ ؛ وضو کا توڑدے کوزہ شراب شوق پیتا جا۔ تقلید و تقید شریعت کے پابند ہین تو وہی لوگ ہین جو ہنوز آپ کے حقایق بیانی پر مطلع نہین ہوئے۔

یہہ حقیقت بیانی جناب نعیم والام بہشت و دوزخ کے متعلق اسی جلد کے نمبر پنجم و ششم مین صفحہ ۱۵۱ سے صفحہ ۱۶۷ تک مفصل مذکور ہوچکی ہے اور حشر کی حقیقت اس قدر تو آپ نے بیان کردی ہے کہ حشر سے حشر اجسام مراد نہین اور بجواب قول امام غزالی کے کہ منکر حشر اجسام کافر و منکر ضروریات دین ہے آپ نے صاف فرما دیا ہے اعتقاد حشر اجسام ضروریات دین سے نہین ہے اور اس حشر کا منکر کافر نہین چنانچہ اعتراض اول و دوم جناب جسکے جواب مین قلم جاری ہے اور وہ نمبر ہفتم و ہشتم مین منقول ہوا اسپر شاہد ہے۔ اب اسمین یہہ تفصیل باقی ہے کہ جو حشر اجسام قرآن مجید مین وارد ہے اسکی تاویل کیا ہے اور اس سے کونسا وجود حسّی یا خیالی یا عقلی یا شبہی مراد ہے اس تفصیل کا وعدہ آپ نے تفسیر پر ندہ دیر مین کیا ہے دیکھئے اس وعدہ کا ایفاء فرماتے ہین تو کیا بہتر برساتے ہین ؛

یہہ اصول خمسہ ایمان مین آپنے حقیقت بیانی فرمائی ہے۔ اسی پر بقیہ اصول و فروع اسلام مین آپ کی حقیقت بیانی کا قیاس ہوسکتا ہے ؛

اب یہہ دیکھنا چاہئے کہ بانی اسلام کے نزدیک ان اصول خمسہ کی حقیقت کیا ہے آیا وہی حقیقت ہے جو زمانہ رسالت سے لیکر آجتک روئے زمین کے مسلمان اعتقاد رکہتے اور

بیان کرتے ہین یا وہ حقیقت ہے جو آپنے بیان کی ہے -

جہانتک کتاب اسد اور اقوال وحالات رسول اللہ صلعم کو دیکہا جاتا ہے اُن سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ جو حقایق ان اصول کے مسلمانون کے اعتقاد مین ہین وہی خدا ورسول کے نزدیک انکی حقایق ہین - اور جو آنرایبل صاحب کو سوجہین ہین وہ خدا ورسول کے نزدیک حقایق نہین ہین - اس نئے سمجہہ جناب کی نسبت اخبار **تیرہوین صدی** کے پرچہ دوم جلد ششم مین کیا خوب کہا ہے ؎ الغرض خوب ہی سوجہی اُنہین جو جو سوجہی ؛ جو خدا کو بہی سوجہی نہی سو انکو سوجہی ؛

پس ناظرین ان اصول کے حقایق کو جو خدا اور رسول وعام مسلمانون کے نزدیک منقر ہین توجہہ سے ملاحظہ فرماوین -

بیان حقیقت اصل اول

(یعنی ایمان باللہ)

خدا کی ذات و صفات کی نسبت مسلمانون کا یہہ اعتقاد ہے کہ خدا حی قیوم وبصیر قادر حکیم و دایم جمیع صفات کمالیہ سے متصف موجود ہے اسکی کسی صفت مین کوئی چیز مانند نہین ہے جس نے خدا کو کسی صفت مین مخلوق کی مانند جانا اُسنے خدا کو نہ مانا -

ان کا قول ہے المجسم ما عبد اللہ قط[+] یعنی خدا کو جسم سمجہنے والے نے ہرگز خدا کو نہین پوجا اور یہہ بہی انکا قول ہے کلّ ما خطر ببالك فاللہ منزہ عن ذلك یعنے جو کچہہ تیرے دل مین خدا کی ذات یا صفات کی نسبت خیال گذرے خدا اُس سے منزہ ہے ؎

+ یہہ قول اور قول مابعد امام رازی سے منقول ہے اس سے پچہلا قول شیخ ابن تیمیہ سے اس قسم کے اقوال رسایل توحید و صفات مین جو لاہور چہپے ہین اور انکے اشتہار دئے گئے ہین بکثرت موجود ہین اور اشاعۃ السنۃ نمبر ششم جلد ہذا مین بہی بعض اقوال نقل ہو چکے ہین -

اے برتر از قیاس و خیال و گمان و وہم ٭ وز ہرچہ گفتہ اند شنیدیم و خواندہ ایم

اور یہہ ہی انکا قول ہے الممثل اعشی والمعطل اعمی والممثل یعبد صنما والمعطل یعبد عدما یعنے خدا کی ذات و صفات مین کسی چیز کو مشابہ کہنے والا نیم کور ہے اور خدا کو صفات سے بیکار کرنیوالا اندہا ہے اور خدا کو کسی چیز کی مانند کہنے والا بت پرست ہے اور اسکو صفات سے معطل سمجہنے والا عدم کو پوجہتا ہے ؎

اور اس اعتقاد کو خدا تعالی نے ان دو آیتون سے تصدیق کیا ہے (۱) لیس کمثلہ شیئ وھو السمیع العلیم یعنی خدا سنتا اور جانتا ہے پر اسکے مثل کوئی چیز نہین — (۲) ولم یکن لہ کفوا احد یعنی اسکا کوئی ہمتا نہین —

ان دو آیتون نے مسلمانون کے اعتقاد کو سچا کیا اور آپ کی اس حقیقت بیانی کو کہ خدا کو جو کچہہ کوئی سمجہے بیچون و بے مثل یا خوبصورت دولہن یا ڈاین بدشکل وہی خدا کی حقیقت ہے صاف باطل کردیا —

اور خدا کی صفت قدرت و تصرف مین جو کچہہ مسلمانون کا اعتقاد ہے کہ خدا چاہے تو پانی سے آگ کا کام لے سکتا ہے اور آگ سے پانی کا اسکو خدا تعالی نے قرآن مجید مین بہت جگہ تصدیق کیا ہے اور حضرت ابراہیم خلیل اللہ علی نبینا و علیہ السلام کی شان مین ایسا کرکے ہی دکہادیا اللہ تعالی فرماتا ہے — کہ خدا جو چاہتا ہے سو کرتا ہے اور فرمایا وہ جو ارادہ کرتا ہے حکم دیتا ہے اور فرمایا وہ ہر شے پر قادر ہے — اور فرمایا کافرون نے کہا حضرت ابراہیم کو جلادو ہمنے کہا اے آگ تو ٹہنڈی ہو جا — مگر ایسی ٹہنڈی نہ ہو جس سے ابراہیم تکلیف پاوین بلکہ ایسی ٹہنڈی جسمین نچہ ہین — کافرون نے ابراہیم کے ہلاک کرنے کو ایک مکر کیا ہمنے انہی کو نقصان مین رکہا —

ان اللہ یفعل ما یشاء — الحج ۶ ۲ — ان اللہ یحکم ما یرید المائدہ ۱۶ — ان اللہ علی کل شیئ قدیر بقرہ ۲ — قالوا حرقوہ وانصروا الہتکم ان کنتم فاعلین قلنا یا نار کونی بردا و سلاما علی ابراہیم وارادوا بہ کیدا فجعلناہم الاخسرین — الانبیاء ۵

اور خدا پر ایمان لانے کی حقیقت مسلمانون کے اعتقاد مین یہہ ہے کہ خدا کو خدا ماننے
تو پھر ایسے قول و فعل کا مرتکب اور ایسے اعتقاد کا معتقد نہ ہو جو اُسکو خدا کا منکر و مکذب و مشرک
قرار دے - اور اس اعتقاد پر جو کتاب اللہ کی شہادت و تصدیق پائی جاتی ہے اسکا بیان نمبر
ہائے سابقہ خصوصاً مضمون نمبر ۸ مین بخوبی ہو چکا ہے -

بیان حقیقت اصل دوم

(یعنی ایمان برسول)

حقیقت وحی و رسالت کا پورا بیان تو ہماری بحث نبوت مین ہوگا - اس مقام پر اسقدر
کہا جاتا ہے کہ مسلمانون کے اعتقاد مین وحی و نبوت صرف امر طبعی نہین ہے جس کے وجود
و تحقیق کے لیے صرف نبی کی طبیعت یا خیال یا دل و دماغ کافی ہو بلکہ وہ فیضان و القاء
غیبی ہے جو وقتاً فوقتاً و آناً فاناً بحسب مقتضائے ضروریات و اوقات توجہات و عنایات
ربانیہ پر موقوف ہے -

اسمین شک نہین کہ نبی کی طبیعت یا دل و دماغ کو بھی اس وحی کی تحقیق وجود مین دخل ہے
مگر اتنا ہی دخل جس قدر کسی چیز کے قابل و مادہ کو اُسکی تحقق مین دخل ہوتا ہے بیشک
خُدا نے نبی کے دل یا سینہ یا طبیعت کو لایق اور قابل انعکاس تجلیات ربانیہ کیا ہے اور
اسمین مادہ یا ملکہ قبولیت وحی و انعکاس انوار الٰہی رکھا ہے چنانچہ یہہ ارشاد خداوندی کہ

اللہ اعلم حیث یجعل رسالتہ - انعام ع ۱۵	اللہ خوب جانتا ہے جو اس وحی و رسالت کا سزاوار محل و موقع ہے اس قابلیت کی طرف مشعر ہے مگر یہہ عام قاعدہ ہے کہ قابل

اور محل اپنے آپ فاعل کا کام کبھی نہین دیتا بلکہ جب فاعل کیطرف سے کسی امر کا اسپر فیضان ہو تو اسکو
قبول کر لینا ہی اسکا کام ہے -

تمثیل

دیکھو دیاسلائی یا تیل مین جلنے کا مادہ ہے مگر جبتک اسکو خارج سے حرکت نہ پہونچے اور اسکو آگ نہ لگے ان سے خود بخود جل اٹھنا سرزد نہین ہوتا -

(۲) مصقل (یعنی صیقل شدہ) آئینہ مین شعاع آفتاب کو دوسری چیز مقابل پر منعکس کر دینے کا ملکہ و مادہ ہے مگر جبتک آفتاب اپنی روشنی سے آئینہ پر فیضان نکرے آئینہ خود بخود روشنی کا فیضان کسی چیز پر نہین کر سکتا ہے - اس قاعدہ کے رو سے نبی کا دل یا سینہ جو قابل ہے خود بخود القا و فیضان نہین کر سکتا یہہ القا و فیضان اسی مبدء فیاض کا کام ہے - جس نے نبی کے دل و دماغ کو قابل انعکاس پیدا کیا - چنانچہ خدا تعالی کا نور سینۂ اصفیا کو روغن زیتون سے تشبیہ دینا اور اسکی نسبت یہہ کہنا کہ خود بخود جلنے کے قریب ہے

یکاد زیتها یضیء ولو لم تمسسه نار - نور ع ۵

یعنے جل نہین اٹھا اس امر کی طرف مشعر ہے - پس جو فیض وحی القا کو اس دل کا فعل سمجھتا ہے وہ معنے ولوازم فاعل و قابل مین تمیز نہین کرتا اور ان علوم قدیمہ سے جنمین علل اربعہ مادی - صوری - فاعلی - غائی سے بحث ہوتی ہے واقفیت نہین رکھتا -

پھر یہہ فیض و القا اس مبدء فیاض کا نبی کے دل پر دو قسم پر ہے† بالواسطہ (۱) اور بلا واسطہ (۲) قسم اول وہ ہے جو جبرئیل امین یا اپنی اصلی صورت مین جسپر خدا نے انکو مخلوق و مشخص کیا ہے چنانچہ اسکا بیان عنقریب آتا ہے یا بصورت انسان (دحیہ کلبی) پہنچاتے اور ایک کلام موزون و مرتب (جسکو وحی متلو کہتے ہین) خدا کیطرف سے لاتے اور آنحضرت کو پڑھ سناتے اور کبھی بدون تمثل صورت انسان ایک آواز غیر الادراک جس سے آنحضرت بہت تکلیف اٹھاتے اور پسینہ پسینہ ہو جاتے ان سب صورتون مین جبرئیل امین کبھی ایسی وحی بھی لاتے جسکے الفاظ خدا کی طرف نہ ہوتے بلکہ جبرئیل ارشاد خدا کی مراد کو اپنے الفاظ سے بیان فرماتے جسکو اہل اسلام وحی غیر متلو سمجھتے ہین - اور قسم دوم وہ جو بدون توسط جبرئیل امین خدا تعالے آنحضرت کے دل پر خواب یا بیداری مین القا فرماتا - یہہ قسم القا انبیا علیہم السلام سے مخصوص نہین بلکہ سواے انبیا کے اور اصفیا و اولیا کے لیے بھی ہوتا ہے جسکو الہام تعبیر کیا جاتا ہے - فقط

---

† اقسام وحی بہت ہین - مگر اول اقسام یہی دو ہین - اور یہی اقسام کے اقسام ہین -

نمبر دہم — جلد سیوم

اس الہام اور الہام انبیا مین فرق یہ ہے کہ الہام انبیا مین تلبیس ابلیس کا احتمال نہیں ہوتا اور مع ذلک اس الہام کے ساتھ دعوی نبوت ہوتا ہے اور الہام اولیا محتمل تلبیس† ہوتا ہے اور اسمین دعوی نبوت کا نہ ہونا ضروری ہے —

قسم اول کے ثبوت سے کتاب اللہ و حدیث رسول اللہ پُر ہے بہت آیات آنحضرت کے رسول ہونے مین وارد ہین اسیقدر آیات و احادیث جبرئیل کے آنے اور قرآن و پیغام الہی پہنچانے مین وارد ہین جن سے بشہرت و تواتر ثابت [illegible] جبرئیل کا بوجود ذاتی موجود ہونا اور آنحضرت کی طرف [illegible] ‡ [illegible]

---

† دیکھو اشاعۃ السنۃ نمبر ۲ جلد ۳ [illegible] وغیرہ —

‡ چنانچہ آیات سورۃ القیمۃ اور [illegible] احادیث [illegible] منقول ہو چکی ہین از انجملہ

علمه شديد القوى ذو مرة فاستوى وهو بالافق الاعلى ثم دنى فتدلى فكان قاب قوسين او ادنى فاوحى الى عبده ما اوحى ما كذب الفؤاد ما راى افتمارونه على ما يرى ولقد راه نزلة اخرى عند سدرة المنتهى عندها جنة الماوى الخ نجم ۱۶ —

سورۃ نجم مین ارشاد ہوا ہے کہ [illegible] قرآن [illegible] رسول اللہ صلعم کو [illegible] سکھایا ہے جو بڑے سخت قوت والا ہے [illegible] پھر [illegible] قریب ہوا [illegible] پس خدا نے اپنے بندہ (جبرئیل) کی طرف وحی کی جو [illegible] دل نے جھوٹا نہین بتایا جو اوس نے دیکھا [illegible] آنحضرت نے جبرئیل کو [illegible] دوسری دفعہ [illegible] کو دیکھا ہے [illegible] سدرۃ المنتہی کے پاس تھا جہان [illegible] اور اسطرح [illegible] ہے —

ورسالت سے خصم منکر کو بھی انکار نہین ہے آگے آپکا اسکی حقیقت سے انکار اور اسمین تاویل کرنا اور یہ کہنا
کہ جبرئیل ع سے آنحضرت کی قوت ملکہ وطبیعت مراد ہے اور جبرئیل ع کی صورت وآواز کی نسبت یہ کہنا
کہ یہ آنحضرت کا خیال ہے جو (معاذ اللہ ثم معاذ اللہ) دیوانون کیطرح اپنے خیال کو مشکل دیکھا اور کلام
کرتے سنا ہے باوجود اس اعتراف خصم کے جو بعض تفسیر (۲۷۱) بعض حاشیہ منقول ہوا ہے کہ انسان سے برتر
مخلوق سے انکار کرنیکی کوئی وجہہ نہین ہے شاید کہ ہو جس سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ وجود جبرئیل امین
جیسے مسلمان خیال کرتے ہین عقلاً محال نہین ہے **اسکا جواب** کچہہ تو بعض ثبوت قسم دوم آویگا
اور کچہہ بعض بیان حقیقت اصل چہارم یعنی بیان حقیقت الملکہ - اسمقام مین اتنا کہا جاتا ہے کہ یہہ کہنا انکا
ایسا ہے جیسے کوئی آپکی نسبت کہدے کہ یہہ جو داڑھی مین سفید ریش جاکٹ پتلون پہنے ہوئے سر پر پہندنے دار
ٹوپی رکھے ہوئی مدرسہ علیگڈہ کے ایک کمرہ مین ابطال خوارق انبیا کے باب مین لکچر دے رہا ہے وہ آنریبل
سید احمد خان صاحب بہادر بالقابہ نہین ہین جو مدرسہ علیگڈہ کے بانی ہین بلکہ یہہ صرف دیکھنے والے کا
خیال ہے جو اسکے سامنے مشکل ہوگیا ہے اس بے ادب گستاخ کا آپکی نسبت یہہ کہنا ایسا ہے جیسے آپ حضرت
جبرئیل روح امین روح القدس کی نسبت فرما رہے ہین - ہماری اس **تقریر پر چند سوالات**
وارد ہوتے ہین جنکے جوابات وارد کئے جاتے ہین - **سوال** - سید احمد خان صاحب بالقابہ کا وجود

انہ لقول رسول کریم ذی قوۃ
عند ذی العرش مکین مطاع ثم
امین وما صاحبکم بمجنون و
لقد راٰہ بالافق المبین (کورت)
وانہ لتنزیل رب العلمین نزل بہ
الروح الامین علی قلبک (شعرا ۱۱۴)
فانہ نزلہ علی قلبک باذن اللہ بقرہ ۱۲

اور سورۃ کورت مین ارشاد ہوا ہے - یہہ قرآن رسول کریم (جبرئیل)
کا کہا (یعنی خدا کیطرف سے بیان کیا ہوا) ہے جو قوت والا ہے
خدا کے پاس تخت والا ہو فرشتون مین اسکا حکم مانا گیا خدا کے
نزدیک امانت دار اور تمہارا صاحب (رسول اللہ) ہرگز دیوانہ نہین
(کہ دیوانونکی طرح اسکو یون ہی خیال دکہائی دی) اسکو پیغمبر صلی اللہ علیہ
وسلم نے پہلی ہی ظاہر کنارہ مین دیکھا ہے - اور سورہ شعرا مین فرمایا
ہو یہہ قرآن خدا کیطرف سے اتارا گیا ہے جسکو روح امین (جبرئیل) نے
تیرے دل پر اتارا ہے - اور سورۃ بقر مین ارشاد فرمایا ہے کہ جبرئیل نے تیرے دل پر خدا کے حکم سے قرآن اتارا ہے -

تو مشاہدہ سے ثابت ہوا اسلئے آپکے وجود یا جود مرئی و مشاہد کو خیالی وجود پر حمل کرنا جایز نہین ہے بخلاف
وجود جبرئیل ع کہ وہ مشاہدہ سے ثابت نہین ہے **جواب** جبرئیل امین کا وجود بہی مشاہدہ سے ثابت
ہے جو انبیاء علیہم السلام کے مشاہدہ مین آیا ہے اور ایک نبی کا مشاہدہ لاکہہ عامی سے بڑہکر لایق تصدیق
واعتبار ہے۔ **سوال** وہ مشاہدہ انبیاء مشاہدہ خیالی تہا واقعی ہوتا تو کسی اور کو بہی یہہ مشاہدہ ہوتا
اور چونکہ سوائے انبیاء علیہم السلام کے کسی اور نے جبرئیل ع کو نہین دیکہا اسلئے مشاہدہ انبیاء کی نسبت یہہ
یقین کیا گیا ہے کہ یہہ صرف انکا خیال تہا۔ بخلاف وجود یا جود سید احمد کہ وہ ہر کسیکو نظر آتا ہے اسلئے
اسمین مجال تاویل تخییل نہین ہے **جواب** جیسے انبیاء علیہم السلام نے جبرئیل کو دیکہا ہے ایسا ہی
اور لوگون نے جبرئیل وغیرہ ملایکہ کو دیکہا ہے اسکا بیان احادیث صحیحہ+ مین اس کثرت سے ہے کہ ہمارا
رسالہ اور قلم و زبان اسکے بیان سے عاجز ہین۔

رہا یہہ امر کہ وجود جبرئیل امین وجود سید احمدی کی طرح ہر کسیکو نظر نہین آتا۔ اسکی وجہہ یہہ ہے
کہ دنیا مین بہت ایسی موجودات خارجیہ ہین جنکو سوائے چند اشخاص کے کوئی نہین دیکہتا یا اسپہر انکے
وجود کو واقعی ہونیسے خارج کر کے خیالی نہین کہا جاتا۔ دیکہو آسمان پر بعض تارے ایسے ہین جو پہلے
زمانہ کے حکماء تک کسی نے نہین دیکہے پچہلے زمانہ مین حکماء فرنگ نے مشاہدہ کئے ہین۔ اور بہت تارے
ایسے ہین جو لاکہون اشخاص کو نظر نہین آتے صرف وہی لوگ دیکہتے ہین جو دوربین لگاکر دیکہا چاہتے ہین

+ مشکوۃ کے ابتدا مین بروایت بخاری و مسلم حدیث منقول ہے کہ جبرئیل بصورت انسان آنحضرت صلعم کے پاس
آئے اور آنحضرت کے زانو سے زانو ملا کر بیٹہہ گئے اور در باب ارکان اسلام و احسان و قیامت چند سوال کئے۔ جب وہ رخصت
ہوئے تو آنحضرت نے صحابہ کو ارشاد کیا کہ اس سائل پوچہنے والے کو واپس بلاؤ۔ جب صحابہ نے انکو دیکہا تو نہ پایا تب آنحضرت
نے ارشاد فرمایا کہ یہہ جبرئیل تہا تمکو دین سکہانے آیا تہا یہہ بخاری کے الفاظ ہین جو صحیح بخاری مین بصفحہ ۱۲ موجود ہین
اور صحیح بخاری کے صفحہ ۵۱۳ مین حدیث ہے کہ ایکدفعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ام سلمہ حاضر تہین ات مین جبرئیل بصورت
دحیہ کلبی آئے اور باتین کر کے رخصت ہوئے تو آنحضرت نے ام سلمہ سے پوچہا کہ یہہ کون تہا انہون نے کہا دحیہ کلبی
بتایا یہانتک کہ آنحضرت نے خطبہ مین جبرئیل کا ہونا ظاہر کیا ۱۲ م

ایسلیے عناصر اربعہ آب باد آتش خاک اور انسے مرکبات مثلاً انسان کے جسم مین بہت ایسی
چیزین ہین جو سوائے خوردبین والے ڈاکٹرون کے کسی کو نظر نہین آتی ہین ــ **سوال** دفعہ (۱)
جنہون نے سوا انبیا کے جبرئیل وغیرہ ملایکہ کو دیکھا ہے اپنے خیال کو دیکھا ہے خارج اور واقعہ مین ملایکہ کا وجود نہین
ہے - دفعہ (۲) اور اگر وجود ملایکہ ان ستارون اور مخفی چیزون کی مانند ہے جو آلات (دوربین
یا خوردبین) سے نظر آتے ہین تو چاہیے کہ ملایکہ بہی آلات سے ہر کسی کو نظر آجاوین جس آلہ سے
انبیا نے انکو دیکھا ہے اُسی سے ہر کوئی دیکہ لے **جواب** دفعہ (۱) اگر بلادلیل وبیوجہہ لوگون کی
رویت ومشاہدہ کو بہی خیال پر محمول کرنا جایز ہے اور دہینگا دہینگی یا ہٹ دہرمی شریعت نیچریہ
کے رو سے منع نہین ہے تو منکر وجود سید احمد بہی کہہ سکتا ہے کہ جس کسینے سید احمد خان صاحب
بہادر کو بزعم خود دیکھا ہے اُس نے اپنے ہی خیال کو دیکھا ہے اور واقعہ مین سید احمد خان کوئی
ہوا ہی نہین ہے **جواب** دفعہ (۲) بیشک جن آلات (دوربین یا خوردبین) سے ملایکہ کو
دیکھا جاتا ہے وہ آلات لوگون کو میسر آوین اور انکی بصیرت چشم بہی قایم ہو تو ہر کسی کو ملایکہ
دکہائی دین - اکثر لوگون کو جو ملایکہ نظر نہین آتے تو انکی نظر مین قصور ہے اور اُن کو وہ آلات
میسر نہین ہین ــ **سوال** دوربین وخوردبین آلات مشاہدہ اشیاے مذکورہ تو مشاہدہ مین آتے
ہین اور یہ بہین لوگ دیکہتے ہین - اس قسم کے آلات مشاہدہ جبرئیل ؑ وسایر ملایکہ کہان ہین اور
وہ کہان بنائے جاتے ہین کہ انکو ہر کوئی خریدے اور آنکہہ پر لگاکر ملایکہ کو دیکہ لے - **جواب** وہ
آلات جسمانی نہین ہین کہ اس آنکہہ کی جسمانی قوت سے دکہائی دین بلکہ روحانی ہین جو اس آنکہہ
مین روحانی طاقت بڑہ جانیسے دکہائی دیتے ہین

وہ اسپکل شیشے وغیرہ جسمانیات سے نہین بنتے بلکہ علم اخلاق وپاکیزہ خیالات
واعتقادات سے تیار ہوتے ہین - انکے کارخانے جسمانی کارخانے نہین ہین بلکہ روحانی اطبا علیہم السلام
مین پس جو ان آلات کا طالب ہے اور مشاہدہ ملایکہ کا مشتاق وہ انبیا علیہم السلام کی شاگردی اختیار کرکے
اُس طرح جو وہ فرماوین نفس کو الوثات بہیمیہ سے پاک کرے اور اپنے آپ مین ملکی صفات پیدا کرے

اوراِن صفات مین ملایکہ کا ہمجنس ہوجاوے پہراپنی ظاہر آنکہون پہ وہ دور بین لگی ہوئی دیکھ لے - اوراسکے ذریعہ سے اپنے ہمجنسون (ملایکہ) کو مشاہدہ کرلے اورجبکو یہہ بات میسر نہ آوے وہ اپنے تئین شپرکے مانند سمجہے جو آفتاب کو نہین دیکہتی یا اُن عوام کی مثل خیال کرے جو ستارون اوراُن مخفی اشیا کا معائنہ نہین کرتے - آنزایبل صاحب بہادر کی طرح اس ندیکہنے کا گناہ ملایکہ کے ذمہ نہ لگاوے ؎ گرنہ بیند بروز شپرہ چشم ✤ چشمہ آفتاب راچہ گناہ - تہوڑے دن گذرے ہین کہ ایک بے سمجہہ نے اشتہار دیا تہا کہ جوکوئی مجہے وجود جن دکہاوے وہ مجہسے کئی سو روپیہ انعام لے - اسکا بہی جواب ہے کہ پہلے آپ کسی روحانی طبیب سے آنکہین بنوائین پہر جن یا ملایکہ یا جس چیز کو چاہین دیکہہ لین - ان لوگون کا یہہ کہنا کہ ملایک ہین تو ہمکو دکہا دو یا جن کا معائنہ کرا دو بعینہ ایسا ہے جیسا اندہا کہے کہ مجہے سورج دکہا دو یا نامرد کہے کہ مجہے لذت جماع چکہا دو یا عام لوگ کہین کہ ہمکو اِن آنکہون سے سبہی ستارے بتا دو - الحاصل جبریل یا اور ملایکہ کا دیکہنا اِن آنکہون مین روحانی قوت چاہتا ہے صرف ظاہری قوت جو عام لوگون کو حاصل ہے مشاہدہ ملایکہ یا اور پوشیدہ چیزون کے لئے کافی نہین ہے - پس جو اس مشاہدہ کا شایق ہو تو بحکم ؎ قدر این بادہ ندانی بخدا تا نچشی ✤ اس قوت کا بہم پہنچانا لازم ہے یہہ نہ ہوسکے تو اُن لوگون کی جنہین یہہ قوت ہے اطاعت و تسلیم کرنا چاہیے اس سے انکار کیسو بیہودہ سے مناسب بات یہ ہے امام صاحب نے قبر کے سانپ اور بچہون کی نسبت احیا العلوم مین فرمایا ہے -

امثال هذه الاخبار لها ظواهر صحيحة واسرار خفية لكنها عند ارباب البصائر واضحة فمن لم ينكشف له حقائقها فلا ينبغي ان ينكر ظواهرها بل اقل درجات الايمان التسليم والتصديق فان قلت نحن نشاهد الكافر في قبره ونراقبه

ان چیزون کے ظاہری معنے صحیح ہین اور ان کے اسرار مخفی ہین جو اہل بصیرت کے نزدیک واضح ہین [illegible] انکے حقایق منکشف نہون انکو [illegible] ظاہر [illegible] تسلیم [illegible] اگر تو کہے کہ ہم کافر کو قبر مین [illegible] دیکہتے ہین [illegible] کوئی سانپ بچہو نہین پاتے [illegible]

والا تشاهد شيئا من ذلك فما وجه التصديق على خلاف المشاهدة فاعلم ان لك ثلاث مقامات في التصديق بامثال هذا احدها وهو الاظهر والاصح والاسلم ان تصدق بانها موجودة وهي تلدغ الميت ولكن لا تشاهد ذلك فان هذه العين لا تصلح لمشاهدة الامور الملكوتية وكل ما يتعلق بالآخرة فهو من عالم الملكوت الخ (احياء)

مشاہدہ مان لینے کی کیا وجہہ ہے تو اُسکے جواب مین جان لے کہ ان باتون کے تسلیم کرنیکے تین مقام ہین - ایک جو بہت ظاہر وصحیح وسالم تر ہے یہہ ہے کہ تو یقین کرلے کہ وہان سانپ بچھو موجود ہین جو میت کو ڈس رہے ہین پر تجھے نظر نہین آتے اسلیے کہ یہہ آنکھہ (یعنے یہہ بینی قوۃ) مشاہدہ امور ملکوتیہ کے لایق نہین اور جو امر آخرت کے متعلق ہے وہ عالم ملکوت سے ہے تا آخر عبارت جو دیکھنے لایق ہے

افسوس آنرایبل صاحب نے ان باتون مین غور نہین کی - اور باوجود اس اعتراف کے کہ وجود جبرئیل وملایکہ کسی دلیل کے شہادت سے محال نہین - وجود جبرئیل علیہ السلام اور انکی اصلی صورت سے آنے اور کلام خدا پہنچانیکے بوجوہ خیالی تاویل کردی ہے -

زیادہ تر افسوس اسلیے ہو کہ جن باتون سے آپ ایسا انکاری ہو کر تاویل کررہے ہین انکو پہلے مان چکے ہین اور اپنی پرانی کتاب **تبیین الکلام** مین ہمارے بیان کے مطابق انکی تفصیل کرچکے ہین اسمقام مین ہم اصل کلام جناب نقل کرتے ہین اور ناظرین خصوصا آنرایبل ممدوح کے مقابلہ پر کو عبرت دلاتے ہین - آپ اس کتاب کی جلد اول صفحہ ۲۰ مین فرماتے ہین - وحی وہ چیز ہے جس سے خدا کی مرضی نامعلوم باتون مین کہل جاوے اور یہہ بات کئی طرح پر ہوتی ہے

اول یہہ کہ خدا سے اسکا پیغام سنا جاوے - **دوسری** یہہ کہ خدا کا فرشتہ اپنی صورت مین آوے اور خدا کا پیغام پہنچاوے **تیسری** یہہ کہ فرشتہ خدا آدمی کی صورت بنکر آوے - اور خدا کا پیغام پہنچاوے **چوتھی** یہہ کہ صرف بذریعہ آواز کے بغیر کسیکی مشاہدہ کے پیغام الہی پہنچے - **پانچوین** یہہ کہ خدا کی طرف سے دل مین خدا کا پیغام ڈالا جاوے **چھٹی** یہہ کہ خواب مین یا اور طرح پر بذریعہ کشف کے پیغام الہی معلوم ہو - ہم مسلمانون کے مذہب کے بموجب

مطلق وحی کا آنا صرف انبیاء پر ہی منحصر نہین ہے بلکہ انبیا کے سوا مقدس لوگون پر بھی وحی
آتی ہے مگر واسطے اس امر کے کہ انبیاء علیہم السلام اور اور مقدس لوگون کی وحی مین شبہہ
نہ پڑے جدا جدا نام رکھے ہین وحی کی پہلی چار قسمون کو جب انبیاء کے سوا اور لوگون پر
اُترے تحدیث کہتے ہین - اور پانچوین قسم کو الہام - اور چھٹی قسم کو مشاہدات یا مکاشفات"
(پھر الہام و مکاشفات غیر انبیاء کا قرآن و حدیث سے ثبوت دیا ہے اسکے بعد صفحہ ۱۱ مین فرمایا ہے)
مگر ہم مسلمان ان دونون قسم کی وحیون مین یعنی جو نبی پر آوے اور جو غیر نبی پر آوے تمیز کرنے
کو یہہ اعتقاد رکھتے ہین کہ جو وحی انبیاء کو ہوتی ہے اسمین کوئی غلطی نہین ہوتی نہ اصل وحی مین
نہ تعبیر معنے وحی مین اور جو وحی انبیاء کے سوا اور مقدس لوگون کو ہوتی ہے اسمین سمجھہ کی غلطی
کا احتمال ہے خواہ باعتبار وحی سمجھنے اُس واقعہ کے جو ہوا خواہ باعتبار تعبیر اور فہم معنے وحی کے -
علاوہ اسکے ایسی وحی جس سے شریعت کا کوئی نیا حکم پیدا ہو وہ نبی کے سوا اور کسی کو نہین ہوتی (پھر انبیاء
سابقین پر وحی کا بالمعنے نازل ہونا بیان کیا ہے - پھر بصفحہ ۱۳ - بہ نسبت وحی آنحضرت کے فرمایا ہے)
مگر ہمارے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم پر جو وحی نازل ہوئی اسمین بالذات ایک اور معجزہ فصاحت
کا بھی مقصود تھا اسلیے ضرور ہوا کہ وہ وحی بلفظہ نازل ہوتا کہ اُسکی سی فصاحت انسان سے
نہ بن سکے چنانچہ قرآن مجید اسی طرح بلفظہ نازل ہوا اور وہی لفظ بلفظ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم
نے لوگون کو پڑھ سنایا - اس سبب سے ہم مسلمانون نے اپنی اصطلاح مین قرآن مجید کو ایک
خاص معنون مین سمجھا ہے یعنی وہ وحی جس کے لفظ خدا سے ہی ہون - اور ایسی وحی کو ہم کہتے
ہین وحی متلو یا کلام الٰہی اور اس وحی کو جو بطور مضمون القا ہوئی تھی کہتے وحی غیر متلو یا
حدیث مگر بسبب خاص وجہ کے یہہ ایک خاص اصطلاح قرار پائی ہے نعوذ باللہ اسکے یہہ مطلب
نہین ہے کہ انبیا سابقین علیہم السلام پر جو القا ہوا اور جو احکام اور ہدایت دین کی اُنہون نے
فرمائی یا سوائے قرآن مجید کے اور کچھہ دین کے معاملہ مین ہمارے جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ
وسلم نے فرمایا وہ کلام الٰہی نہین ہے"

اس عبارت جناب کو ناظرین اور آنرایبل صاحب کے مقلدین انصاف سے دیکھین کہ کیسی ہمارے بیان کی مصدق ہے اور آنرایبل صاحب کی طرف بنظر عبرت نظر کرین کہ وہ پہلے کیا تہے اور اب کیا ہوگئے ہین —

اسکا سر و منشا یہہ ہے کہ آپ باوجود دعوی اجتہاد و ترک تقلید ہمیشہ سے مقلد رہے ہین اور جو کچہہ کہتے ہین اپنے فہم و عقل کو اسمین دخل نہین دیتے — بنا برعلیہ جو آپنے تبیین الکلام مین کہا ہے وہ مقلدانہ اہل اسلام کہا ہے اور جو آپ تفسیر و تنزیہ وغیرہ مین فرمایا ہے اسمین تقلید [illegible] کو اختیار کیا ہے جو باتین آپ نے جبرائیل اور اسکی صورت اور آواز اور کلام الہی کے بابت مین [illegible] وہ سب فلاسفہ کی باتین ہین — دیکھو کتاب اشارات بو علی سینا جسکا ماحصل [illegible] مین منقول ہوا ہے اور رسالہ فرقان شیخ الاسلام [illegible] کی عبارت اشاعۃ جلد ۲ نمبر ۸ مین منقول ہے —

[illegible] وہ ان باتون مین آنرایبل صاحب کو مجتہد و محقق سمجہے ہین اور [illegible] خان الہ سید احمد خان صاحب کیسی باریک باتین اپنی طبیعت اور تحقیق سے نکالتے ہین ؟

[illegible] قسم دوم چندان محتاج بیان نہین ہے اس قسم کا وجود اہل اسلام کے نزدیک خود مسلم ہے چنانچہ اشاعۃ نمبر ۵ و ۶ جلد ۲ مین اسکی تفصیل موجود ہے اور آنرایبل صاحب کو بہی اسکے وجود سے انکار نہین ہے چنانچہ اسی عبارت منقولہ بالا مین وہ اعتراف مصرح ہے ہان اس قسم کی حقیقت و کیفیت مین آپکو اہل اسلام سے نزاع ہے - آپ اسکو امر طبعی و داخلی کہتے ہین اور اہل اسلام اسکو امر خارجی [illegible] غیبی ہونیکا اعتقاد رکہتے ہین - اس نزاع مین جو عقلی فیصلہ [illegible] شرح بیان حقیقت وحی مین ہوچکا ہے - اور اسمین آنرایبل صاحب کا منشا غلطی کہ انہون [illegible] مین [illegible] تفرقہ نہین کیا بتایا گیا - اب اس مین شرعی فیصلہ کیا جاتا ہے [illegible] عبارت قرآن آنرایبل صاحب کے خیال کا ابطال ظاہر ہوتا ہے ؟

قرآن مین جہانتک غور کیجاتی ہے اس سے یہی بات معلوم ہوتی ہے کہ وحی و الہام (قسم دوم ہو خواہ اول) غیبی و خارجی امر ہے جسکا غیب از خارج سے نبی اور ولی + کے دل پر القا ہوتا ہے طبعی و داخلی نہین جسکا صرف طبیعت سے صدور اور اسکی مصدر و مخرج (یعنے طبیعت) کا کمال حضور ہوتا ہے —

اس پر بہت سے آیات قرآن شاہد ہین - از انجملہ چند آیات سے اس مقام میں استدلال کیا جاتا ہے جو تین مقدمات (جنمین دو بدیہی ہین ایک یقینی نظری) کی تمہید پر موقوف ہے —

پہلا مقدمہ طبعی امور طبیعت سے عادةً جدا نہین ہوتی جبتک کہ انکے مقابلہ مین کوئی قاسر (مقتضائے طبع کے برخلاف چلانیوالا) یا عائق (مقتضائے طبعی سے روکنے والا) پیدا نہو ان امور کی تحقیق کے لئے صرف اقتضائے طبع اور ارادہ کافی ہوتا ہے —

تمثیل مچھلی کے لئے تیرنا امر طبعی ہے - تو جبتک مچھلی کو کوئی علت داخلی یا آفت خارجی تیرنے سے نہ روکے یہہ تیرنا جب وہ چاہے اس سے جدا نہین ہوتا —

پس جو امر کسی سے باوجود ارتفاع قاسر و عائق و تحقق ارادہ کے نہ ہوسکے وہ امر اسکا طبعی نہین ہے یہہ مقدمہ ایسا بدیہی ہے کہ اسکی صحت و ثبوت مین کسی عاقل کو کلام نہین ہے —

دوسرا مقدمہ طبعی امور کا حصول کسبی و اختیاری نہین ہوتا - یعنی جو کسی کا طبعی امر ہوتا ہے وہ اسکو دوسرے سے نہین سیکہتا اور اسکے سیکہنے مین مشقت و تکلیف نہین اٹھاتا —

تمثیل مچھلی کے لئے تیرنا پرند جانورون کے لئے اڑنا چوپایہ و دو پایہ دوابّ کے لئے پاؤن پر چلنا سانپ کے لئے پیٹ پر لہرانا بچھو کا ڈنک مارنا امور طبعی ہین تو وہ انہین سیکہنے سکہانے کے محتاج نہین ہین —

پس جو امر کوئی سیکہنے سکہانے سے حاصل کرے اور اسکے سیکہنے مین از حد مشقت و رنج اٹھاوے وہ اسکا طبعی امر نہین ہے یہہ مقدمہ بھی ایسا بدیہی ہے جسمین نزاع کا اندیشہ نہین ہے —

+ اسی فرق کے ساتہہ جسکا بیان ہماری اور مخاطب کی کلام مین گذرا ہے —

تیسرا مقدمہ طبعی امر کو غیبی نہین کہا جاسکتا - یہہ مقدمہ نظری ہے مگر چونکہ اسپر دلیل قطعی قایم ہے اسلئے یہہ مقدمہ یقینی ہے **وہ دلیل یہہ** ہے کہ طبیعت عین ذات ہے یا اسکی ایکجات وصفت اور ذات اپنے آپ سے غایب نہین اور نہ صفات ذات ذات سے غایب ہین اسی نظر سے اپنی ذات وصفات کے علم کو حضوری† کہا جاتا ہے -

لہٰذا جو امر طبعی ہو یعنی طبیعت سے سرزد ہوا سکو غیبی یعنی غیب سے سرزد نہین کہا جاسکتا -

تمثیل مچھلی کا تیرنا انسان کا بولنا لوہے کا پانی مین ڈوب جانا پرند کا ہوا مین اڑنا طبعی امور ہین تو انکو یہہ نہین کہا جاسکتا کہ یہہ امور غیبی ہین ۔

پس جو امر کسی سے غائب ہوگا یا غیب سے حاصل ہوگا وہ اسکا طبعی امر نہوگا ۔

جب یہہ مقدمات ممہد ہوچکے تو اب اصل استدلال کیطرف رجوع کیا جاتا ہے - پس واضح ہو کہ قرآن کی بہت سے آیات سی بلحاظ انکے موقع ومحل صاف ثابت ہوتا ہے کہ بعض امور کی نسبت آنحضرت کو کئی دنوں تک وحی والہام نہ ہوتا باوجودیکہ آنحضرت کی طبیعت کا شوق ومیلان بدرجہ کمال پایا جاتا اور شدت سے انتظار رہتا - اور بعض امور مین عمر بہر الہام نہین ہوا - اور آنحضرت نے اس سے صاف انکار ظاہر فرمایا ہے اور دونون صورتون مین فاسد وعایق طبعی کا وجود ثابت نہین ہوا بلکہ بمقابلہ اسکے ارادہ تقاضا طبع پایا گیا ہے - اس انقطاع وانعدام الہام سے بشہادت مقدمہ اولی صاف ثابت ہوتا ہے کہ الہام امر طبعی وداخلی نہین ہے غیبی وخارجی ہے جسکا حصول غیب وخارج سے ہوتا ہے اگر وہ داخلی وطبعی ہوتا تو باوجود سلامتی ومیلان طبیعت ووقوع ارادہ کے کبہی اسکا انقطاع نہوتا - اس قسم کی آیتین بہت ہین از انجملہ چند آیات ذکر کیجاتی ہین -

(۱) سورہ **بقرہ** مین ارشاد ہوا ہے تیرا آسمان کیطرف مونہہ پہیرنا ہم دیکہہ رہے ہین پہر ہم تجہے اوہر ہی پہیر نیگے جدہر تیرا دل چاہتا ہے پس (اب) مونہہ کو کعبہ کیطرف پہیرا لے -

قد نرى تقلب وجهك في السماء فلنولينك قبلة ترضها فول وجهك شطر المسجد الحرام - (بقرہ ع ۱۷)

بخاری ومسلم وترمذی نے روایت کی ہے -

† دیکہو رسالہ قطبیہ اور اسپر حواشی زاہدیہ -

عن البراء بن عازب لما قدم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم المدینة صلی نحو البیت المقدس ستة او سبعة عشر شهرا و کان یحب ان یوجه الی الکعبة فانزل اللہ قد نری تقلب وجهك فوجه نحو الکعبة وکان یحب ذلك الحدیث (جامع ترمذی وغیرہ)

وعنه وکان رسول اللہ صلعم اذا صلی الی بیت المقدس اکثر تقلیب وجهه فی السماء وعلم اللہ من قلب نبیه انه یهوی الکعبة فصعد جابرئیل فجعل رسول اللہ صلعم یتبعه بصره وهو یصعد بین السماء والارض ینظر ما یاتیه به فانزل اللہ هذه الایة - (سنن ابن ماجه)

تقلب وجهك فی السماء متطلعا الی الوحی ومتشوقا للامر باستقبال الکعبة

(جلالین وغیرہ)

کہ آنحضرت صلعم مدینہ پہنچے تو سولہ یا سترہ مہینے بیت المقدس کیطرف نماز پڑہتے رہے مگر دل سے یہی چاہتے کہ کعبہ کیطرف پہرائے جاوین -

ابن ماجہ کی روایت مین آیا ہے کہ آنحضرت بیت المقدس کی طرف نماز پڑہتے تو آسمان کی طرف بہت دیکہتے - اور خدا تعالی نے آنحضرت کے دل ہی سے جان لیا کہ یہہ کعبہ کو چاہتے ہین - جب جبرئیل آسمان کیطرف گئے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم انکی طرف دیکہتے رہے اور حکم کے منتظر رہے - اس پر یہہ آیت نازل ہوئی -

انہین روایات کی بناء پر تفسیرون مین آسمان کیطرف نظر کرنیکا یہہ سبب بتایا ہے کہ آسمان کیطرف دیکہنا بشوق نزول وحی تہا -

(۳) سورہ **کہف** مین ارشاد ہے کسی چیز کی نسبت تو یہہ نہ کہہ کہ مین اسکو کل کرون گا مگر اسکے

ولا تقولن لشیئ انی فاعل ذلك غدا الا ان یشاء اللہ واذکر ربك اذا نسیت -

(کہف)

ساله اهل مكة عن خبر اصحاب الكهف فقال اخبركم غدا ولم يقل ان شاء الله فنزل - (جلالین)

کہ انشاء اللہ بہی کہے اگر یہہ کہنا بہول جاوے تو جب یاد آوے تب کہہ دے - اس آیت کی تفسیر مین مفسرین بیان کرتے ہین کہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے لوگون نے اصحاب کہف کا حال وغیرہ مسایل پوچہے

قال المفسرون ان القوم سالوا النبی
صلی اللہ علیہ وسلم عن المسائل الثلثۃ
قال علیہ السلام اجیبکم عنہا غدا
ولم یقل انشاء اللہ فاحتبس الوحی خمسۃ
عشر یوما وفی روایۃ اربعین یوما ثم نزلت
ھذہ الایۃ (تفسیر کبیر جلد ۵ صفحہ …)

تو آنحضرت نے جواب میں فرمایا کہ کل بتاؤنگا
جسمیں کوئی پندرہ چالیس دن تک وحی
بند رہی پھر یہ آیت نازل ہوئی۔

(۳) اور سورۂ مریم میں جبرئیل امین کی طرف سے فرمایا ہے ہم نہیں اترتے مگر خدا کے

وما نتنزل الا بامر ربک لہ ما بین
ایدینا وما خلفنا وما بین ذلک وما
کان ربک نسیا (مریم ۶۴)

حکم سے اسیکا ہے جو ہمارے آگے ہے اور
جو ہمارے پیچھے اور جو اسکے بیچ میں ہے اور
تیرا رب بھولنے والا نہیں ہے۔

عن ابن عباس قال قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم
لجبرئیل ما یمنعک ان تزورنا اکثر مما تزورنا
فنزلت (صحیح بخاری [illegible])
وعن ابن اسحق من وجہ آخر ان قریشا سالوا
عن اصحاب الکہف فمکث النبی صلی اللہ علیہ
وسلم خمس عشر یوما لا یحدث فی ذلک
وحیا فلما نزل جبرئیل قال لہ ابطات
وعن ابی حاتم انھا نزلت فی احتباسہ عنہ
اربعین یوما حتی اشتاق اللقاء (ارشاد الساری شرح بخاری)
ان قریشا بعثت خمسۃ رھطا الی یہود المدینۃ
یسئلونہم عن صفۃ محمد صلی اللہ علیہ وسلم

بخاری وترمذی نے حضرت ابن عباس سے روایت
کی ہے کہ آنحضرت نے جبرئیل امین سے کہا کہ آپ جتنی دفعہ
تشریف لاتے ہیں اس سے زیادہ کیوں نہیں آتے اسپر یہ آیت
نازل ہوئی کہ اسکا سبب یہی روایتیں وہی خبر
اصحاب کہف کی بابت آنحضرت کا وعدہ کرنا بیان
ہوا ہے اور اسکی تکمیل مدت ابن ابی حاتم کی روایت
میں چالیس دن بیان ہوئی۔ ان ہی روایات کے
وسائط سے مفسرین نے وہ بات کہی ہے جو آیت
سابق کے ذیل میں تفسیر کبیر سے نقل ہوئی۔
اور اس آیت کے ذیل میں تفسیر کبیر میں کہا ہے
کہ قریش نے یہودیوں کیطرف پانچ آدمی کو بھیجا

هل يجدونه في كتابهم - فسألوا النصارى
فزعموا أنهم لا يعرفونه وقالت اليهود نجده
في كتابنا وهذا زمانه وقد سألنا رحمن
اليمامة عن خصال ثلاث فلم يعرف فاسألوه
عنهن فإن أخبركم بخصلتين منها فاتبعوه
فاسألوه عن فتية أصحاب الكهف وعن ذي
القرنين وعن الروح قال فجاءوا فسألوه
عن ذلك فلم يدر كيف يجيب فوعدهم أن
يجيبهم بعد ذلك ولم يقل إن شاء الله فاحتبس
الوحي عنه أربعين يوما وقيل خمسة عشر يوما
فشق عليه مشقة شديدة وقال المشركون ودعه
ربه وقلاه فنزل جبريل فقال له النبي صلى الله عليه وسلم
أبطأت علي حتى ساء ظني واشتقت إليك قال إني كنت
أشوق ولكني عبد مأمور إذا بعثت نزلت وإذا حبست
احتبست فأنزل الله تعالى هذه الآية وأنزل قوله
ولا تقولن لشيء إني فاعل ذلك غدا إلا أن يشاء الله
سورة والضحى (تفسير كبير جلد ٨ صفحہ ۲۶۹)

اور آنحضرت کی نسبت سوال کیا کہ تمہاری کتب میں
کیا ذکر ہے؟ انہوں نے نصاریٰ سے پوچھا تو انہوں
نے کہا کہ ہم نہیں پہچانتے اور یہودیوں نے کہا کہ
اسکا ذکر ہماری کتابوں میں ہے اور یہ اسکے ظہور
کا وقت ہے ہم نے (ملک) یمامہ کی رحمن سے (شاید
اس سے مسیلمہ کذاب مراد ہو) تین چیزوں سے سوال کیا
تو اس نے انکو نہ بتایا پس پوچھو اگر وہ دو باتیں بتا دیں
تو اسکی پیروی کرو اسپر انہوں نے اصحاب کہف اور ذوالقرنین
اور روح کی بابت سوال کیا آنحضرت کو ان کا جواب
معلوم نہ ہوا اور جواب کا وعدہ کیا اور انشاء اللہ
نہ کہا پس کئی روز (چالیس یا پندرہ دن) وحی کی آمد
بند رہی اور اس سے آنحضرت کو بہت تکلیف پہنچی مشرکین
کہنے لگ گئے کہ محمد کو اسکے رب نے چھوڑ دیا ہے اور
اس سے وہ ناخوش ہو گیا ہے پس جبرئیل آئے
اور یہ آیت اور آیت سابق اور سورۃ والضحیٰ لائے

اس آیت سے قسم اول وحی کا خارجی و غیر طبعی ہونا ثابت ہوتا ہے جبرئیل امین آنحضرت کا ساتھ
و ملکۂ نبوت کا نام ہوتا تو یہ آیت اور اس کے شان نزول میں بیان ہوا ہے ہرگز وقوع میں نہ آتا
(۴) اور سورۃ براءۃ میں کعب و مرارہ و ہلال کی نسبت ارشاد ہوا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان تینوں پر رجوع

وعلى الثلاثة الذين خلفوا حتى ضاقت

برحمت کیا ہے جنکے حق میں پچاس دن تک

عن عايشه رضي الله عنها فهلك من هلك وكان الذى تولى الافك عبد الله بن ابى بن سلول فقدمنا المدينة فاشتكيت حين قدمت شهرا والناس يفيضون فى قول اصحاب الافك ولا اشعر بشيء من ذلك ويريبني فى وجعي انى لا اعرف من رسول الله صلى الله عليه وسلم اللطف الذى كنت ارى منه حين اشتكى انما يدخل علي رسول الله صلى الله عليه وسلم فيسلم ثم يقول كيف تيكم ثم ينصرف وذاك الذى يريبني ولا اشعر بالشر × × فدعا رسول الله صلعم علي ابن ابي طالب واسامة بن زيد حين استلبث الوحي يستامرهما في فراق اهله × × × فدخل علينا رسول الله فسلم ثم جلس ولم يجلس عندي منذ قيل لي ما قيل وقد لبث شهرا لا يوحى اليه فى شاني قالت فتشهد رسول الله صلى الله عليه وسلم حين جلس ثم قال اما بعد يا عايشة فانه بلغني عنك كذا وكذا فان كنت بريئة فسيبرئك الله وان كنت الممت بذنب فاستغفري الله وتوبي اليه × × قالت فوالله ما قام

حضرت عائشہ صدیقہ فرماتی ہین کہ مجھہ پر تہمت لگانے سے جو ہلاک ہوا سو ہوا اور جو اس کام کا متولی بنا تہا وہ عبد اللہ بن ابی تہا جب ہم مدینہ پہنچے تو مین تب ہی سے ایک مہینے تک بیمار رہی اور لوگ اس بہتان مین ڈٹول کرتے رہے اور مجھے کچہہ خبر نہ تہی - ہان مجھے اس سے بے چینی ہوتی کہ مین اس بیماری مین آنحضرت کا وہ لطف نہ دیکہتی جو پہلی بیماریون مین دیکہا کرتی - آنحضرت میرے پاس آتے تو سلام کہتے اور صرف اتنا پوچہتے کہ کیسی [illegible] اس سے مجہے تردد ہوتا اور اصل فساد میرے خیال مین نہ آتا - جب مین اصل حال سے واقف ہوئی اور مان باپ کے گہر گئی تو ساری رات روتی رہی اسی اثنا مین آنحضرت نے علی ابن ابی طالب اور اسامہ سے مجہکو طلاق دینے کی صلاح پوچہی اور [illegible] ایسے روئی کہ میری آنکہین [illegible] آنسوؤن سے بس نہ کی اسی حال مین آنحضرت تشریف لائے اور میرے پاس [illegible] اس سے پہلے جب سے مجہہ پر تہمت ہوئی کبہی [illegible] پاس نہ بیٹھے تہے اسمین مہینا بہر گذر گیا [illegible]

ضمیمہ اشاعۃ السنۃ

نمبر ۱ جلد ۳

اشاعت مذہب اسلام

لایق توجہ علما و رؤسا اسلام و گورنمنٹ و کافہ انام

قال اللہ تعالیٰ واعتصموا بحبل اللہ جمیعاً ولا تفرقوا - وقال ولا تنازعوا فتفشلوا وتذہب ریحکم

یعنی اللہ کے دین کو ملکر ہاتھ مارو اور پھوٹ نہ ڈالو — اور آپس مین مت جھگڑو نہین تو پھسلو گے اور تمہاری ہوا جاتی رہیگی

جنگ سے صلح بہتر ہے اور اختلاف سے اتفاق افضل -

جنگ و نا اتفاقی کا ضرر اور صلح و اتفاق کا نفع نہ صرف مقابلین کو پہنچتا ہے بلکہ اسکا اثر اور اشخاص اور ملک پر بھی پڑتا ہے -

تمہید

یہہ وہ مضمون ہے جو بطور تمہید ضمیمہ نمبر ۸ مین مرقوم ہوا اور اسکے استحکام و تاسیس کا وعدہ ہو گیا تھا - اُسوقت تو وہ ذکر سرسری تھا مگر پھر اسکا ضروری و اہم ہونا خیال مین سما گیا اور اسپر بہت گرم جوشی سے زور دینا واجب نظر آیا - یہہ مضمون جملہ فرقہا ملت اسلام اور ملک کے حق مین مفید ہے -

ملکی فایدہ اسمین یہہ ہے کہ اس مضمون کا نتیجہ و اثر مسلمانون کا باہمی اتفاق و ملاپ ہے اور اتفاق امن ملک کے لئے اصل اصول ہے - جو ہمیشہ سے مسلمانون کے باہمی اختلاف کے سبب وارداتین ہوتی ہین اور عدالت مین ان کے مقدمات دایر رہتے ہین جنکا اثر

سرکار پر بھی پڑتا ہے کہ قبل از وقوع ان وارداتوں† کے سرکار کو نگرانی کی تکلیف ہوتی ہے۔
بعد از وقوع تحقیقات کے تکلیف پڑتی ہے اور انکا اثر ملک پر بھی پڑتا ہے کہ لوگ جرمانہ اور قید
سے سزایاب ہوتے ہین جس سے انکی باہمی عداوتین روز افزون ہوتی ہین اور وہ آیندہ مقدمات
اور واردات کے قایم ہونیکے باعث ہوتی ہین۔ اور اُن تکالیف کا مرجع نہ صرف مسلمان متخاصمین
ہوتے ہین بلکہ سوا انکے اور مذاہب کے لوگ کوئی شہادت مین کوئی کفالت مین کوئی حمایت مین کوئی تحقیقات
مین انہین شامل ہوجاتے ہین یہہ سب کی سب مسدود ہوجاوینگی اور ملک مین پورا امن ہوگا۔

مذہبی فائدہ جسکا اثر جملہ فرقہ ہاء اسلام کو پہنچنا ممکن ہے اسمین یہہ ہے کہ جو اس مضمون سے اہل اسلام کا
باہمی اتحاد و ملاپ مقصود ٹھہرایا گیا ہے اس سے اسلام کی اشاعت متصور ہے اور مسلمانونکی وقعت
وعزت و قومی ترقی متیقن ہے۔

مگر مجھے خوف ہے کہ سب فرقہ ہاء اسلام کے جلدباز جو اصول و اغراض اسلام پر مطلع نہین ہین یکایک
اس مضمون سے متوحش ہونگے اور اسکو بجائے مفید سمجھنے کے مضر سمجھینگے۔

سنی مسلمان جنکو انکے مخالف **بدعتی** کہتے ہین اس مضمون کی نسبت یہہ خیال کرینگے کہ یہہ مضمون
ہماری قدیمی رسوم سوم چہلم و بیاہ شادیون کی رسمون کی بیخ کنی کے لیے تجویز ہوا ہے۔ انکے
مقابلین جنکا وہ **وہابی** نام رکھتے ہین اسکی نسبت یہہ خیال کرینگے کہ یہہ مضمون ان رسوم بدعیہ

---

† یہہ وارداتین پہلے تو شیعہ و سنیون مین ہوا کرتی تہین لاہور وغیرہ معظم بلاد مین ہمیشہ عشرہ محرم پر
کوئی نہ کوئی واردات ہوجاتی۔ اور واردات کاشمیر اکثر لوگون کو معلوم ہے۔ اب ایک مدت سے
اس قسم کی واردات و مقدمات اہلسنت کے دو فرقون مین جنمین ایک فریق کو اُن کے مقابل وہابی
کہتے ہین اور وہ اُن کو بدعتی کے نام سے تعبیر کرتے ہین ہو رہی ہین مسجد چینیانوالی لاہور کا مقدمہ فوجداری
ناظرین کو یاد ہوگا اسکے بعد امرتسر مین مقدمہ احراق قرآن معاذاللہ قایم ہوا پھر لودہیانہ مین فوجداری کا مقدمہ وا[illegible]
ہوا جسمین ایک فریق پر جرمانہ ہوا۔ اب ارضلع شاہ آباد مین ایک سنگین مقدمہ زدوکوب قایم ہوا ہے کیسقدر تفصیل اس مضمون کی اخبار
[illegible] اس قسم کا ایک مقدمہ اجمیر مین دائر ہے اور انکا یہ مقدمات ہندوستان و پنجاب مین اکثر ہوتے رہتے ہین جو ناظرین اخبارات و واقفین ملکی حالات پر مخفی نہین ہین

چاہیے کو از سر نو رواج دینے اور تازہ کرنیکے لئے سوچا گیا ہے **حنفی** کہینگے کہ اس سے رفع یدین
و آمین بالجہر وغیرہ امور مخالف مذہب حنفی کا رواج دینا مد نظر ہے **شافعی** یا اہلحدیث جن کو بلفظ
غیر مقلد تعبیر کیا جاتا ہے یہہ گمان کرینگے کہ اس مضمون سے سُنن نبویہ (جنکو ہمنے سالہا سال
مین بڑی جہد جد سے مباحثات و تصنیفات کے ذریعہ سے زندہ کیا ہے) کو مضمحل کرنا اور از
سر نو مسایل حنفی کا مذہب رواج دینا مطمح نظر ہے **شیعہ** کہین گے کہ چونکہ اس مضمون کا مجوز سنّی
ہے اور بہو بنا بر اس مضمون کے کمیٹیان اشاعت اسلام قایم ہونگی انکے ممبر بھی اکثر سنّی ہونگے
اسلئے اس مضمون سے مقصود شیعون کا سنّی بنانا ہے - ان کے مقابل **سُنّی** کہینگے چونکہ اس مضمون
مین شیعہ وغیرہ اہل بدعت (بزعم اہلسنت) کا ساتھہ ملانا ہی تجویز ہوا ہے - اسلئے اس مضمون کا اصلی
مطلب سنیون کو شیعہ بنانا ہے اور مذہب اہلسنت و بدعت کو رلا ملا دینا -

ولیکن اگر ہر ایک فریق فرقہ ہائے مذکورہ سے تہوڑی دیر کے لئے فہم و انصاف و باریک بینی و عاقبت
اندیشی کو کام مین لاوے اور اس مضمون کے مقاصد و اغراض کو غور سے ملاحظہ فرماوے تو منجملہ خیالات
مذکورہ کسی خیال کو اس مضمون کیطرف راہ نہ دے - یہہ مضمون اور جو اس سے اتحاد کل فرقہ ہا
اسلام در نظر ہے کسی اسلامی فرقہ کے حق مین مضر نہین اور جو جو مضرتین ان مختلف فرقون کے
خیال مین گذرتے ہین یا گذرینگی وہ اس مضمون کا نتیجہ نہین -

اس مضمون سے خلافیات جزئیہ کسی فرقہ اسلام کا ابطال یا اثبات مد نظر نہین اور جو حسب منشاء اس مضمون
کے انجمن اشاعت اسلام قایم ہوگی اسکو بہی خلافیات فرقہہائے مختلفہ اسلام سے بحث نہوگی
اس انجمن کا نہ یہہ فرض ہوگا کہ کسی بدعت کا ابطال کرے اور نہ یہہ فرض کہ اسکا اثبات کرے - نہ اسکو
رفع یدین و آمین بالجہر کے اثبات سے تعرض ہوگا نہ اسکی نفی سے نہ اسکو استحقاق خلافت یا [illegible]
اہلبیت سے بحث ہوگی نہ استحقاق خلافت خلفائے راشدین سے اس انجمن کا فرض صرف اتفاقی
اصول اسلام کا قایم کرنا ہوگا اختلافی امور کی نفی یا اثبات سے اسکو کچہہ سروکار نہ ہوگا -

یہہ گفتگو تمہیدی ہے جسمین اس مضمون کا مفید مذہب و ملک ہونا مجملاً بیان ہوا ہے اب اصل

مطلب کی طرف رجوع کیا جاتا ہے جنمین ان فواید کی تفصیل ہے ۔

اصل مطلب

اسلام بہت تنزل اور نازک حالت کو پہنچ گیا ہے جسکے لیے بہت سے اسباب ہین مگر ازانجملہ بڑا بھاری سبب اہل اسلام کا آپسمین اختلاف ہے جو حد اعتدال سے تجاوز ہوکر افراط کو پہنچگیا ہے اسمین شک نہین کہ اہل اسلام کے مختلف فرقے بہت مسایل مین باہم مختلف ہین اور ان مسایل مین ہر ایک فرقے کے نزدیک حق وہی ہے جسکو وہ فریق حق سمجھتا ہے اور اسکو یہہ امر لازم ہے کہ ان مسایل مین اپنے مخالفین کو خطا پر سمجھین اور اس خطا کی نظر سے انکو کراہت کی نظر سے دیکھین ۔ مگر اسمین شک نہین کہ بعض مسایل ایسے ہین جنکا اتفاق ہی سے تعین ہر ایک فریق کے نزدیک فریق ثانی ہی حق پر ہے اور اس حق کی نظر سے اسکو اسکی طرف چشم محبت و اتحاد سے دیکھنا ضروری ہے خطا مسایل خلافیہ ایسے قوی الاثر و پر زور و عظیم الشان نہین ہے کہ اسکے مقابلہ مین حق مسایل اتفاقیہ مضمحل و بیکار و ساقط الاعتبار ہوجاوے اور حق مسایل اتفاقیہ ایسا ضعیف الاثر و ردی نہین کہ خطا مسایل خلافیہ کے سامنے اسکا لحاظ نہ کیا جاوے یہہ ہو تو چاہیے کہ مسایل خلافیہ کو اصول و امہات ایمان ٹھہرایا جاوے اور مسایل اتفاقیہ کو انکے توابع اور فروعیات سے شمار کیا جاوے ۔ مسئلہ خلافت شیخین یا اہلبیت اصول سے ہو اور مسئلہ توحید نبوت و معاد اسکے فروع ۔ مسئلہ آمین بالجہر یا بالاخفا اصول ایمان سے ہو اور ایمان باللہ اسکی فرع ۔ مگر اسکا کوئی فرقہ فرقہاے اسلام سے قایل نہین ۔

پھر تعجب ہے کہ آپس کی بحثون مین فروعات کو اصول پر کیون ترجیح دیجاتی ہے اور لازمہ اختلاف کو لازمہ اتفاق سے کیون مقدم کیا جاتا ہے ۔

شیعہ سنی کو کیون اس نظر سے کہ وہ بعد حضرت رسالت کے امیر المومنین علی مرتضی علیہ السلام کو مستحق خلافت نہین جانتا تنقیص کرتا ہے دیکھتے ہے اور اس نظر سے کہ وہ اللہ تعالی کو معبود اور آنحضرت کو رسول جانتا ہے محبت سے نہین دیکھتا کیا اسکے نزدیک خدا اور رسول کا ماننا امیر المومنین کے

ماننے سے کچھ کم ہے کہ وہ اسکے لحاظ سے اس شخص سے للہ بغض رکھتا ہے اور اسکے لحاظ سے اس سے للہ محبت نہیں رکھتا ۔

یہی سوال اس **سنی** سے ہے جو شیعہ کو اس نظر سے کہ وہ خلافت شیخین کو حق نہیں جانتا بغض و کراہت سے دیکھتا ہے اور اس نظر سے کہ وہ خدا اور رسول پر ایمان رکھتا ہے حب سے نہیں دیکھتا کیا اسکے نزدیک خدا اور رسول کا ماننا صدیق اکبر و عمر فاروق رضی اللہ عنہما کے ماننے سے کچھ کم ہے کہ وہ اسکے مقابلہ میں اسکو وقعت نہیں دیتا ۔ اسکے لازمہ (بغض للہ) کا لحاظ کرتا ہے اور اسکے لازمہ (حب للہ) کا لحاظ نہیں کرتا ۔ ان دونوں سے بدرجہ ظاہر یہ کہ اس سوال کا مورد وہ **عامل بالحدیث** ہے جو حنفی کو آمین بالجہر و رفع یدین (جو اہلحدیث کے مذہب میں بھی صرف مستحب یا سنت ہے جسکے کرنے میں ثواب ہو اور نہ کرنے میں اگرچہ مدت العمر کوئی نہ کرے گناہ نہیں ہے) ترک کرنیکے سبب نہایت بغض و عداوت سے دیکھتا ہے اور نظر اسکے ایمان و اسلام و بقیہ ارکان نماز کے جسکی ایک جزء و تکبیر ہے آمین ہے محبت سے نہیں دیکھتا کیا اسکے نزدیک آمین بالجہر خدا اور رسول پر ایمان اور بقیہ ارکان نماز سے بڑھکر ہے کہ اسکے مقابلہ میں وہ ان کو وقعت نہیں دیتا یا انکا لحاظ نہیں کرتا ۔

ایسا ہی اس سوال کا مورد وہ **حنفی** ہے جو عامل بالحدیث کو آمین بالجہر اور رفع یدین (جو حنفی کے نزدیک بھی غیر مسنون یا نہایت درجہ کراہت میں ہیں حرام و کفر نہیں ہے جسکے ارتکاب پر دنیا میں [illegible]

---

† دیکھو [illegible] تنویر العینین مؤلفہ امام المتبعین بالحدیث و [illegible] مولانا اسمٰعیل شہید [illegible] رفع یدین کی بابت فرمایا فلا یلام [illegible] فلا یلام تارکہ وان ترکہ مدۃ عمرہ [illegible] رفع یدین [illegible] اگر ایک دفعہ کیا تو [illegible] اور اسکا تارک ملامت نہ کیا جاویگا اگرچہ مدت العمر ترک کرے ۔ [illegible] وہ اس حکم میں [illegible]

‡ دیکھو **در المختار** وغیرہ حنفیہ رفع یدین کو صرف غیر مسنون کہا ہے حرام یا مفسد نہیں کہا ۔ بلکہ [illegible] نے اسکو مکروہ کہا ہے ۔ اور آمین کی نسبت بھی صرف اتنا ہی کہا ہے کہ اسکا آہستہ کہنا سنت ہے [illegible] ملا علی قاری نے رسالہ **الاقتداء بالمخالف** میں کہا ہے کہ رفع یدین یا آمین بالجہر ایک کے نزدیک سنت ہے دوسرے کے نزدیک مکروہ اور امام پر جو مخالف مقتدی کے موافقت ضروری نہیں ہے ۔

دنیا اور آخرت مین عذاب جہنم کا خوف ہوتا ہے) کے ارتکاب سے سخت عداوت و بغض سے دیکھتا
ہے اور اس نظر سے کہ وہ خدا و رسول پر ایمان رکھتا ہے اور اس نماز مین اور محرمات و مفسدات اتفاقیہ
سے اجتناب کرتا ہے محبت سے نہین دیکھتا ہے کیا اُسکے نزدیک خدا و رسول پر ایمان اور نماز کی باقی
ارکان آمین آہستہ کہنے اور رفع یدین ترک کرنے کے مقابلہ مین کچھہ چیز نہین ہے کہ وہ بمقابلہ اُن کے
اُنکو ہیچ سمجھتا ہے اور اُنکا کچھہ لحاظ نہین کرتا —

اس تعجب پر تعجب یہہ ہے کہ ہر ایک فریق اس ترجیح بلا مرجح بلکہ ترجیح مرجوح پر کراہت و بغض
فریق مقابل مین اُس حد اعتدال پر نہین ہے جو ان امور اختلافی کے مناسب حال ہے بلکہ اس سے بدرجہا
افراط کو پہنچگیا ہے حد اعتدال تو اس باب مین یہہ ہے کہ جس امر کو منجملہ اعتقادات یا اعمال فریق
مقابل کے کوئی بدعت یا مکروہ سمجھے اسکے مرتکب یا معتقد سے ایسی ہی کراہت و بغض کہے جیسے کہ اپنے
فریق کے مرتکب بدعت یا کراہت سے رکھتا ہے — مگر یہان یہہ افراط ہو رہا ہے کہ اپنے فریق کے تو اتفاقی
محرمات و قطعی بدعات کے مرتکبین پر چہرہ مین تغیر تک نہین آتا — اور مقابل کے ارتکاب مکروہ پر سر سے
پاؤن تک لرزہ شروع ہو جاتا ہے اور خون دل جوش مین آتا ہے — **اونچی** قبر بنانی اور اُسپر غلاف
چڑہانے پر تو **سنی** کو جس کے مذہب مین یہہ اتفاقی بدعتین ہین جوش نہین آتا — مگر شیعہ کے
تعزیہ بنانے پر اسکا ایسا طیش آتا ہے کہ اُسپر جان دینے کو حاضر ہو جاتا ہے محرم کے عشرہ مین
اہلبیت کے مصائب پر ڈہول بشتریان بجانے اور مرثیون کو راگ مین گانے پر جو یقیناً مختص
مذہب شیعہ کے نزدیک بدعات ہین شیعہ کو جوش نہین آتا — مگر اگر سنی اسدن ڈہول بجائے یا سہرہ گاوے
تو وہ اسکو یزید کا بہائی سمجھکر اُسکو قتل پر مستعد ہو جاتا ہے —

کوئی **سنی** مسلمان نماز نہ پڑہے روزہ نہ رکہے داڑہی منڈاوے موچہین چڑہاوے محرمات
اتفاقی کا ارتکاب کرے اُسپر کسی حنفی یا سنی کو ایسا جوش نہین آتا جیسے اس مسلمان عامل بالحدیث
پر جوش آتا ہے جو نماز مین بلند آواز سے آمین کہتا ہے یا رفع یدین کرتا ہے ان لوگون کا یہہ مقولہ ہے
کہ [illegible] الحمد والی نماز سے نماز نہ پڑہنا بہتر ہے کوئی **وہابی** کہلا کر جو بدعت [illegible]

کرنے میلہ میں جاوے تماشا دیکھے برادری کی شادی غمی کے رسموں میں شریک ہو جاوے پر کبھی کبھی نماز پڑھے تو اسمیں رفع یدین کرلے - اسپر اکثر موحدین کو جوش نہیں آتا جیسا کہ اُس حنفی نمازی پر جوش آتا ہے جو نماز میں رفع یدین نہیں کرتا - خواہ وہ کیسا ہی اور طاعات و عبادات کا ملتزم و متقی ہو ان لوگوں میں بعض متشددین کا مقولہ ہے کہ جس نماز میں رفع یدین نہیں وہ نماز ہی کیا ہے بعض لوگوں سے یہہ بھی سُنا گیا ہے کہ جو شخص رفع یدین نہ کرے وہ کافر ہے اسی خیال سے اکثر عوام موحدین جو علوم دین سے محض ناواقف ہیں اور بن پڑھے پڑھائے مجتہدین بیٹھے یہہ فتوے دیتے ہیں کہ حنفیوں کے پیچھے نماز درست نہیں ہے -

پھر یہہ افراط اس حد تک پہنچ گیا ہے کہ مختلف فرقہا اسلام کو آپسمیں بدعات یا مکروہات پر وہ جوش ہے جو مخالفین مذہب اسلام کے کفر و کفریات پر نہیں ہے - اسلام چھوڑ کر کوئی عیسائی ہو جائے تو اس سے اس قدر لوگوں کو انقباض نہیں ہوتا جسقدر کہ سُنی کے شیعی - اور رسمی مسلمان کے موحد اور موحد کے رسمی ہو جانے پر اسکے مقابل کو ہوتا ہے بعض اشخاص جو عیسائی یا مذہب ہنود چھوڑ کر مسلمان ہوگئے اور سلسلہ موحدین میں داخل ہوگئے ہیں انکے حق میں متعصبین یہہ کہتے ہیں کہ یہہ کہاں سے نکلکر کنوئیں میں گر پڑے ہیں - وہابی ہونے سے تو یہی بہتر تہا کہ یہہ ہندو ہی رہتے - ایسا ہی دوسری جانب کا خیال و مقال ہے بعض لوگ جو عیسائی یا ہنود مذہب چھوڑ کر رسمی مسلمان ہوگئے ہیں انکی نسبت وہ وہابی متشدد خیال کرتے ہیں کہ یہہ ویسے ہیں جیسے پہلے تہے -

پھر اس کراہت و افراط کا محل ظہور نہ صرف دل یا زبان فریقین متقابلین ہوتا ہے کہ اسکا اثر ان ہی دو فریق میں محدود رہے بلکہ ظہور اسکا بذریعہ تحریرات و تصنیفات ہوتا ہے جسکا اثر تمام عالم میں پہیلتا اور اسکا ضرر اصل اسلام کو پہنچتا ہے وہ تصنیفات اس بے تہذیبی و ناشایستگی و تعصب و نفسانیت سے ہوتے ہیں کہ انمیں اصل مسئلہ اختلافی تو کہیں کا کہیں رہ جاتا ہے - ہر ایک اپنے مقابل کی توہین و تقبیح و عیب شماری و دل آزاری کے پیچھے پڑ جاتا ہے - ہر ایک کے حال پر وہ بات پر صادق آرہی ہے جو مشہور ہے کہ کسی نے دوسرے شخص سے کہا کہ میاں تمہارے آنکھ کے نیچے جو کہ تمھین نماز

مکروہ ہوتی ہے اس نے اسکے مقابلہ مین کہا کہ جاؤ میان تمہارے باواجی کے نکاح مین جو بیٹے چاول پکے تھے انمین گڑ کہان برابر تھا - پھر اس عیب شماری مین ایسے بڑہتے ہین کہ اہل اسلام پر چوٹ کرتے ہیں نہین چوکتے اور اس شہوریات کو کہ کسی نے پرائی بدشگنی کے لئے اپنی ناک کاٹ ڈالی تہی اپنے اوپر صادق کر دکہاتے ہین شیعہ سنیون کو کہتا ہو کہ یہ قرآن جو تمہارے ہاتھ مین ہے بیاض عثمانی ہے جسمین فلان فلان آیت انہون نے از خود ملادی ہے اور فلان فلان آیت نکالدے اور اسپر چند روایات رطب و یابس اہلسنت کا حوالہ دیتا ہی - سنی شیعہ کو یہی بات کہتا ہے اور اسکی تائید و شہادت مین چند روایات اہل تشیع کو جن سے انکا قرآن مین تبدیل و تصرف ثابت ہوتا ہو پیش کرتا ہے اسی روش پر سنیون کے دو فرقون مین ایک دوسرے کی عیب شماری کرتا ہے -

ایک حنفی مولوی صاحب بجانب ایک جماعت کے بمقابلہ اہلحدیث ایک سوال مین لکھتے ہین کہ تمہاری صحیح بخاری مین مباشرت ازواج برخلاف وضع فطرت کا جواز لکھا ہی اسکے جواب مین ایک موحد صاحب لکھتے ہین کہ یہ تمہارے ہی مذہب کی بات ہو اور اسکے ساتھ دس مسئلے اور ذرا یہی پیش کرتے ہین جنکے اظہار و بیان کچھ ضرورت نہین ہے -

انکی ان تصانیف خانہ جنگی و عیب شماری سے مخالفین مذہب اسلام کا کام نکلتا ہے وہ فریقین کے اعتراضات و تعصبات کو یکجا کر کے اہل اسلام مین اعتراض قائم کرتے ہین اور جاہل مسلمانون کو اور ان لوگون کو جو مسلمان ہونا چاہتے ہین یہہ سمجھا کر اسلام ایسے ہی مسایل کا مجموعہ ہی بہکاتے اور اسلام سے ہٹاتے ہین تصانیف پادریان و پنڈتان جو اسلام پر نکتہ چینیان و اعتراضات مندرج ہین وہ ان ہی حضرات کی تصانیف سے ملتقط ہین اور ان اعتراضات کا مادہ و مخزن یہی تصانیف ہین -

انکی اس کارروائی کا یہہ نتیجہ تو بلا ریب نکلتا ہے کہ بصورت فتح و غلبہ تحریر یا تقریر اہل تشیع کے شیعہ پانچ کے دس ہو جاتے ہین اور بصورت غلبہ اہلسنت سنی دس کے بیس اور بصورت غلبہ اہلحدیث موحد یا غیر مقلد تین کے چار ہو جاتے ہین اور بصورت غلبہ رسمی مسلمانون یا مقلدین کے مقلد یا رسمی مسلمان چار کے آٹھ مگر با اینہمہ کثرت جزئی کا نقص کلی اسلام مین نقصان ہوتا ہے یعنی اصلی اسلام بہت گہٹتا

جاتا ہے - اگر یہ آپسمین اختلاف کو اس حد تک نہ پہنچاتے اور اسکا اظہار اس طرز پر نہ کرتے اور بنظر اتحاد
اصول مسایل اتفاقیہ میل جول رکہتے اور اس اتفاق کے ذریعہ سے اسلام کے اشاعت پر کمر باندہتے اور بجاے
باہمی عیب شماری کے اصل اسلام کی خوبیان ظاہر کرتے تو بجاے چار پانچ شیعیون اور پانچ سات سنیون
اور دس بیس مہدیون اور آٹہہ دس وہابیون کے ہزارون بلکہ لاکہون خلایق کو داخل اسلام کرتے لاکہون ہنود
یہود عیسائی دہریہ وغیرہ اسلام کی خوبیان (جو مسلمانون کے باہمی اختلاف مین مصروف ہونے اور انکے
بیان کے لئے فارغ نہ ہونیکی سبب سے چہپا ہین) دیکہکر خود بخود مسلمان ہو جاتے - اسلام وہ سچا اور سیدہا اور
عقل و فطرت کی موافق مذہب ہے کہ مجرد مشاہدہ انوار اس مذہب کے لاکہون خلایق کا بلا جبر و اکراہ اسمین داخل ہونا
متوقع ہے - دیکہو عیسائی مذہب باوجودیکہ سلطنت اسکی موید ہے اور قوم اسکی تائید مین متفق ہو کر
جان و مال سے شب و روز سرگرم ہے باینہمہ اس مذہب مین سال بہر مین داخل نہین ہوتے جسقدر کہ اسلام مین اسکی ٹوٹی
پہوٹی حالت مین سال بہر مین داخل ہوتے ہین - اس سے ہمارے بہائی مسلمان اندازہ کر سکتے ہین
کہ اگر یہ اسلام کی اصلی حالت کو درست کرین اور اسکی تائید مین عیسائیون کا سا اتفاق کرین اور اس اتفاق کے ذریعہ
سے اسکی خوبیون کا اظہار کرین تو دیکہین کسقدر اسلام مین کثرت ہوتی ہے اور آیا وہ کثرت کلی زیادہ ہوتی ہے یا یہ کثیر
جزئی جو آپسمین کی خانہ جنگی کرنے اور ایک کی دوسرے پر فتح پانے سے حاصل ہے -
یقینا اہل انصاف داد دینگے اور انصاف سے اقرار کرینگے کہ بیشک اس صورت اختلاف کی بہ نسبت اتفاق
مین اسلام کی کثرت متصور ہے اور ہماری یہ کثرت جزئی کثرت کلی اسلام مین خلل انداز ہے -
یہ ہے تو اس اختلاف اور اس اختلاف مین افراط اور اس افراط کے بری طرح سے اظہار مین اسلام کو ضرر
و نقصان ہے اب ضرر اہل اسلام جو انکے دنیا و معاشرت کو اس سے پہنچا ہے بیان کیا جاتا ہے -
اس اختلاف اور اسکے نتایج و ثمرات نے مسلمانون کو تقسیم کر رکہا ہے کہ جہانتک ممکن ہو ہر ایک فرقہ دوسرے
فرقہ اسلامی کا قلع و قمع کرے اور جسقدر ہو سکے ہاتہہ سے زبان سے جیسے ہو سکے اسکو ایذا رسانی کرے -
پہر بحکم اس تعلیم کے وہ آپسمین خودداریان قایم کرتے ہین اور انکے مقدمات عدالت مین دایر کرتے ہین [illegible]
یا جرمانہ کی احکام لگا دیے جاتے ہین اور اس شغل لا یعنی مین مصروف رہنے سے دنیاوی کل کامون سے بے خبر [illegible]

جسمین انکی آبرو و مال وحسن معاشرت برباد ہوئی جاتے ہین اور یہہ حکام وقت کی نظرون مین ذلیل و خوار ومفسد خیال کئے جاتے ہین اور رعایا غیر مذہب والون کے خیال مین بہی متعصب فسادی سمجھے جاتے ہین ۔

ان واقعات کی تمثیلات و جزئیات بہت ہین کہ از انجملہ بعض واقعات کا مجمل ذکر سابقا ہوچکا ہی ہمقام ایک واقعہ بتفصیل بیان کیا جاتا ہے تاکہ مسلمانان اس سے عبرت پکڑین اور اب بہی اس قسم کے اختلاف سے باز آوین ۔ آرہ ضلع شاہ آباد مین آمین بالجہر اور رفع یدین پر تنازع ہوا ۔ جسکا مقدمہ عدالتمین پہنچا ۔ ہنوز وہان سے کچہہ فیصلہ نہوا تہا کہ ایک حنفی مولوی لودہیانہ سے وہان تشریف فرما ہوا ۔ اُسنے وہان جاکر فتوی دیا کہ یہہ لوگ آمین کہنے والے مشرک و کافر و مرتد ہین انکا مسجدون سے نکالدینا بحکم آیہ وما کان للمشرکین ان یعمروا مساجد اللہ لازم ہے ۔ اور اس باب مین ایک رسالہ بہی لکہا جسکا نام انتظام المساجد باخراج اہل الفتن والمفاسد رکہا ۔ اور اسکو عظیم آباد مین طبع کراکر مشتہر فرمایا ۔ اسمین یہہ بہی درج کیا کہ یہہ لوگ رسول اللہ صلی اللہ وسلم پر افترا کرتے ہین اور آنحضرت پر افترا کرنیوالا مرتد ہے حکام اہل اسلام کو لازم ہے کہ اسکو قتل کرے اور اگر وہ لاعلمی کے عذر سے توبہ کرے تو اسکی توبہ قبول نہ کرین اور علمار اور مفتیان وقت پر لازم ہے کہ بمجرد مسموع ہونے ایسے امر کے اسکے کفر و ارتداد کے فتوے دینے مین تردد نہ کرین ورنہ زمرہ مرتدین مین یہہ بہی داخل ہونگے یہہ بعینہ آپکے الفاظ ہین جو زیر خط ہین ۔ اس فتوی و رسالہ نے اُس دیار کے دونون فریق مسلمانون مین ایسا اشتعال و جوش پیدا کیا کہ ۲۷ تاریخ رمضان سن حال کو آرہ کے قریب ایک گانون مین آمین کے سبب سخت فوجداری ہوئی اور اسمین خوب لاٹہی چلی اور خون جاری ہونیکی نوبت پہنچی ۔ حکام وقت نے سمنی وارنٹ جاری کیا اور چند اشخاص کو گرفتار کرلیا ۔ اسی اثنا مین ایک فریق نے دوسرے فریق کی نسبت حکام کو یہہ خبر دی کہ ان لوگون کا سخت بلوی کرنیکا ارادہ ہے اسپر صاحب کلکٹر ضلع نے کیمپ داناپور مین اس مضمون کا تار دیدیا یا دینا چاہا کہ وہان سے ایکہزار گوری مسلح اور دو ضرب توپ جلد روانہ ہون ڈپٹی مجسٹریٹ نے صاحب کلکٹر کو سمجہایا کہ یہہ محض غلط خبر ہے جو ندہی عناد سے دیگئی ہے فوج منگانیکی کچہہ ضرورت نہین ہے یہان ایسا بلوا کرنیوالا کوئی نہین ہے جسپر وہ تجویز ملتوی ہوئی اور مقدمہ کی تحقیقات شروع ہوئی بعد تحقیقات سات اشخاص کو قید کا حکم ہوا ۔ اور

صدہا روپیہ فریقین کا وکیلون وغیرہ مصارف مین صرف ہوا اور ہنوز مقدمہ محکمہ اپیل مین ہے دیکھیے
اسکا انجام کیا ہوتا ہے —

اس قسم کی سزائین (وہابیون کو پہنچین خواہ بدعتیون کو سنیون کو خواہ شیعون کو اگرچہ ان حضرات مین سے ہر ایک کے
نزدیک مخالفین اسلام کو پہنچتی ہین مگر نفس الامر اور حقیقت مین او رحکام اور عام لوگون کی نظرون مین ان
سزاؤن کے مورد مسلمان ہی ہین اور بہرحال مسلمانون کے مال و آبروئین اسمین ضایع ہوتی ہین —

الحاصل اس اختلاف با افراط نے اہل اسلام کے دنیا و دین کو تباہ و برباد کر دیا اور یہہ اختلاف تنزل
و ضعف کی اقوی اسباب سے ہے —

نتیجہ

اس بیان سبب تنزل اسلام سے نہ یہہ مقصود ہے کہ شیعہ سنی وہابی بدعتی مقلد غیر مقلد جملہ اعمال و اعتقادات
مین ایک ہو جاوین اور کسی مسئلہ مین آپسمین اختلاف نہ کرین اور نہ یہہ مطلب ہے کہ اگر اختلاف رکھین تو اسکا اظہار
نکرین اور ایکدوسرے کے مقابلہ کوئی رسالہ یا تحریر نہ نکالین جہانتک چاہین اس اختلاف کو وسعت دین
اور اسکا اظہار اچھی طرح کرین اس سے ہمکو تعرض نہین ہے —

بلکہ ہمارا **مقصود** یہہ ہے کہ اس اختلاف کو حد اعتدال سے نہ نکالین اور اسکا اظہار بھی امن سے انصاف
و شایستگی سے کرین جسکی تفصیل ہم کر چکے ہین جو ہمارا اختلاف اس اتفاق کی طرف بھی توجہہ کرین
جو اصول ایمان اور اتفاق اسلام مین کہتے ہین جیسے بعض امور پر عمل کرتے ہین جب امور پر ہی عمل کرین اور اتفاق
و حب قوم کی نظر سے باہم اتحاد پیدا کرین اور جہانتک اس اتفاق و اصول کا مقتضا ہے باہم شیر و شکر ہو جاوین
اور اس اتحاد و اختلاط کے ذریعہ سے سب فرقے ملکر ایک انجمن اشاعت اسلام قایم کرین جسکے ماتحت بہت انجمنین
ہون جو سب کے سب اسلام کی اشاعت اور مسلمانون کی ترقی دنیا و آخرت کے وسایل سوچین اور اس جہد کی توجہہ کے
ساتھ اسلام کو وسعت دین اور عیسائی مذہب کے علما کی مانند گاؤن اور بستیون اور جنگلون اور پہاڑون میں گروہ
اسلام پہنچاوین اور کلمۂ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی منادی جنگلون اور پہاڑون کو سناوین اور جو لوگ
اسلام کے اسباب بیان کرتے ہین انکا نہایت تہذیب شایستگی و حکمت و موعظت سے جیسا کہ قرآن مین ارشاد ہے

جواب دین اور ان کاموں کے لئے جو زر بکار ہے وہ کس قدر ناکس ادنے سے اعلیٰ تک ملکر اپنے پاس سے خرچ کرین
اپنی اپنی آمدنی سے ایسے مقدار مقرر کرین جسکی لایق ہون —
اس انجمن کے اصول و فرائض اور تحصیل زر کے وسایل اور اسکے مصارف جو ہمارے خیال مین آئے ہین وہ ذیل
مین معروض ہین جو اور صاحبون کے خیال مین آوین وہ بھی بیان فرماوین پس جو اصول و وسائل صحیح قرار پاوین
وہ دستور العمل ٹھہرائے جاوین —

اصول و فرائض انجمن عام اشاعۃ الاسلام

(۱) یہ انجمن معصیت کی معاون نہ ہو —

(۲) اسکا اصلی فرض اشاعت اسلام ہو جو اتفاقی اصول اسلام و قطعی احکام حلال و حرام سے عبارت ہے
اور اسکا تتمہ یا ضمیمہ مسلمانون کی بہبودی دنیاوی اور حسن معاشرت کے وسایل و تدابیر کا سوچنا بھی ہو —

(۳) کسی خاص فرقہ اسلامی کے اصول مشرب سے اس انجمن کو سروکار نہ ہو ان خصوصیات کی اشاعت کے لئے
جیسے ہر ایک فریق کو پہلے سے خود مختاری و آزادی حاصل ہے اب بھی رہے مگر بلحاظ اصل اسلام و اغراض
و مصالح اس انجمن کے ان خصوصیات کی اشاعت مین رعایت اعتدال انپر واجب ہو —

---

۳ تشریح مثلاً ایک فرقہ سنی یا شیعہ اپنی خصوصیات خلافیہ کی اشاعت کے لئے ایک مدرسہ اور اس مدرسہ کے انتظام کے لئے
ایک انجمن خاص (انجمن اسلامیہ شیعہ یا انجمن اسلامیہ سنیہ) قایم کرنا چاہے تو انہین کے لوگ ممبر و معاون ہون جو اس انجمن و مدرسہ
مین شمولیت و معاونت کو معصیت نہ سمجھین — وہی لوگ اسمین چندہ خاص دین — سوا اسکے وہ عام چندہ جو انجمن عام مین دین
وہی لوگ اسکے منتظم و قیم ہون یا اسکے سوا اور ممبر انجمن عام کے جو ان سے متفق الاعتقاد نہ ہون انکی معاونت و موافقت نہ کرین
بلکہ مخالفت کرنا چاہین تو بلا شک کرین مگر اپنی حد اعتدال سے آگے نہ بڑھین — اور بلحاظ اصول اتفاقیہ کے اتفاق ہی ہاتھ سے
نہ دین اور اپنی مخالفت ہنود و ملحدین کی غرض نا مخالفین اسلام پر یہ ظاہر نہ ہونے دین — وہ سب یہی جانین کہ مسلمان باوجود
اختلافات جزئیہ سب ایک ہین چنانچہ عیسائی فرقون کا باوجود اختلافات جزئیہ اسی پر عمل ہے اور اسلام ہی ہمکو یہی سکھاتا ہے
دیکھو آیات قرآنیہ جو ذیل عنوان ... نقل ہو چکی ہین اور آیہ یا ایہا الذین امنوا علیکم انفسکم لا یضرکم من ضل
اذا اہتدیتم — اور حدیث نبوی جو اس آیت کی تفسیر مین وارد ہے ائتمروا بالمعروف و تناہوا عن المنکر حتی اذا رایت

(۴) اس انجمن اعلی کا ممبر (یعنی رکن) وہ ہو جو کم سے کم ایک روپیہ ماہوار دے اور انجمن ہای ماتحت کے ممبرون سے عام ماہوار مقرر سے دوچند لیا جاوے یعنی فی روپیہ دو آنہ ماہوار-

(۵) عام ماہواری چندہ فی روپیہ ایک پیسہ کے حساب سے لیا جاوے اور اگر کوئی اس سے کم دے تو اس کے لینے سے بھی انکار نہ ہو-

(۶) اعلی انجمن کل اہل اسلام کی ایک ہو جسکا مقام لاہور یا اور کوئی شہر حسب تجویز ارکان انجمن ہو اور اس کے ماتحت بہت سی شاخین ہون جو غالباً ہر شہر وقریہ مین قایم کیجاوین-

(۷) ممبران انجمن اعلی کے اختیارات تولیۃ وتصرف وتجاویز وتدابیر اشاعت اس انجمن اور سب انجمن ہای ماتحت پر محیط ہون اور ممبران انجمن ہای ماتحت کے اختیارات حسب منظوری انجمن اعلی اسی انجمن سے مخصوص ہونگے جسکے وہ ممبر ہون-

(۸) اس انجمن کے کارروائی متعلق اشاعت اسلام جو انجمن کا نتیجہ اقصی ہے صورتہای ذیل سے ہو اور کارروائی متعلق بہبودی دنیاوی حسب مشورہ اہل شوری وقتاً فوقتاً-

صورتہاے اشاعت اسلام

الف اشاعت اصول اسلام وامہات ایمان کے لئے جا بجا منادی کرنیوالے مقرر ہون جو عام گلی کوچون جنگلون پہاڑون مین مسایل اتفاقی اسلام کی منادی کرین خصوصاً ان مواضع مین جہان آجتک کلمۃ الاسلام نہین پہنچا یا براے نام پہنچا ہے تو اُسکا کچھ اثر نہین ہو- وہان جو مسلمان کہلاتے ہین وہ ہنوز بت پرستی نہین چہوڑے او قطعیات احکام اسلام حلال وحرام سے بھی واقف نہین ہوے چنانچہ اکثر پہاڑی گانوؤن جہان راجگان ہندو کی ریاست ہے اور نواح چین وغیرہ بلاد اقصی مین یہی حال ہے- ان منادی کرنیوالون کے لئے ایسے مواعظ اور رسایل جو سب مذاہب اسلامیہ مین متفق علیہ

شحاً مطاعاً وہوی متبعاً ودنیا موثرۃ واعجاب کل ذی رای برایہ ورایت امراً لابد لک منہ فعلیک نفسک ودع امر العوام- اسمین اتفاق اسلامی قائم رہیگا- اور اعتراض مداہنت وصلح کل بھی کسی فرقہ پر وارد نہ ہوگا- جیسا کہ علیگڈہ کی مدرسہ کی تعلیم مذہبی پر بعض لوگون کا اعتراض ہے کہ اسمین سنی ممبر تعلیم مذہب شیعی کی معاونت مین اور شیعہ ممبر تعلیم مذہب سنی کی موافقت مین برداشت کرتے ہین-

ہین سب ممبران مختلف مذاہب کی اتفاق راے سے تجویز ہونے ممکن ہین -

ب توحید و نبوت و معاد وغیرہ اصول اسلام و اسرار اتفاقی احکام حلال و حرام مین عمدہ اور مدلل مضامین لکھے جاوین اور بذریعہ اخبار و رسایل مختلف زبانون اردو فارسی انگریزی وغیرہ مین شایع ہون تاکہ اقوام غیر جو عربی زبان سے واقف نہین ہین اور اسوجہہ سے وہ حقیقت و محاسن اسلام پر مطلع نہین اسلام کی خوبی سے واقف ہوکر شوق دل سے اسلام کی طرف متوجہہ ہون - ان تصانیف و تحاریر مین جوابات اعتراضات مخالفین اسلام کے جو ناواقفی حقیقت اسلام کے سبب وہ اسلام پر کرتے ہین اور ان اعتراضات کے ذریعہ سے ناواقفون کو اسلام کیطرف سے بدظن کررہے ہین نہایت تہذیب و شایستگی سے جسمین نہ کسی مذہب کی توہین ہو نہ کسی ملت کے لوگون کی اشتعال طبع تحریر کیے جاوین -

ج اکثر شہرون اور بستیون مین اس قسم کے مدرسہ قایم ہون جنمین مبادی علوم اسلام جیسے صرف نحو اور بقدر ضرورت منطق و معانی جنکو کسی مذہب و ملت سے خصوصیت نہین پڑہائے جاوین جب ان علوم مین طلبا ماہر ہوجاوین تو مذہبی تعلیم مین وہ اختیار+ دئے جاوین جس مذہب کا کوئی پابند ہو یا پابند ہونا چاہے اس مذہب کے مدارس خاص مین مذہبی تعلیم پاوین - اور اگر آمدنی چندہ مین وسعت ہو تو ان علوم مبادی کے ساتھہ ایک شاخ علوم معاش کے بہی قایم کیجاوے جسمین دنیاوی علوم و فنون کی مختلف زبانون اردو فارسی انگریزی وغیرہ مین تعلیم ہو جسمین مسلمانون کو دنیاوی کمالات کے سبب عزت و شوکت حاصل ہو اور انکی معیشت مین عفت -

---

+ یہ اختیار دینا مداہنت و معصیت نہین - بلکہ یہہ عین اسلام کی ہدایت ہے جو جبر و اکراہ سے بری ہے -

افانت تکرہ الناس حتی یکونوا مؤمنین - (یونس ع ۱۱) — اللہ تعالی نے قرآن مین فرمایا ہے کہ کیا تو لوگون کو جبر کرتا ہے کہ وہ مسلمان ہوجاوین - اور فرمایا دین مین جبر نہین ہے ہدایت گمراہی سے متمیز ہوچکی ہے -

لا اکراہ فی الدین قد تبین الرشد من الغی (بقرہ)

روی ابن جریر عن ابن عباس قال کانت المرأۃ تکون مقلاۃ فتجعل — حضرت ابن عباس سے اسکی تفسیر مین حدیث مروی ہے

ان سب مدارس مین مختلف مذاہب فرقہ ہائے اسلام کے طلبا ولڑکیان تعلیم پاوین کسی کو کسی پر ترجیح نہ ہو —

د انجمن کی آمدنی سے نومسلم ومسلمانون کے لاوارث لڑکے لڑکیان جو لاوارثی کے سبب گورنمنٹ کی کفالت مین رہتے ہین پہر وہان سے پادریون کی سپرد ہوتی ہین تربیت وتعلیم پاوین —

ایسے لوگون کے نسبت جو اہل اسلام کا باہم اختلاف راے ممکن ہے شاید سنی کہے کہ یہ نومسلم سنی عقاید کے موافق مسلمان کیا جاوے اور ان ہی عقاید کے مطابق تعلیم پاوے اور شیعہ اسکو اپنی طرف کہینچکر لیجانا چاہے اسکا تصفیہ اس طور پر متصور ہے کہ اس شخص کو اتفاقی اصول پر مسلمان کیا جاوے اور ان مدارس مین جہان مبادی علوم اسلام کی تعلیم ہو تعلیم مبادی کے لئے سپرد کیا جاوے جب وہ مبادی علوم سے واقف ہوکر قرآن پڑہنے اور سمجہنے پر قادر ہو اور مذہب مرجح کی تمیز کرنیکے لایق ہوجائے تو جس مذہب کو چاہے اختیار کرے اسپر مختلف خیال کے لوگون کی طرف سے کچہہ جبر واکراہ نہ ہو —

بقیہ فرایض وقوانین انجمن کہ انجمن اعلے کے اختیارات کہان تک ہون اور انجمن ماتحت کے اختیارات کہانتک ہون — اور عام کارروائی کے لیے انجمن کارکن کے ممبر کون لوگ ہون اور ان کی تعداد

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۴)

على نفسها ان عاش لها ولد ان تهوده فلما اجليت بنو النضير كان فيهم من ابناء الانصار فقالوا لا ندع ابناءنا فانزل الله عز وجل لا اكراه في الدين قد تبين الرشد من الغي رواه ابو داود (ص ج) وزاد في المعالم فقال رسول الله صلعم قد خير اصحابكم فان اختاروكم فهم منكم وان اختاروهم فاجلوهم معهم

(زمانہ جاہلیت مین) کوئی عورت کہ لاولد مر جاتی تو منت مانتی کہ اگر بچہ جیتا زندہ رہا تو مین اسکو یہودی بناونگی جب بنی نضیر یہودیونکو (جو انحضرت کو بہت ستاتے اور ہمیشہ تکلیف دیتے) مدینہ سے جلاوطن کیا تو انصار نے کہ جنکے بیٹے ان کے پاس منتون کے سبب سے تہے کہا ہم تو اپنے بیٹون کو نہ چہوڑینگے اسپر یہ آیت نازل ہوئی پس انحضرت نے فرمایا ان لوگون کو اختیار دیا گیا ہے اگر یہ تمہارے پاس رہنا اختیار کرین تو تمہین مین سے ہین اور اگر یہودیونکو اختیار کرین تو انکو انکے ساتہ جلاوطن کردو

گیا ہو' اور خاص بڑی بڑی کارروائیون کے لئے کون لوگ ممبر ہون' اور ان کی تعداد کہانتک ہو' اور ہر ایک کو خرچ کرنیمین کہانتک اختیارات ہون' اور مربی انجمن کون ہو' اور صدر انجمن کون' - اور منشی کون' - محاسب کون' - یہہ سب قواعد بعد انعقاد و تقریر انجمن و شروع آمدنی قرار دے جاوین

دعا

اب مین اس مضمون کو ختم کرتا ہون اور خدا تعالی سے اسکی اجابت کی امید رکہتا ہون الہی تو اپنے کرم سے ہماری قوم کو ان کے عیب پر متنبہ کر - اور اس سے بچ جانیکی توفیق دے - یہہ باہمی اخلاف کو اعتدال پر لاوین اور اپنے اتحاد و اتفاق کیطرف بہی متوجہ ہو کر اسکے ذریعہ سے تیرے دین کو عالم مین پہیلاوین - اور غیر قومون کی نظرون مین معزز نظر آوین - الہی کبہی وہ زمانہ بہی آئیگا جسمین سب فرقے اسلام اشاعت اسلام کے لئے یکقالب ہوجاوینگے - اور اس قول آنحضرت کے کہ سبہی مومن ایک جسم کی مانند ہے جسکا ایک عضو دکہے تو تمام جسم درد کرنے لگتا ہے" مصداق بن جاوینگے - الہی کبہی وہ دن بہی دکہائی دیگا کہ پنجاب ہندوستان بمبئی مدراس بنگال سب ملکون کے مسلمان اس انجمن کے ممبر ہوجاوینگے اور تیرے دین کی اشاعت کے لئے لاکہون روپیہ اسکے ہاتہ مین نظر آئینگے اور تیرے دین کی تبلیغ کے لئے غیر ملکون کیطرف عیسائی مشنون کیطرح اسلامی مشن وہ روانہ کرینگے اور دنیاوی بہبودی کے لئے عمدہ تجارتون کی کمپنیان اور عجائب فنون و صنایع کے مدرسہ و کارخانے قائم کرینگے - ربنا تقبل منا انک علی کل شیئ قدیر و بالاجابۃ جدیر - آمین ثم آمین -

التماس

رؤسائے اسلام و علماء و فضلاء کرام سے التجا ہے کہ اس مضمون کیطرف دلی توجہ کرین پس جسکو اس سے توافق ہو وہ توافق سے مجہے اطلاع دین - اور ملکی اخبارون کے مسلمان اڈیٹرون سے تمنا ہے کہ اگر اسمین ملکی یا مذہبی فوائد دیکہین تو اسکی تائید مین اپنے اخبارون مین پرزور آرٹیکل درج کرین -
موئیدان مذہب اسپر خدا سے اجر پاوینگے - اور موئیدان ملک دنیا مین نیکنام و مشکور رہوینگے -

راقم ابو سعید محمد حسین لاہور محلہ ...

شکریہ - اڈیٹر انجمن اخبار پنجاب کا ہم دل سے شکریہ ادا کرتے ہین جنہون نے پرچہ ۲ نومبر سنہ ... مین ہمارے مضمون کی تائید مین واعظانہ و حکیمانہ آرٹیکل لکہا ہے اسیطور اور اڈیٹران نامی و ادا حق گوئی دین اور خدا سے اجر و ملک قوم سے آفرین لین

اشاعة السنة النبوية

علی صاحبها الصلوٰة والتحیة

نمبر یازدہم | بابت ذی قعدہ ۱۲۹۷ھ مطابق نومبر ۱۸۸۰ء | جلد سیوم

معذرت

عذر العذر عند کرام الناس مقبول،

رسالہ کے متعلق اکثر کام مین خود کرتا ہون۔ آمدنی قیمت مین اسقدر گنجایش نہین ہے کہ ہر ایک کام کے لیے علیحدہ علیحدہ نوکر رکھون اسوجہہ سے عدیم الفرصتی بہت رہتی ہے اور رسالہ دیر سے نکلتا ہے اور اسکی تصحیح کاپی کا بھی پورا اہتمام نہین ہو سکتا اسلیے بعض غلطیان رہجاتی ہین۔ نمبر ۹ سے امرتسر مین چھپا تو اور بھی بیسیون غلطیان بسبب [illegible] چھپا ناظرین و خریداران مجھے اسمین معذور سمجھین اور قصور تصحیح و توقف کو بذیل عفو ڈھانک لین یہہ عذر ان حضرات معاونین کیخدمت مین ہے جو از راہ مروت و عالی ہمتی سالانہ زر قیمت پیشگی عطا فرما چکے ہین۔ اور جو ہمارے قیمت [illegible] ہین انکو تو یہی کہا جاتا ہے کہ یہہ سب خلل و خرابیان تمہاری ہی **نادہندگی** سے ناشی ہین۔ آپ لوگ زر ادا پیشگی بھیجتے رہین اور زر کافی ہاتھہ مین ہو تو ہر ایک کام کے لیے علیحدہ علیحدہ کارندے مقرر ہون اور جسقدر جلد اور عمدہ کام ہونا ممکن ہے ہوا کرے۔

تصحیح بعض اغلاط نمبر ۹ و ۱۰۔

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲۵۸	۱۰	نمبر ہذا مین بصفحہ ۲۳۸ آویگی	کسی آئندہ پرچہ مین آویگی	۲۷۰	۱۱	لازمی	تواتر
۲۷۲	۴	اورنہ	ورنہ	۲۷۲	۱۳	لصفحہ ۲۶۷	لصفحہ ۲۶۶
۲۷۹	۶	پرچہ دوم جلد ششم	پرچہ ششم جلد دوم	۲۸۱	۱۳۰	تحقیق	تحقق
۲۸۲	۱۴	مراتب	مرتب	۲۸۲	۱۵	او اعیبر الادراک	او اعیبر الادراک سنایئے
۲۸۴	۹	اسکا جواب	کون منتہی ہے باہم اسکا جواب	۲۸۶	۶	لوگون	سبھی لوگون
۲۸۶	۱۹	اطباء	اطباء انبیاء	۲۸۷	۱۳	تغیبی	تنجشی

مطبع ریاض ہند پریس امرتسر پنجاب

رسول الله صلعم ولا خرج احد من اهل البيت
حتى انزل عليه فاخذه ما كان ياخذه من
البرحاء حتى انه ليتحدر منه مثل الجمان
من العرق وهو في يوم شات من ثقل القول
الذي ينزل عليه فلما سري عنه وهو
يضحك فكانت اول كلمة تكلم بها يا عائشة
اما الله فقد برأك وانزل الله تعالى ان
الذين جاءوا بالافك عصبة الخ صحیح بخاری
ص ۵۹۶ (تفسیر سورۂ نور)

میرے باب میں آپ پر وحی نہ ہوئی پس آنحضرت
نے بیٹھ کر خطبہ پڑھا اسکے بعد کہا اے عایشہ
اگر تو اس تہمت سے بری ہے تو خدا تجھے
سے بری کریگا اور اگر گناہ کے پاس جا چکی ہے
تو اس سے توبہ کر۔ پھر خدا کی قسم وہاں سے آنحضرت
کھڑے نہ ہوئے تھے اور نہ کوئی صاحب بیت سے
باہر نکلی تھی کہ وحی کا نزول ہوا اور آنحضرت پر
گیا جو بوقت نزول وحی انکی شدت سے ان کو ہوا کرتا تھا
کہ سردی کے دنوں میں بھی بدن سے دانوں کا جیسا پسینہ
ٹپکتا ظاہر ہوتا جب اس حالت شدت کا انقطاع ہوا تو آنحضرت نے ہنستے ہوئے پہلا کلمہ فرمایا۔ اے عائشہ
خدا نے تجھے بری کر دیا ہے اور خدا تعالی نے ان آیات کو نازل فرمایا ان الذین جاؤا بالافک الخ
ان آیات سے بلحاظ اسکے موارد نزول کے کئی کئی دنوں تک باوجود شدت انتظار و اقتضائے طبع
وارادہ نبوی کے وحی کا نازل نہ ہونا ثابت ہوا۔ اب ان آیات کا ذکر کیا جاتا ہے جن سے بعض امور کی
نسبت آنحضرت پر تمام عمر وحی کا نازل نہ ہونا اور آنحضرت کا ان امور کو باوجود تقاضائے طبع و شوق جاننے کے
نہ جاننا ثابت ہوتا ہے۔

(۶) سورہ لقمان میں ارشاد ہے ۔ اللہ کے ہی پاس ہے قیامت کا علم اور وہ مینہ برساتا ہے

ان الله عنده علم الساعة وينزل الغيث و
يعلم ما في الارحام وما تدري نفس ماذا تكسب
غدا وما تدري نفس باي ارض تموت
ان الله عليم خبير۔ (لقمان ع ۴)

(یعنی اسکا علم بھی اسی کو ہے) اور وہ جانتا ہے
جو رحموں میں ہوتا ہے اور کوئی نہیں جانتا کہ
وہ کل کو کیا کریگا ۔ اور وہ کس زمین میں مریگا
اللہ جاننے والا خبردار ہے ۔

(۷) اور سورہ اعراف میں ارشاد ہے ۔ تجھ سے قیامت کی بابت پوچھتے ہیں کہ وہ کب آئیگی

يسئلونك عن الساعة ايان مرسيها قل انما
علمها عند ربي لا يجليها لوقتها الا هو ثقلت
في السموات والارض لا تاتيكم الا بغتة
يسئلونك كانك حفي عنها قل انما علمها
عند الله ولكن اكثر الناس لا يعلمون
(اعراف ع ۲۳)

ہوگی تو کہدے اسکا علم خدا ہی کے پاس
ہے اسکو اسکے وقت پر وہی ظاہر کریگا وہ آسمانون
اور زمین مین بڑی بہاری ہو رہی ہے وہ تم
پاس ناگہان آویگی۔ تجہے یون پوچھتے ہین کہ
گویا تو اسکا متلاشی ہے تو کہدے اسکا علم
خدا ہی کے پاس ہے پر اکثر لوگ نہین جانتے۔

صحیح بخاری وغیرہ مین حدیث مروی ہے کہ آنحضرت صلعم کے پاس جبرئیل امین بصورت انسان
آئے اور چند سوالات کئے از انجملہ یہہ ایک سوال بہی تہا کہ قیامت کب ہوگی آنحضرت نے اسکے

عن ابي هريرة في قصة مجيئ جبرئيل قال متى
الساعة قال ما المسئول عنها باعلم من السائل
وسأخبرك عن اشراطها اذا ولدت الامة
ربها واذا تطاول رعاة الابل البهم
في البنيان في خمس لا يعلمهن الا الله -
وفي رواية اذا رأيت الحفاة العراة رؤس
الناس - (صحیح بخاری ص۱۲ و ص۷۰۴ وغیرہ)

جواب مین فرمایا کہ مین اسکا حال تجہہ سے زیادہ
نہین جانتا۔ ولیکن اُسکی نشانیان بتاتا ہون
پہر فرمایا جب لونڈی اپنے مالک کو جنے (یعنی جسکو
جنے وہی از راہ نافرمانی اسکا مالک بن بیٹہے۔)
اور ننگے محتاج اونٹ چرانیوالے سردار بنجاوین
اور بڑے بڑے مکانات بناوین تو قیامت آویگی
یہہ علم قیامت اُن پانچ چیزون مین ہے جن کو سوائے
خدا کوئی نہین جانتا۔

(۸۱) اور سورہ انعام مین فرمایا ہے اے نبی تو کہدے مین یہہ نہین کہتا کہ میرے پاس خدا

قل لا اقول لكم عندي خزائن الله ولا اعلم
الغيب ولا اقول لكم اني ملك ان اتبع الا ما
يوحى الي وعنده مفاتح الغيب لا يعلمها الا هو
(انعام ع ۶ و ۷)

کے خزانہ ہین اور نہ یہہ کہتا ہون کہ مین فرشتہ
ہون اور نہ یہہ کہتا ہون کہ مین غیب جانتا ہون
مین تو اُسی کے پیچہے چلتا ہون جو میری طرف وحی ہوتی ہے
اور فرمایا غیب کی کنجیان اُسی کے پاس ہین اُنکو بجز خدا کوئی نہین جانتا

وعن عبد الله بن عمر قال قال رسول الله صلعم مفاتح الغيب خمس لا يعلمها الا الله لا يعلم ما في غد الا الله ولا يعلم ما تغيض الارحام الا الله ولا يعلم متى ياتي المطر احد الا الله ولا تدري نفس باي ارض تموت ولا يعلم متى تقوم الساعة الا الله — (صحیح بخاری صفحہ ۶۱۸)

حدیث مین وارد ہے - غیب کی کنجیان پانچ ہین جنکو بجز خدا کوئی نہین جانتا پھر ان پانچ چیزون کو شمار کیا جن کا ذکر چھٹی آیت مین گذرا ہے -

(۹) اور سورہ اعراف مین فرمایا ہے - اے نبی تو کہدے مین تو اپنے جان تک کے نفع ونقصان کا مالک نہین بجز اس کے جو خدا چاہے اور اگر مین غیب جانتا تو بہتیرین بہلائیان اکٹھی کرلیتا اور مجھکو کبھی ضرر نہ پہنچتا -

قل لا املك لنفسي نفعا ولا ضرا الا ما شاء الله ولو كنت اعلم الغيب لاستكثرت من الخير وما مسني السوء ان انا الا نذير وبشير لقوم يؤمنون (اعراف ع ۲۴)

تفسیرون مین لکھا ہے کہ اہل مکہ نے آنحضرت صلعم سے کہا تہا کہ ارزانی وگرانی غلہ کا حال معلوم ہو تو بتایا کرو کہ ہم اکٹھا غلہ خرید لیا کرین اور جس زمین مین قحط پڑنا ہو اُس کا حال بتادیا کرو تو ہم وہان سے کوچ کرین تب یہہ آیت نازل ہوئی -

روي ان اهل مكة قالوا يا محمد الا يخبرك ربك بالرخص والغلاء حتى نشتري فنربح وبالارض التي تريد ان تجدب لنرتحل الى الارض الخصبة فانزل الله هذه الاية - (تفسیر فتح البیان)

اور جو ضرر ونقصان اس غیب نجاننے کے سبب آنحضرت اور اہل اسلام کو پہنچے (جیسے جنگ احد† مین آنحضرت کا زخمی ہونا - اور اکثر مسلمانون کا شکست کہانا اور حدیبیہ مین مسلمانون کا مخالفون کے سامنے دب کر بے حج کئے واپس آنا اور بیر معونہ مین قاریون کا مارا جانا وعلی ہذا القیاس صدہا ضرر) انکی تفصیل کتب حدیث وسیر مین موجود ہے -

اس قسم کی آیات سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ بہت سے امور آنحضرت کو بذریعہ وحی معلوم نہین ہوئے جن کے سبب آنحضرت نے ضرر ونقصان اٹھائے -

† یہہ لڑائی آنحضرت کی اُن لوگون سے ہوئی تھی جنہون نے آنحضرت کو بہت ستایا اور گھر سے نکالدیا اور صدہا مسلمانونکو قتل کردیا پھر مدینہ پہنچکر آنحضرت سے لڑنا چاہا پس ناچار آنحضرت کو انکا مقابلہ کرنا پڑا -

اسمٰعیل صاحب نے بہی ان آیات کے ظاہری معنی پر تاویل کا ہاتہہ نہیں بڑہایا اور تسلیم کرلیا ہے کہ آنحضرت کو علم غیب نہ تہا پہر تعجب ہے کہ وحی کو امر طبعی کیون کہا جب وحی آپ کے نزدیک آلہ انکشاف علوم وحقایق اشیا کا ہی ہے چنانچہ بصفحہ ۲۵۹ سے نقل ہو چکا ہے اور اسکا مصدر و مخرج بہی سوائے طبیعت نبی کے اور نہین ہے تو پہر نبی کا کسی چیز کو بجملہ حقایق موجودہ کے اس وحی سے نجاننا اور اس نجاننے سے دین و دنیا مین ضرر و نقصان اٹہانا اور کافرون و منکرون کے سہام طعن و ملام کا ہدف بننا کیا معنی رکہتا ہے - آپنے بتقلید بعض فلاسفر یوروپ کے الفاظ طبعی و حقایق اشیا کا ہی [illegible] رکہنا تو سیکہہ لیا - اور بنا بر علیہ وحی کو آلہ انکشاف اشیا کا ہی اور امر طبعی کہدیا ہے مگر ان الفاظ کے معانی و لوازم کے فہم کو ملاؤن کا شیوہ سمجہکر یہہ نہ سوچا کہ وحی کا آلہ علم حقایق اشیا ہونا اور اسکا امر طبعی و داخلی ہونا صاف چاہتا ہے کہ جو چیز عالم مین موجود ہے اسکا جاننا صاحب وحی کے تحت قدرت مین ہو - اور کوئی چیز دنیا کی نبی سے غائب نہو - آپ کے خیال پر یہہ مضمون صادق آتا [illegible] حقایق [illegible] ہونا بہت [illegible] اشیا ہو -

(۵۱) اور سورہ بنی اسرائیل مین ارشاد ہوا ہے - یہود کے پوچہنے پر کہ روح کا سوال [illegible]

ویسئلونک عن الروح قل الروح من امر ربی وما اوتیتم من العلم الا قلیلا ولئن شئنا لنذهبن بالذی اوحینا الیک ثم لا تجد لک به علینا وکیلا الا رحمة من ربک ان فضله کان علیک کبیرا - (بنی اسرائیل ع ۱۰)

روح میرے رب کا امر ہے [illegible] اور تم تہوڑا ہی سا علم دئے گئے ہو اور اگر ہم چاہین تو جو کچہہ ہمنے تجہپر وحی بہیجی ہے لیجاوین پہر تو کسی کو اسکے لانے کا [illegible] بجز رحمت تیرے رب کے - تجہپر اسکا بڑا فضل ہے -

صحیح بخاری [illegible] مین ابن مسعود سے مروی ہے کہ یہودیون نے آنحضرت سے روح کا حال پوچہا

عن ابن مسعود فی حدیث فقام رجل منهم فقال یا ابا القاسم ما الروح فسکت فقلت انه یوحی الیه فقمت فلما انجلی عنه فقال ویسئلونک

تو آپنے سکوت کیا اور کچہہ جواب نہ دیا - مین سمجہہ گیا جان لیا کہ آپکی طرف نزول وحی ہورہا ہے پس مین وہین کہڑا رہا جب آنحضرت کی وہ حالت کرب

اسی مچھلی کی نظیر کو دیکھئے ۔ جس حد تک مچھلی کے لئے تیرنے کی قوت ہوتی ہے اس حد تک جیسا وہ تیرنا چاہے بشرط عدم موانع تیر سکتی ہے ۔ اسیطرح جن امور کا دریافت کرنا قوت وحی میں داخل تھا ان امور کو صاحب وحی نے بوقت خواہش وحاجت کیوں نہ دریافت کرلیا ۔ کیا یہہ تعجب کی بات نہیں ہے کہ وحی آپ کے طبعی اقتدار میں ہو پھر اسکی ذریعہ سے اپنے گھر کا حال آپ پر نہ کہلے ۔ بریرہ لونڈی سے آپ اپنے اہلبیت کی برات کا حال پوچھیں اور اپنے دلی مشیر وحی سے دریافت نہ کرین اور اس کشمکش میں مہینا بھر رنج وتردد میں مبتلا رہیں ۔

ایسے امور کے بروقت شوق وحاجت ومیلان طبیعت کے نہ جاننے سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ وحی فوارہ کی مانند اندر سے نہیں اُٹھتی اور وہ داخلی امر نہیں ہے بلکہ مینہہ کی طرح اوپر سے برستی ہے اور تار برقی کی مانند خارجی امر ہے ۔ اسکا نزول وحصول طبیعت نبی کے اختیار میں نہیں ہے ۔ بلکہ طبیعت اسمیں اس بے اختیار آئینہ کے مانند ہے جس پر آفتاب یا کوئی اور فعل مختار فیضان انوار کرتا ہے وہو المدعا ۔ **استدلال دوم** ۔ بہت سی آیات میں یہہ بھی پایا جاتا ہے کہ جو کچھہ آنحضرت پر وحی ہوا ہے وہ آنحضرت نے بڑی مشقت وجد وجہد سے جبرئیل امین سے سیکھا ہے جب جبرئیل امین وحی لاتے تو آنحضرت صلعم اسکے ساتھہ پڑھنے لگ جاتے اور اسمیں بہت تکلیف اٹھاتے ۔ چنانچہ اس مضمون کے آیات نمبر ۹ و ۱۰ میں بصفحہ ۲۶۲ و ۲۶۸ وغیرہ نقل ہو چکے ہیں ۔

اور سورہ طہ میں ارشاد ہے کہ اس قرآن کے سیکھنے میں جلدی نکر پہلے اس سے کہ تیری طرف اسکا وحی ہونا تمام ہو

ولا تعجل بالقرآن من قبل ان یقضی الیک وحیہ وقل رب زدنی علما ۔ (طہ ع ۶)

قال المفسرون کان النبی صلعم یبادر جبرئیل فیقرأ قبل ان یفرغ جبرئیل من الوحی حرصا منہ علی ما ینزل علیہ فنہاہ اللہ عن ذلک ومثلہ لا تحرک بہ لسانک لتعجل بہ (فتح القدیر علی ما نقلہ فتح البیان) مثلہ فی التفسیر الکبیر

اور کہہ اے رب میرا علم زیادہ کر ۔ تفسیروں میں لکہا ہے کہ آنحضرت صلعم قرآن پڑہنے میں جلدی کرتے جبرئیل کی قرات سے فارغ ہونے سے پہلے ساتھہ ساتھہ پڑہنے لگجاتے خداتعالی نے اس سے منع کیا یہہ ایسا ہی جو دوسری آیت میں ارشاد ہے ۔ اس قرآن کے ساتھ اپنی زبان نہ ہلا کہ وہ تجھے جلد آجائے ۔

مضامین محقق بہاری جنکی اشاعت کا ضمیمہ نمبر ۲ مین وعدہ دیا گیا تھا

نمبر ۱

معجزہ اور قانون قدرت

تفسیر قرآن نیچری خان صاحب مین معجزہ سے انکار ہوا ہے اور اُسپر وما منعنا ان نرسل بالایات الا ان کذب بہا الاولون کو دلیل ٹھہرایا ہے۔

مین کہتا ہون یہہ کہنا ایسا ہے جیسا حضرت مسیح نے کہا ہے چنانچہ متی باب ۱۲ ورس ۳۸ مین ہے تب بعضی کاتبون اور فریسیون نے پھر کے کہا اے مرشد ہم چاہتے ہین کہ تیرا ایک معجزہ دیکھین پر اُسنے اُنہون کے جواب مین کہا کہ اس زمانہ کے بدذات اور حرامکار لوگ معجزہ ڈھونڈتے ہین پر اُنہین کوئی معجزہ سوائے یونس نبی کے نشان کے دکھایا نجائیگا (تعلیقات جناب منشی چراغ علی صاحب بجواب پادری عماد الدین لاہوری صفحہ ۳۴) اور معجزہ کے باب مین حکما و علماء یورپ مختلف ہین جو لوگ پابند کتاب ہین وہ مقر و مثبت معجزہ ہین اور جو ملحد و لامذہب ہین وہ منکر و مکذب ہین اور چونکہ خان صاحب بہادر اکثر ملحدون ولامذہبون کی تقلید کو پسند کرتے ہین اسلئے انکار معجزہ مین بھی اُنہی ملحدون کی تقلید پر چلے ہین۔

معجزہ کا انکار سب سے پہلے ایک بڑے مشہور ملحد **ہیوم صاحب** نے کیا ہے اُسکے بعد جو منکر ہوا ہے اُسیکا مقلد ہے یہانتک کہ اسکا سلسلہ وراثت خان صاحب بہادر کو پہنچا۔

اس باب مین **ڈی ڈبلیو ٹامس صاحب** ایم اے پرنسپل میتھوڈسٹ ایپسکوپل چرچ نے ایک کتاب لکھی ہے جسمین اُن ملحدون کے قول کو رد کیا ہے اور معجزہ کا قانون قدرت کے مطابق ہونا ثابت کیا ہے ہم اسمقام پر اُسکا انتخاب و خلاصہ مطلب نقل کرتے ہین۔ اسمین ہمنے اتنا تصرف کیا ہے کہ مصنف نے تو اپنی کلام کو صرف اثبات معجزات مسیح سے مخصوص کیا ہے اور ہمنے اسکو عام معجزات کا مثبت بنا دیا ہے

اور نیز اُس نے بخیال الوہیت حضرت مسیح کے معجزات کو مسیح کی طرف منسوب کیا ہے اور اُنہی کو خالق معجزات ٹھہرایا ہے اور ہمنے اُن معجزات کو خدا کی طرف منسوب کیا ہے جو مسیح اور اسکی والدہ صدیقہ کا خالق ہے باقی مضمون سب اُسی مصنف کا ہے۔

وہو ہذا

جاننا چاہیے کہ لفظ معجزہ کے اصلی معنی وہی ہیں جو عجیب کے ہیں لیکن یہہ کچھہ ضرور نہیں ہے کہ جو فعل عجیب ہو معجزہ کہلاوے ممکن ہے کہ ایک چیز عجیب وغریب ہو اور معجزہ نہ کہلاوے بلکہ فطرت کے مطابق ہو اور ہمکو بوجہہ عدم واقفیت اُن قوانین کے عجیب وغریب معلوم ہوتی ہو۔ پس معجزہ نام اُس فعل کا ہے جو طاقت انسانی سے باہر اور فطرت کے عام قوانین مقررہ سے مخالف ہو جو خود خدانے اپنے کسی حکم یا پیغمبر یا رسول کی تصدیق کے واسطے ظاہر کیا ہو اور ممکن ہے کہ اگرچہ معجزہ سے قوانین فطرت میں جنپر تمام دنیا کا موقوف ہے کسیطرح کی مداخلت ظاہری پائی جاوے لیکن وہ درحقیقت مخل قوانین فطرت یا خلاف قوانین علت ومعلول کے نہیں ہوتا بلکہ عام نظام خلقی کی مقرری قاعدے سے مخصوص ہوتا ہے پس ان میں فرق اتنا ہے کہ جو معلولات نظام خلقی کے قواعد عامہ کے موافق ہوتے ہیں انکو ہم فطرت کہتے ہیں اور جو اس ترتیب عام سے علاحدہ ہیں انکو معجزہ کہتے ہیں مثلاً رات دن کا ہونا اور تغیر ایام اور پتوں کا مرجہانا اور گرمیا ندیوں اور دریاؤں کا بہنا بخارات کا اٹھنا سب باتیں فطرت کے مقرری قواعد کے موافق ہوتی رہتی ہیں یعنی انتظام خلقی انکا ہمیشہ ایک ہی ترتیب سے جاری ہے جس سے خدا کی قدرت کہ وہ جہان کا محافظ اور ناظم ہے ظاہر ہوتی ہے اور معجزات مثلاً مسیح کا مُردوں کو جلانا اور پانچ جو کی روٹیوں اور تھوڑی سی مچھلیوں کو اسقدر بڑہا دینا کہ پانچ ہزار آدمی کہالیں اور پہر بارہ ٹوکرے بچ رہیں (یا محمد رسول اللہ صلعم کا ابوطلحہ کی دعوت میں ایک روٹی سے ستر یا اسّی آدمی کو رجا دینا۔ اور حدیبیہ کے دن ایک چہوٹی سے برتن کے پانی سے پندرہ سو آدمی کو وضو کرا دینا) یہہ سب کام تجربہ کے برخلاف اور طاقت بشری سے باہر ہیں اور یہہ خدا کی قدرت کے غیر معمولی عمل ہیں اور اسیواسطے معجزات کہلاتے اور کبھی خلقت کے عام ترتیب

سے بھی معجزات ملے ہوتے ہین یعنی خدا کو اختیار ہے وہ جو چاہے تو انہین چیزون سے جو موافق مقرری قاعدون کے معمولی نتائج پیدا کرتی ہین دفعتہً ایسے نتائج ظاہر کر دے کہ جو معمولی نتائج سے بالکل مختلف ہون مثلاً موسیٰ نے دریا پہ ہاتھ بڑھایا اور خداوند تعالیٰ نے سبب بڑی مشرقی آندھی† کے تمام رات مین

† یہہ مصنف کی راے ہے جو عیسائی مذہب ہے اہل اسلام کا اس مقدمہ مین یہہ اعتقاد ہے کہ بیان غیر معمولی وغیبی اسباب سے کام لیا گیا ہے خدا نے موسیٰ کو حکم دیا کہ اپنی لاٹھی دریا کو مار اُس نے لاٹھی ماری تو دریا پھٹ گیا اور پانی ٹھہر گیا اور ہر ایک ٹکڑا پانی کا پہاڑ کا سا ہو گیا پس موسیٰ علیہ السلام اور اُن کے ساتھ والے اُن درون سے نکل گئے اور فرعون انہین پہنچا تو وہ مع لشکر غرق ہوا۔

فاوحینا الی موسی ان اضرب بعصاک البحر فانفلق
فکان کل فرق کالطود العظیم وازلفنا ثم الاخرین
وانجینا موسی ومن معه اجمعین ثم اغرقنا الاخرین (شعراء)
واترك البحر رهوا انهم جند مغرقون
(دخان ۱۶)

جناب خان صاحب بہادر اس مقدمہ مین ایسی ٹیڑھی چال چلے ہین جو نہ اہل اسلام کے موافق ہے نہ عیسائیون کے آپ صفحہ ۹۹ وغیرہ تفسیر پڑھ کر فرماتے ہین کہ وہان چلنا دریا نہ ٹھہر گیا تھا اور نہ پھٹ گیا تھا اور نہ اُس کا پانی خشک ہو گیا تھا بلکہ وہان سمندر مین مدوجزر ہوا تھا جسکو ہندی مین جوار بھاٹا کہا جاتا ہے جب حضرت موسیٰ پہنچے تو جزر یعنی پانی اُترنے کا وقت تھا اسلیے وہ پار اُتر گئے جب فرعون پہنچا تو مد آگیا اسلیے وہ غرق ہوا۔ یہان معجزہ خلاف عادت نہین ہوا ۔ اسکا جواب ہمارے مولوی سید الطاف حسین صاحب نے رسالہ کشف راز مین جو خان صاحب بہادر کے تاریخی حالات مین مرقوم ہے خوب ادا فرمایا ہے اس مقام مین اُسی کا نقل کرنا کافی ہے آپ فرماتے ہین ۔ بہت تعجب و نہایت افسوس ہے کہ مفسر صاحب نے مدوجزر کا نام تو سن لیا مگر ابھی شاید یہہ معلوم نہین کہ جزر کی حالت مین سمندر ایسا پایاب کبھی نہین ہو سکتا کہ فوج پار ہو جاوے ۔ ہان پانی پھیلا ہوا سکڑ جاتا ہے [illegible] پار ہونیکے قابل نہین ہو سکتا ۔ اور پھر اس قدر جلد اترنا انبوہ کثیر کا نہایت مشکل ہے علاوہ ازین دلدل بہت رہ جاتی ہے اسلیے وہان کا اترنا پانی سے بھی زیادہ دشوار ہے معجزہ محال ہے ۔ شاید کہ یہہ آپ صاحبزادہ لا مذہب کی سنی سنائی ہین جغرافیہ علیم صاحب تحبیب سند پیش فرمایا ہے اسے بجز جغرافیہ والی ساتھ اور کچھ ثابت نہین ہو سکتا ہے ۔ ہمنے مانا کہ سمندر کی حالت مختلف ہوتی ہے پہلے اسکا ثبوت بخوبی دو کہ اُن دنون خاص ایسی حالت بحر قلزم کی تھی

دریا کو چلایا اور دریا کو سکھا دیا اور پانی کو دو حصہ کیا - دیکھیے کہ پانی کے قدرتی کشش جو اسفل کیطرف ہے اُسوقت مین شدت طوفان اُس کشش کی مانع ہوئی - پس یون کہنا چاہیے کہ خلقت کے ایک قاعدے پر دوسرا قاعدہ دفعتہً غالب آگیا نہ یہہ کہ کوئی امر خلاف قاعدہ فطرت ہوا با اینہمہ اسکے معجزہ ہونے مین کچھہ کلام نہین وہ ایسا صریحی اور حقیقی ہوا کہ گویا خدا نے بلا علاقہ عام قوانین فطرت یعنی اُن قاعدون کو توڑکر وہ معجزہ دکہلایا پس بلاشک ہم نہین کہہ سکتے کہ وہ امر خلاف قواعد فطرت ہوا شاید وہ فعل کسی اور قاعدہ نامعلومہ کے مطابق جسکو ہم آدمی نہین جانتے وقوع مین آیا ہو الغرض معجزہ کے معنون کی تصریح مینے اس مقام پر اسوجہہ سے کی ہے کہ خاص اعتراض معجزون پر صحیح معنون کے نہ جاننے

اور اتنی ہی دیر مین مد آگیا جو لشکر فرعون ہو گیا - تعجب کہ انہین یہ معلوم ہوا حالانکہ اس قدر جلد یکبارگی مد و جزر نہین آسکتا - یہہ کشش تو جون جون چاند گہٹتا بڑہتا ہے اُسی قدر دو دو ہفتہ مین ہوتی جاتی ہے سمندر کے پانیکا اتار چڑہاو اسقدر جلد آناً فاناً نہین ہوتا اور نہ متصاف ہوتا تو کیسا - اب کوئی تاریخ خاص کسی مورخ نامی کی ایسی لائے جس سے کمال ہیئت دانی بہی ثابت ہو کہ وہ پندرہ دن مین اختلاف بدلتا تہا - **راقم** کہتا ہے بطلان تاویل سرایا تسویل جناب پر اور وجوہات بہی شاہد ہین جنکا بیان ہم کسی مستقل تحریر مین کرینگے - **پنجم** بڑی **قوی** وجہہ ہے کہ اگر یہہ مد و جزر ہوتا تو فرعون اور اسکے تمام ارکان دولت و عامہ خلایق کو معلوم نہ ہوتا - ؟ کیا یہہ **تعجب** کی بات نہین ہے ؟ کہ حضرت موسی (جنہون نے حضرت شعیب کی بکریان چرائی ہین ایک مدت عمر بسر کی اور علوم و تجارب دنیاوی سے انکو خبر پوری نہ تہی) مد و جزر کو جانین اور فرعون جو وقت کا بادشاہ تہا اور کمالات دنیاوی مین یہہ دعوی رکہتا تہا کہ ادعاء الوہیت سے نہ چوکا اس سے بیخبر رہے اور یہہ نہ سوچے کہ وقت عبور موسی تو وقت جزر تہا اب وقت مد آگیا ہے اسمین میرا پار اترنا کہان ممکن ہے -

ایسا ہی قوم موسی سے (جنمین بہتیرے معمر دنیادار و تجربہ کار بہی تہے) **تعجب** ہے کہ وہ بہی وقت جزر کو نہ جانے - لشکر فرعون اور دریا کو دیکھتے ہی پکار اٹہین کہ بس ہم تو پکڑے گئے پہر حضرت موسی

> فلما تراء الجمعان قال اصحاب موسی انا لمدرکون قال کلا ان معی ربی سیهدین -
>
> (شعراء ع ۴ -)

کے صرف اتنے ہی کہنے پر کہ میرا رب میرے ساتھ ہے مطمئن ہوگئے -

اڈیٹر -

سے ہے مثلاً بعضی یہہ اعتراض کرتے ہین کہ جب قوانین فطرت خدا کے بنائے قوانین ٹھہرے تو پھر اُنمین
تغیر و تبدل یا کسیطرح کی اصلاح کیونکر ممکن ہے یعنی خدا اپنے قانون کو آپ نہین توڑتا پس معجزہ ہونا غیر ممکن ہے
اسکا جواب یہہ ہے کہ واقع مین خلقت کیواسطے کچھہ قاعدے مقرری پائے جاتے ہین جنکو ہم قواعد فطرت کہتے ہین
اور وہ بیشک خدا کے مقرر کئے ہوئے ہین لیکن نفس قواعد پر غور کیجاوے تو معلوم ہوتا ہے کہ وہ بالذات
کچھہ قدرت نہین رکھتے کہ کسی نتیجہ کو پیدا کرسکین وہ تو صرف نام ہے اُس طریقہ عام کا جو خدا نے اپنے
جہان کی محافظت کی اور طرح طرح کے تغیرات کیواسطے مقرر کیا ہے یہہ دعوی کہ وقوع معجزے کا غیر ممکن ہے
اسواسطے کہ قوانین فطرت منسوخ نہین ہوسکتے غلط بنا پر ہے معجزہ کسیطرح مخل قانون نہین ہے ہان اسکو ہم
خود تسلیم کرتے ہین کہ جن معجزات کا ذکر کتب مقدسہ مین پایا جاتا ہے اُنکے وقوع سے قوانین عامہ فطرت مین
کسیقدر روک ہوگئی ہے جس سے خدا کی قدرت اور بھی زیادہ صفائی سے ظاہر ہوئی - اگرچہ فطرت کی ترتیب
مین ذرا سا فرق آگیا اور اس قسم کے اختلاف کو جسمین فطرت کے عام قواعد سے مخالفت ہو
نسخ قوانین فطرت کسیطرح نہین کہا جاسکتا - مثلاً مرغی کے بچون کو دیکھو کہ عام قاعدہ اُنکے پیدا ہونیکا
یہہ ہے کہ انڈے مرغی کے تلے رکھے جاتے ہین وہ چند ہفتون معینہ تک اُنکو سیتی ہے یہان تک
کہ بچہ نکل آتے ہین لیکن آجکل بغیر مرغی کے تنور مین انڈون کو مدت معینہ کی گرمی پہنچا کے بچہ نکالے
جاتے ہین تو یہہ طریقہ جدید خلقت کے عام قاعدہ سے بیشک مختلف ہوا - لیکن کون کہہ سکتا ہے کہ خلاف
قاعدے کے ہوا یا اسمین نسخ قوانین فطرت لازم آیا - اسیطرح گرم ملکون مین گرمی کے موسم مین پانی
کا جمنا فطرت کے عام قاعدے کے خلاف معلوم ہوتا ہے تاہم آدمیون نے ایسی کلین نکالی ہین
جن سے بذریعہ چند مسالحون کے گرمی کے موسم مین برف جمایا جاتا ہے اب اسکو کون کہہ سکتا ہے
کہ خلاف قاعدہ ہوا اس تشریح سے میرا یہہ مطلب نہین ہے کہ جو فعل انسان سے ہو معجزہ ہے یعنی گرمی
پہنچا کر انڈون سے بچے نکالنا یا گرمی مین برف جمانا یہہ بھی معجزہ ہوا نہ یہہ مطلب ہے کہ یہہ مثالین مسیح اور
اُسکے حواریون کے معجزون سے مشابہت کلی رکھتی ہین کہ خدا جو تمام خلقت کا خالق اور تمام قوانین
کا واضع ہے اسکو اپنے سب قوانین اور افعال کا اختیار کلی ہے اور اسی سبب سے وہ ایسی عجیب باتین

جو طاقت انسانی سے باہر ہون دکھلا سکتا ہے اور ایسے عجیب افعال کو ہم اپنی اصطلاح مین معجزات
کہتے ہین — ہمارا مطلب اوپر کی تشریح سے صرف اسیقدر ہے کہ جبکہ آدمی گرمی پہنچا کے بچے نکالنے
اور گرمی مین برف جما دینے سے فطرت کی عام ترتیب مین تغیر کرتا ہے تو خدا نے اگر اپنی قدرت کو فطرت
کی عام ترتیب کے موافق نہ استعمال کیا بلکہ کسی خاص عجیب طور سے یعنی معجزانہ طور پر ظاہر کیا تو کیا استحالہ
لازم آتا ہے اگر آدمی مقررہ طریقہ کے بدلنے سے قوانین فطرت کا توڑنے والا نہین ٹھہرتا بلکہ اور
اسکی عقلمندی ظاہر ہوتی ہے تو خالق بھی اپنی عام ترتیب کے بدلنے سے توڑنے والا نہین ہو سکتا
بلکہ اسکی دانائی ظاہر ہوتی ہے اور جیسا کہ آدمی کے واسطے کچھ ضرور نہین کہ جو فعل اس سے سرزد ہو
بعینہ اسی قاعدہ فطرت کے موافق ہو کسیطرح کا فرق نہ پڑے بلکہ صدہا افعال انسان سے ایسے
وقوع مین آتے ہین جو عام قاعدے سے بہت مختلف ہوتے ہین تو اسیطرح خدا جو واضع حقیقی ان سب قانونکا
ہے اسکے واسطے تو بطریق اولی کچھ ضرور نہ ہوگا کہ سب بعینہ اسی عام قاعدہ کے مطابق کرے
پس مطلب یہ ہے کہ خدا جو سب کا مالک ہے گو کیسی ہی غیر محدود قدرت رکھتا ہے اور گو کیسی ہی
دانائی اور بزرگی اسکے معجزات سے ظاہر ہوتی ہے اور طریقہ قدرت مین تغیر ہو جاتا ہے لیکن قانون
وہی رہتا ہے وہ کسیطرح نہین ٹوٹتا ہے جیسے آدمی اپنی قدرت خلقت مین قوانین مقررہ سے مخالفت
ظاہر کرتا ہے اور پھر بھی نسخ قانون نہین کہلاتا ۔ اسیطرح ممکن ہے کہ خدا بھی اپنی قدرت کاملہ
سے اور طور پر بغیر قواعد عام جنسے اب نظم و نسق جاری ہے ان کے سوا اور کسی طور پر ظاہر کرے
اب ہمین اسی بحث پر کتب مقدسہ کے معجزات کو مطابقت دینا چاہیے جس حالت مین کہ انگورون
سے بنتی ہے یسوع نے خدا کی قدرت سے پانی سے شراب بنا دی تو عام طریقے سے ذرا جدا ہوا
اسی طرح پانچ روٹیون سے کئی ہزار آدمیون کو رجا دینا یہ بھی قدرت خداوندی کے نئے طور پر کیا ہے
ان دونون صورتون مین اس نے دفعتاً اسی کام کو کر دیا جو موافق قاعدہ عام بہت آہستہ اور
دوسرے طور پر وقوع مین آتا جسطرح عرق انگورون مین پہنچتا اور پھر اس سے انگور شیرین ہوتے اور پھر
اس سے شراب بنتی اس نے دفعتاً ایسا کر دیا کہ پانی کی شراب ہو گئی — علی ہذا القیاس روٹی کو سمجھ لو —

پس پیدا کرنیوالی قدرت کو اس نئے طور کی قدرت سے وہ ہی نسبت ہی جو بڑے کو چھوٹے سے
یا کل کو جزو سے ہوتی ہے۔ ان صورتون مین قدرت کا قانون کہ مراد اُس سے صرف اُس پیدا
کرنیوالے کو اپنی بے انتہا دانائی اور الوہیت کے مطابق ظاہر کرنا ہے خواہ عام طریقہ پر
یا خاص طریقہ سے ہو نہین ٹوٹتا پس خدا کے قانون کی نسبت یہہ گمان کرنا کہ سوائے اُن عام
قاعدون کے اور کوئی صورت اُسکی تاثیر کی نہین صحیح نہین ہے تو ایسا ہوگا جیسے کوئی طالب علم
اپنے اُستاد سے صرف ایک دو سبق پڑھکے اُسے ازاوے یا یہہ شیخی مارے کہ مجھے اُسکے سب ہنر
آ گئے ہین اگر ثابت ہو جاوے کہ فطرت چند پوشیدہ اور محدود علتون اور معلولات کی جو ہمیشہ تک ایک
رہینگی پابند ہی تو لازم آویگا کہ مذہب بلکہ شان رزاقی خدا کی بہی باطل ہے اور حقوق انسانی مفقود ہوگا
اور خدا کی بندگی اور نماز حماقت ہو لیکن یہہ خیال خلاف جمہور ہی اسکو کوئی بہی صحیح نہ کہیگا پس امکان
معجزات کا انکار حقت الحاد ہے خدا کی ذات ہر طرح اپنی خلقت سے اعلی اور اولی ہے اور جیسی اسکی
ذات اعلی ہے ویسی ہی اُسکی قدرت بہی ضرور ہے کہ اعلی ہو۔ اور جیسی اُسکی قدرت قدرت انسانی سے
برتر ہے ویسے ہی اُسکے افعال بہی برتر ہونا چاہئے۔ پس اُسکی قدرت کا انکار کرنا یعنی یہہ کہنا کہ وہ ترتیب
قوانین فطرت نہین بدل سکتا ہے اسکو انسان کے درجہ سے بہی گرا دینا ہے ۔ اسواسطے کہ انسان
ہر وقت مین یہہ قدرت رکہتا ہے کہ قواعد فطرت مین مداخلت کرے اور چاہے تو اُنکے نتائج بدل دے
مین کہتا ہون کہ ایک ذرا سے بچے مین یہہ قدرت ہو کہ قواعد فطرت کی ترتیب مین فرق ڈالکر مختلف
نتائج پیدا کرے مثلاً فرض کیجے کوئی لڑکا باغ مین بیٹھے ہوئے کوئی اچھا پہول دیکھے اور اسکو توڑکے
تہوڑی دیر اسکی خوبی و بہار کو دیکھے پھر پھینکدے تو وہ پہول شاخ سے جدا ہونیکے سبب جلد آفتاب
کی گرمی سے مرجہا جائیگا اگر وہ اسجگہ رہتا تو یقیناً قانون فطرت کے موافق زیادہ دنون تک اسکی
تر و تازگی اور خوشبو قائم رہتی ہے ۔ دیکھئے ایک بچہ مین یہہ قدرت تہی کہ مختلف نتیجہ پیدا کر دیا۔
پس جبکہ قانون فطرت ایسا معین نہ ٹہرا کہ ایک بچہ مین یہہ قدرت ہی کہ اُسکی ترتیب بدل سکتا ہے
تو کون کہہ سکتا ہے کہ خدا جو سب سے اعلی اور اولی ہے نہین بدل سکتا ہے یا نہین ہوا ہے علم معجزہ

سے دریافت ہوتا ہے کہ خدا نے ترتیب خلقت ضرور بدلی ہے خود کرہ زمین سے یہہ بات ظاہر ہے
کہ وہ دفعتاً اسی ایک صورت مین نہین پیدا ہوا بلکہ رفتہ رفتہ مختلف ترتیبون سے حالت موجودہ کو پہنچا ہے
چنانچہ بہی علم جمادات سے معلوم ہوتا ہے ایک نوع کی چیزون کا پیدا ہو جانا پہر اُس سے نئے
نئی طرح کی مخلوق کا ہونا اور اِس نئی مخلوق کی طبعیتون کے مناسب آب و ہوا کا بدل جانا چونکہ
یہہ سب باتین ایسی ہین کہ مقرری قواعد نہین ٹہر سکتے ہین بلکہ خلاف ترتیب مقرری ہین اسواسطے یہہ سب
گویا کائنات بہت سی نوع بنوع کے معجزات ہوئے طبقہ زمین کی چٹانین جو نوبت بنوبت بنی ہین
حقیقت مین تمام معجزات ہین جو کتب مقدسہ کے معجزات سے بہی زیادہ ہین انبیا اور حواریون نے
جس قدر معجزات بیان کئے ہین وہ کچہہ اُن واقعات سے جو زمین کے معدنیات مین گذرے ہین زیادہ
نہین ہین - علم جمادات سے یہہ بہی معلوم ہوتا ہے کہ آب و ہوا مین اور اُس آب و ہوا کی وجہہ سے جانورون
کی حالات مین بڑا تغیر واقع ہوا ہے - گرم ملکون کے جانورون کے بقئے سرد ملکون مین پائے جاتے
ہین خلقت مین بہتیری ایسی چیزین ہزارہا برس قبل اس قانون مقرری کے بموجب اِس وقت کے
مناسب پیدا ہوئی ہونگی اگر وہ چیزین دفعتاً ہمارے سامنے ظاہر ہون تو ہم اُنکو ضرور معجزہ کہین قطع النظر اسکے
ممکن ہے کہ بہتیرے عالم ہون جنمین قوانین فطرت بعینہ وہی ہون جو اِس دنیا مین معجزات کہلاتے
ہین - پس اگر خدا اُن عالمون مین اپنی قدرت اس طور پر ظاہر کرے جیسے اِس دنیا مین ہے تو البتہ
وہان کے رہنے والے متحیر ہو جاوین اور اسکو معجزہ کہین کیونکہ اُن کے نزدیک وہ بالکل نئی اور
عجیب معلوم ہووین پہر جن باتون کو ہم معجزات کہتے ہین ممکن ہے کہ وہ قواعد فطرت کے مطابق ہون
بلکہ خدا نے اپنی دینی حکومت کی خاص مصلحتون کے واسطے مقرر کیا ہو جو مدتون کے بعد بوقت ضرورت وقوع
مین آتی ہون لڑائی کے قوانین سے ہمارے اس بیان کی اچہی طرح تشبیہ ہو سکتی ہے مثلاً جب ملک
مین صلح اور امن و امان ہوتی ہے تو ہر کام موافق قواعد مقررہ کے ہوتا ہے اور جب کوئی ہنگامہ
برپا ہو تو صلح کے قوانین جاتے رہتے ہین اور مختلف قاعدے اور نئے نئے ضوابط مقرر کئے
جاتے ہین تسپر بہی نفس قواعد جیسے صلح مین تہے ویسے ہی اِسوقت مین کچہہ نہ کچہہ ضرور ہوتے ہین

اسواسطے لایق اعتبار نہیں جواب دیتے ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ یہہ دوسرا اعتراض پہلے ہیل ایک
بڑے مشہور ملحد ہیوم صاحب نے کیا ہے اُسکے بعد اوروں نے اسکی تقلید کی ہے غرض وجوہ خاص
اس اعتراض کے جو ہیں انمیں پہلی وجہ یہہ ہے کہ معجزہ مستلزم نسخ قوانین فطری ہے اور
دوسری وجہہ یہہ ہے کہ چونکہ وہ خلاف تجربہ ہے صرف گواہی سے اسکا ثبوت نہیں ہو سکتا ہے
بلکہ اس صورت میں معجزے کے یقینی جاننے کی نسبت گواہی کا باطل سمجھنا زیادہ یقینی ہے اس اعتراض کا
جواب جہانتک نسخ قوانین سے تعلق رکھتا ہے ہمنے پہلے ہی دیدیا ہے یہہ دعوی سرے سے ہی
غلط ہے ہم نے خوب ثابت کر دیا ہے کہ جسکو لوگ غلطی سے منسوخ ہونا کہتے ہیں وہ درحقیقت منسوخ ہونا
نہیں ہے بلکہ وہ صرف تغیر ہیئت ادنی کا اعلی کیطرف ہے کیونکہ جس حالت میں معجزہ قوانین مقررہ کو
بالعوض توڑنیکے اور زیادہ قایم کرتا ہے اور تقویت دیتا ہے تو یہہ اعتراض کہ وہ نسخ قوانین فطرت
ہے خود بخود باطل ہو جاتا ہے۔ رہا یہہ امر کہ معجزہ کے یقینی جاننے سے گواہی کا باطل سمجھنا آسان
ہے سو اسکے جواب میں یہہ ضرور سمجھنا چاہیے کہ معجزات کسی عام شہادت سے ثابت نہیں ہوتے
بلکہ خاص طرح کی شہادت سے ہم خود کہتے ہیں کہ ممکن ہے کہ بعض گواہی غلط ہو لیکن یہہ نہیں ہو سکتا
کہ ہر طرح کی گواہی یکقلم غلط ہو کیونکہ بعض قسم کی گواہیان ایسی ہی ہیں کہ غلطی ان سے
بالکل خالی ہیں یہانتک کہ ہم کہہ سکتے ہیں کہ یہہ امر نہیں ممکن ہے۔

نمبر ۲

نیچر اور اسلام

آنرابل صاحب بہادر نے یہہ بہی دعوی کیا ہے کہ اسلام نیچر ہے اور نیچر اسلام اسمین دو وجہ
سے بحث ہے اول یہہ کہ نیچر کوئی چیز مشخص و منضبط جسمین تغیر واقع ہو نہیں ہے اور اس کا
کوئی عام و اول دکلی قانون نہیں ہے پہر وہ اسلام یا اور مذہب حق جس کا انضباط و پایدار
ہونا ضروری و مسلم ہے کیونکر ہو سکتا ہے حکماء انگلستان سے بعض لوگوں نے کہا ہے

(باقی ماندہ)

+ اس سے مراد وہ شہادت ہے جو تواتر سے ثابت ہو اسکا یقینی اور صادق ہونا مطالب عالیہ وغیرہ کتب کلام میں مدلل ہے

تو اسوقت مالک مال کی رضامندی یا عدم رضامندی کا کچھہ خیال نہین کیا جاتا اگر وہ بخوشی نہ دے
تو بہ جبر لیا جاتا ہے - نوعی فایدون کے سامنے شخصی فایدون کا کچھہ لحاظ نہین کیا جاتا - اسواسطے کہ کل
ملک کا نفع ایک شخص کے نفع پر مقدم ہے پس اگر مال کے نفع پر عقل کا نفع مقدم سمجھا جاتا ہے یا عقل و ذہن
کے حقوق ضمیر کے حقوق کے مقابل ملحوظ نہین ہوتے ہین یا شخصی نفع کا نوعی کے سامنے خیال نہین
کیا جاتا ہے تو اسکو کون خلاف قاعدہ کہیگا اسمین یہی ہوا کہ ادنی اعلی کی تابع ہوگیا گویا ادنی اعلی مین ملگیا
یا یون کہنا چاہیے کہ نفع عام مین خاص بہی ضمناً آگیا اگر یہہ امر وسیع طور سے لحاظ کیا جاوے تو عین منشاء
قانونی کے موافق ہے اور جیسا یہہ قانون تہا ویسا اب بہی ہے جیسا ضرور ہے کہ شخص تابع ملک جسم
تابع عقل اور عقل تابع اخلاق کے ہو و علی ہذا القیاس خدا کے اور قوانین کا حال ہے کہ ادنی اعلی کے تابع
ہے - جمادات تابع حیوان کے اور حیوان تابع انسان کے اور اغراض دنیوی محکوم دینی کی ہین -
ایسا ہی اگر خدا تعالی نے روحانی و اخلاقی اصول قایم کرنیکے لئے کسی جسمانی قانون کو بدلا مردہ کو
جلایا یا اندہون کو صرف مسیح کے ہاتہہ لگانیسے بصیر کر دیا تو اس سے صرف اتنا ہوا کہ اسی قدرت
الہیہ کی معمولی صورت کو جو ادنی مین پائی جاتی تہی آدمیون کی اعلی زندگی کے واسطے بدل دیا -
اسمین اس نے اپنے قانون کی اعلی صورتون کو بڑہایا اور ادنی کی فیاضانہ اور جایز استعمال سے گویا
اپنے قانون کو عزت بخشی - یہہ ظاہرا ایسا معلوم ہوتا ہے کہ عام قانون فطرت معجزہ سے ٹوٹ گیا
تا کہ روح کا اعلی قانون قایم رہے لیکن یہہ ظاہری نسخ اسکی حقیقی حفاظت کیواسطے نہایت ضروری بات
سے تہا اس سے کوئی نہ سمجہے کہ ہمین قوانین مقررہ فطرت سے انکار ہے ہماری تعلیم فقط یہہ ہے کہ ادنی
درجے کے قانون کی ظاہری صورت کو اعلی سے بدل دینا قوانین فطری کے عین موافق ہے -
ہمارا اقرار ہے کہ ایسے قواعد کا مقرر ہونا حیات انسانی کے واسطے ضروریات سے تہا اگر طلوع اور غروب
آفتاب کا کوئی وقت مقرر نہ ہوتا جیسا اب ہے اور موسم و فصل کی کچھہ قید نہ ہوتی اور بیجون کا اپنے
اقسام کے پہل لانا ضروری و یقینی نہ ہوتا تو کیسی مصیبت کی حالت مین ہم بنی آدم ہوتے - اسی
مقررہ طریقے کے سبب ہم اپنی زندگی کے حالات کا حساب کرسکتے ہین اور ٹہیک وقت پر کام کرتے

صرف اتنا ہے کہ ہیئت قاعدہ کے وقت مناسب بدل دی جاتی ہے لیکن یہہ بھی یاد رہے کہ
خدا کا قانون محض جسمانی ہی نہین ہے یعنی حیوانات و نباتات کے طریقہ تمدن پر ہی موقوف نہین ہے بلکہ اس
سے عمدہ اور اعلی قانون ہے اور جیسے قوانین خلقت تمام دنیا کے واسطے ہین یہہ اعلی قوانین تمام بنی
آدم کیواسطے ہین یعنی مطلب یہہ ہے کہ جیسے جسم کیواسطے کچھہ قاعدے معین ہین ویسے ہی عقل اور
اخلاق کیواسطے بھی کچھہ قاعدے پائے جاتے ہین جن سب کا ایک نام الہیات مقرر کیا ہے۔ لیکن
ان سب قوانین روحانی او جسمانی کی نسبت اگر خیال کیا جاوے تو معلوم ہوتا ہے کہ کل یہی نہین
ہین بلکہ یہہ تو اُس کُل کا صرف جزو ہین خدا کے قاعدے او مخلوقات اس قدر بیشمار ہین کہ ہماری ناقص
عقل اندازہ نہین کر سکتی ہے اور اگر یہہ بھی فرض کر لیا جاوے کہ اسکے سب قاعدہ جہان تک ہمکو معلوم ہین ایک
ہی ہین اُسوقت بھی ظاہر ہے کہ درجے اُنکے مختلف ہین مثلاً جو عقل و اخلاق سے علاقہ رکھتے ہین
وہ قواعد اجسام سے مختلف ہین یعنی اعلی ہین چونکہ روح ذہن سے افضل ہے اسواسطے جو روحانی قاعدے
ہین یعنی صفائی قلب سے علاقہ رکھتے ہین ضرور ہے کہ ذہن و عقل کے قاعدون سے بڑھکر ہون۔ اب سوچیے
کہ اگر اعلی کے جاری کرنیکیواسطے ادنی کی کچھہ صورت بدل دی جاوے تو کیا قباحت ہوگی اور اسکو کون نسخ
قوانین فطرت کہیگا بلکہ لفظ ادنی کا نہین ظاہر کرتا کہ وہ اعلے کا تابع و خادم ہے جیسا کہ تربیت الہیہ سے
ظاہر ہے آدمیون کو بھی دیکھہ لو کہ جسمی نفع کا اگرچہ ناروا بھی نہو روحانی نفع کے مقابلہ مین کچھہ خیال
نہین کرتے ہین مثلاً دیکھو عام تعلیم کیخاطر تمام شہریون سے خرچ مدرسہ کا لیا جاتا ہے اس صورت مین
عقل و دولت کی حالت ظاہر ہوتی ہے یا فرض کرو کہ ہم اپنے لڑکے کو کسی جگہہ مدرسہ بھیجنا چاہین اور دیکھین
کہ وہان دو مدرسے تعلیم کیواسطے مقرر ہین جنمین سے ایک مدرسہ مین بہت اچھی طرح علم ادب اور کچھہ تھوڑے
دینیات ناقص طور پر سکھلائے جاوین اور دوسرے مین خاص دینیات گو کہ اور علوم کا بندوبست اچھا
نہو سکھائی جاتی ہو تو ظاہر ہے کہ دینیات کے مدرسہ کو ترجیح دینگے اور اول کو اسکے سامنے معکوس سمجھینگے
اسی طرح خیال کیجیے کہ قانون ملکی یہہ ہے کہ رعایا کے مال و اسباب کی محافظت کیجاوے کہ جس طرح
رعایا چاہے اُس سے نفع اُٹھاوے لیکن جب سرکار کو کسی عام قاعدے کیواسطے ضرورت مدرسہ کی پڑے

مضمون محقق الہ آبادی

اسلام نیچر نہین نیچر اسلام نہین

آنرایبل سید احمد خانصاحب بہادر سی ایس آئی نے تہذیب الاخلاق مطبوعہ یکم ذیقعدہ سنہ ۱۲۹۷ ہجری مین اسپر زور دیا ہے کہ اسلام فطرت ہی اور فطرت اسلام ہے۔ اسمضمون کے لکھنے سے آپنے خود بہی دہوکہا کہایا اورون کو بہی دیا۔ ہم آپکی خاطر سے اس آرٹیکل کے بابت قولاً قولاً بحث کرتے ہین تاکہ آنکو اور دوسرے ناظرین کو فایدہ ہو **قولہ** اگر نیچری ہوسکتے ہین تو اسلئے اور کچھ نہین ہے کہ موجودات عالم اور انکے باہمی تعلقات پر اور ان تعلقات سے جو نتایج حقہ پیدا ہوتے ہین الخ†۔ **اقول** خدا کی حکمتون اور قدرتون کو غور کی نظر سے دیکھنا اور ان سے خدا کے وجود پر استدلال کرنا بیشک مناسب اور ضروری ہے اس سے کسیکو انکار نہین لاکن اس سے یہہ ثابت نہین ہوتا کہ ہم اپنے آپکو نیچری کے نام سے موسوم کرین خدا نے قرآن مجید مین اپنی قدرتون اور حکمتون پر غور کرنیکو کہا ہے اور عقل بہی اسکو مستحسن خیال کرتی ہے مگر انہی قدرتون کو ایک دین اور مذہب قرار دینا کم فہمی ہے کیا اگر کوئی بادشاہ کسی اپنے غلام کو حکم دے کہ تو میری

† اس قول کا تتمہ یہہ ہے "ان پر غور کیجاوے اور انکی دلالت اور ہدایت سے انکے صانع کا یقین کیا جاوے کیونکہ موجودات کی صنعت اسکے صانع پر دلالت کرتی ہے اور جس قدر زیادہ اور کامل علم مصانع کا ہوتا ہے اسیقدر صانع کی معرفت کامل ہوتی ہے تو شرع مین نیچری ہونیکی ہدایت ہے۔ خدا نے قرآن مجید مین فرمایا ہے کہ "اولم ینظروا فی ملکوت السموٰت والارض وما خلق اللہ من شیٔ۔ اس آیت سے صاف صاف نیچری ہونیکا حکم پایا جاتا ہے۔ پہر خدا تعالی نے ابراہیم کی نیچری ہونیکی بزرگی کو بتایا ہے جہان فرمایا۔ وکذلک نری ابراہیم ملکوت السموٰت والارض" پہر اس نیچری ہونیکی بزرگی کے بیان ہی پر بس نہین کیا بلکہ اسکا حکم بہی دیا جہان یون فرمایا کہ "افلا ینظرون الی الابل کیف خلقت والی السماء کیف رفعت والی الجبال کیف نصبت والی الارض کیف سطحت پہر ایک جگہہ فرمایا الذین یتفکرون فی خلق السموٰت والارض علاوہ اسکے اس قسم کی بہت آیتین ہین جنمین نیچری ہونیکی ہدایت ہے۔ نیچر، جسکو خدا نے فطرت کہا اسلام کا دوسرا نام ہے۔

([illegible])

بزرگی اور بڑائی کو میری خدم و حشم اور اسباب سے وزن کیا کر تو غلام پر لازم ہے کہ اُن خدم و حشم اور اسباب کو بادشاہ کے سارے احکام اور اصولون کا مصدر اور منبع قرار دے افسوس ہے کہ سید صاحب نے لفظ فطرت سے نیچری بننا تو سیکھہ لیا مگر اور کئی ایک صریح آیات اور نصوص سے منکر ہو گئے حشر اجساد اور دوزخ و بہشت وغیرہ کی بابت صدہا آیتین صادر ہو چکی ہین اُن سے برابر اعراض اور انکار ہے خداوند کریم جو لوگون کو اپنی صنایع اور حکم کے دیکھنے کیطرف توجہ دلاتا ہے اُس سے صرف اتنا ہی منشا ہے کہ انکو دیکھکر میری بزرگی اور حکمت اور قدرت کے قایل ہون نہ یہہ کہ انکو مصدر احکام الٰہی اور منبع اصول مذہبی سمجھہ لین فطرت کسی وجہہ سے مرادف اسلام نہین ہو سکتی کیونکہ ہر ایک شے کی فطرت دوسری شے سے الگ اور جُدا ہے اور اسلام اپنے اصولون اور احکام مین ایک ہی صورت اور سیدھی پر قایم اور ثابت ہے غور سے معلوم ہوتا ہے کہ فطرت عموماً دو قسم پر منقسم ہے عامہ† اور خاصہ عامہ وہ فطرت ہے جو ہر ایک نوع مین بالعموم پائی جاتی ہے جیسے انسانون کا دو قدمون پر چلنا اور بہایم کا چار پاؤن پر۔ خاصہ وہ ہے جو ہر ایک فرد کے ساتھہ مختص ہے سکائی صاحب کے قول کے بموجب فطرت عوارضات کی حدوث اور لحوق سے بدل بھی جاتی ہے جیسے درخت رنگترہ کی فطرت تو یہہ ہے کہ اُس سے رنگترہ ہی پیدا ہو مگر میٹھا کا پیوند کرنے سے میٹھے لگنے شروع ہو جاتے ہین جب فطرت کوئی خاص اور مشخص شے‡ نہین ہے بلکہ موجودات الٰہی کے خصایص طبعی اور عوارضات قدرتی کا نام ہے تو اُسکو اسلام کا مرادف بنانا ایک کمزور خیال ہے سید احمد صاحب آیتہ کریمہ فانظر الی الجبل سے اپنے آپکو اور اسلام کو نیچری ثابت کرتے ہین صاحبو اگر خدا کی موجودات دین اسلام کے مرادف ہوتی اور پہاڑ دین محمدی کے اصولون مین سے ایک دینی اصول قرار پاتا تو اس آیت کی تنزیل کی کیا ضرورت تھی لو انزلنا ھذا القرآن علی جبل لرایتہ خاشعاً متصدعاً من خشیۃ اللہ لئے خدا فرماتا ہے کہ اگر یہہ قرآن پہاڑون پر نازل کیا جاتا تو وہ خوف الٰہی سے لرزہ

† اسکی تفصیل یا تمثیل محقق بہاری کے مضمون نیچر کے ذیل مین ہے — اڈیٹر

‡ راقم نے اس بات کو بڑے زور و شور سے اشاعۃ السنہ نمبر ۳ و ۴ جلد ۲ مین ثابت کیا ہے جسکا جواب آجتک طرف ثانی نے نہین دیا اور نہ کوئی آیندہ دیسکتا ہے — اڈیٹر

کہا جاتی - جب خیال جنکو سید احمد صاحب نیچر اور قرآن اور اسلام قرار دیتے ہین قرآن اور اسلام سے
تو پھر یہہ آیت جس سے صاف طور پر نیچر اور قرآن مین تمیز ہوتی ہے کیون نازل ہوتی پہاڑ تو قرآن
اور اسلام کا مرادف تھا اُسکو خشیت سے کیا علاقہ اگر سید احمد صاحب کے اقوال کو صحیح مانا جاوے تو
اس آیت کے یہہ معنی ہونگے اگر قرآن قرآن پر نازل کیا جاتا تو قرآن خشیت الہی سے کانپ جاتا کیا کوئی دانا
آدمی اِن معنون کو صحیح خیال کریگا ہرگز نہین - اگر ہم سید احمد صاحب کے بھروسہ پر اس امر کو مان بھی لین
کہ اسلام نیچر کا مرادف ہے تب بھی بڑے بڑے ادق اور لاحل اعتراضات اور خدشات سے پیچھا نہین
چھوٹتا - فرض کرو کہ اسلام فطرت کا مرادف ہو اور فطرت ہر ایک شے کو حاصل ہے اور وہی فطرت
اسلام ہے - اس سے قرآن کا نزول اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کو بٹہ لگتا ہے اس وجہہ سے
کہ جب ہر ایک شخص بجائے خود فطرت کی ہو سے مسلمان ہے تو پھر قرآن کے نزول اور نبیون کی بعثت
کی کیا ضرورت ہے کس واسطے کہ آپکے قول کے بموجب ہر ایک شخص کو فطرت حاصل ہو اور وہی فطرت اسلام ہے
قرآن کے نزول اور بعثت آنحضرت سے تحصیل حاصل لازم آتی ہے وہذا خلف - دوسرا یہہ کہ ہر ایک
شخص دین اختیار کرنیکی طرف راغب ہے چاہتا ہے کہ کسی دوسرے شخص کے تحقیقات کو وزن کرکے وہ دین اختیار کرے جب ابتدا
نے جب لوگون کی فطرت مین مذہب و دین داخل تھا تو پھر ایک انسان باوجود اس فطرتی خاصہ کے
موجودگی کے دوسرون کی طرف کیون دوڑتا ہے لازم تو یہہ تھا کہ اپنی فطرت سے مدد لیکر نجات کا
طالب ہوتا مگر اُسکی اُلٹی پیٹڑی جم جاتی ہے نہ تو اُسکو فطرت اس اضطراب کیوقت پہاڑ و نکیطرف رغبت
دلاتی ہے اور نہ چاند سورج کیطرف بلکہ بزرگون اور نبیون کیطرف ہی چلتا ہے - اگر سید صاحب یہہ کہتے
کہ انسان فطرت کی تقاضا سے ایک قانون الہی اور اقتدائی کا محتاج ہے تو شاید بن پڑتی - اسلام کے
اصول اور احکام مشخص اور حل [illegible] کا نقص اور کمزوری نہین پائی جاتی فطرت [illegible]
اسلام کو نسبت دیجاتی ہے بھول الکیف ہے کسی حکیم اور نیچری نے آجتک باوجود شب و روز کی کوشش
اور محنتون کے حقایق الاشیاء اور دقایق فطرت کو معلوم ہی نہین کیا حکیم ہاربہٹولن اور [illegible]
کا قول ہے کہ حقایق الاشیاء کا حیطہ قدرت مین آنا ہے ناممکن اور محال ہے اس دلیل سے کہ [illegible]

کی حکمتیں اور قدرتیں دن بدن ترقی پکڑتی جاتی ہیں اور انسانوں کی عقلیں بشریت کے تقاضا
سے اُنپر حاوی اور محیط نہیں ہو سکتی نکارآن صاحب کہتے ہیں کہ جو شخص یہہ دعوی کرے کہ میں حقایق الاشیا
پر محیط اور حاوی ہو گیا ہوں یا کسی وقت میں ہو جاونگا میں اُسکو پاگل اور مجنون جانتا ہوں وہی
صاحب فرماتے ہیں کہ گو میں بھی علم ہیئت کا قایل ہوں مگر سچ یہہ ہے کہ اجرام سماوی کی بابت جو ہزاروں
برس تک تحقیقات کی گئی ہے اُس سے اضطراب اور تذبذب کے سوا کچھہ بھی حاصل نہیں ہوا - ایک حکیم
کچھہ کہتا ہے اور ایک کچھہ فلاسفروں اور حکیموں کا اختلاف ہی شاہد ہے کہ آجتک کسی فلاسفر اور حکیم کو حقایق الاشیا
کے ادراک کی ڈگری حاصل نہیں ہوئی سبکے سب مضطرب اور بیقرار ہیں البتہ الہام اور اسلام سے ان امور
کی بابت پوری طور پر تسلی ہو جاتی ہے حشر اجساد کی بابت فلاسفروں نے تنگ آکر انکار ہی کر دیا افسوس
اس بات پر دھیان نہ کیا کہ جس نے پہلے نابود سے موجودات کو بود کیا کیا وہ پھر پیدا نہ کر سکیگا - جب
فطرت کامل طور پر معلوم نہیں اور اسکو کوئی شخص ایک احاطہ میں احاطہ اور محدود نہیں کر سکتا تو اسلام کو
اُس سے مقارن اور مرادف کہنا زور آوری نہیں تو اور کیا ہے اسلام کے پورا اور کامل کرنیکے بابت
حضرت رب الافواج قرآن مجید میں صاف طور پر فرماتے ہیں الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم
نعمتی الخ اگر اسلام قانون قدرت کا مرادف ہوتا تو ضرور یہہ حصہ یعنی تکمیل اور اتمام اُسکو بھی ملجاتا کیونکہ
تو کوسوں کا فرق ہے † قولہ اسلام ایسا سیدھا مذہب ہے الخ - اقول اسمیں کچھہ شک نہیں کہ
اسلام سارے مذاہب اور ادیان سے صاف اور سیدھا ہے مگر سید صاحب کا یہہ قول اول تو ان کے [illegible]

---

† نقشہ اس قول کا یہہ ہے کہ لامذہبی یا جو لوگ اپنے خیال میں کچھہ رکھی ہے وہ درحقیقت اسلام ہی کا ایک نام ہے [illegible]
کا تو جو بھی ہیں لیکن لامذہبی بھی کوئی مذہب رکھتا ہوگا اور وہی اسلام ہے - مذہب اُن رسوم اور قیود سے ممیز ہوتا ہے
جنسے ہر ایک مذہب مقید و ممیز ہے - ان قیود اور ممیزات کو نہ ماننا لامذہبی کہی جاتی ہے - پھر اگر تمام جہان کے
مذاہب کی ان قیود و ممیزات کو جنسے ایک مذہب دوسرے سے ممیز ہوا ہے نکال ڈالو تو بھی کوئی ایسی چیز باقی رہیگی جو بلا تخصیص
ہوگی یعنی اسکی تخصیص مذہبیاؤں مذہب ہوگی اور وہی لامذہبی ہوگی اور وہی اسلام ہے اور وہی عین نیچر اور
عین فطرت ہے — اڈیٹر

گئے ہین† الخ **اقول** سید صاحب اس قول مین تو ساری کتابون اور انبیا علیہم السلام سے انکار ہی
کر دیا ہے مگر اپنے قول کو ولی اوہام اور وساوس کی مدد سے ہی تقویت دی نہ قرآن کو ساتھ لیا اور نہ حدیث کو
نہ توریت کو نہ انجیل کو نعوذ باللہ سید احمد کے خیالات کی رو سے ایسا شخص جو الہامی کتابون اور اسکے مرسلین
کو نہ مانتا ہو مسلمان ہے بانی اسلام اور قرآن تو گواہی دے کہ ایسا شخص کافر بلکہ اکفر ہے اور ہمارے سید صاحب
اسکو مسلمان قرار دین عقل کا پھیر یا بدفہمی اسکو کہتے ہین یا **قرآن مجید** مین حضرت جل جلالہ نے صاف طور پر
فرمادیا ہے کہ جو شخص میری کتابون اور رسولون کو نہین مانتا کافر ہے چنانچہ سورۃ النساء رکوع ۲۱ مین
ارشاد ہوتا ہے ان الذین یکفرون باللہ ورسلہ ویریدون ان یفرقوا بین اللہ ورسلہ ویقولون نؤمن
ببعض ونکفر ببعض ویریدون ان یتخذوا بین ذلک سبیلا اولئک ھم الکفرون حقا **ترجمہ**
تحقیق جو لوگ منکر ہین اللہ سے اور اسکے رسولون سے اور چاہتے ہین کہ اللہ اور اسکے رسولون مین فرق
ڈالین اور کہتے ہین کہ ہم مانتے ہین بعضون کو اور بعضون کو نہین مانتے اور چاہتے ہین کہ نکالین ایک راہ
اسکے بیچ مین سے یہی لوگ کافر ہین سچ مچ ۔ اے ناظرین بانمکین ذرا غور اور انصاف سے اس آیت کریمہ
کو پڑھیے اللہ فرماتا ہے کہ جو لوگ میری اور میرے رسولون مین سے انکار کرکے اور راستہ نکالین گے
وہ سچ مچ کافر ہین ۔ سید احمد صاحب اس آیت کی بموجب چاہتے ہین کہ رسولون اور الہامی کتابون سے

† اس قول کا تتمہ یہ ہے - اور صرف خدا واحد پر یقین رکھتا ہو کون ہی شیعہ و سُنی نہین زردشتی ہی نہین موسائی ہی نہین عیسائی
ہی نہین محمدی ہی نہین پھر کون ہی مسلمان گو ہمنے ایسے شخص کے محمدی ہونے سے انکار کیا مگر اسکا محمدی ہونا ایسا ہی لازم ہے
جیسا کہ اسکا مسلمان ہونا کیونکہ انہین کے بدولت وہ مسلمان کہلایا ہے پس وہ بھی درحقیقت محمدی ہے پر ناشکر محمدی جیسے کہ ہمارے
زمانہ مین بعض فرقے ہین جو غالباً توحید ذات باری پر بکمال یقین رکھتے ہین اگر کہو کہ وہ کافر ہین تو غلط ہے کیونکہ کافر تو
نجات نہین پاویگا مگر موحد سے تو خدا نے نجات کا وعدہ کیا ہے جہان فرمایا ہے وقالوا لن یدخل الجنۃ الا من کان ھودا
او نصارٰی تلک امانیھم قل ھاتوا برھانکم ان کنتم صدقین بلی من اسلم وجھہ للہ وھو محسن فلہ اجرہ عند ربہ ولا خوف
علیھم ولا ھم یحزنون سورہ الم بقر آیت ۱۰۵ و ۱۰۶ - اور پھر ایک جگہ فرمایا ان اللہ لا یغفر ان یشرک بہ ویغفر
ما دون ذلک لمن یشاء ومن یشرک باللہ فقد افتری اثما عظیما (سورۃ النساء آیت ۵۱) اور محمد رسول اللہ
صلعم نے فرمایا من شھد ان لا الٰہ الا اللہ مستیقنا بھا قلبہ فدخل الجنۃ پس جو شخص اس کلمہ پر یقین کرتا ہو وہ بلاشبہ
مسلمان و مومن و موحد ہے — اڈیٹر

منکر ہو کر ایک اور راستہ پیدا کرین یہہ امت نیچریون پر خوب چسپان ہے گویا نیچریون کے حق مین پیشگوئی ہے کہ وہ ماورائے اسلام ایک اور راستہ نکالین گے افسوس خدا تو رسولون کے منکرین کو کافر بناوے اور حضرت سید احمد صاحب مسلمان — پہر سورۃ نساء رکوع ۲۰ مین ارشاد ہوا ہے یایہا الذین امنوا امنوا باللہ و رسولہ والکتب الذی نزل علی رسولہ والکتب الذی انزل من قبل و من یکفر باللہ و ملئکتہ و کتبہ و رسلہ والیوم الاخر فقد ضل ضلالا بعیدا — یعنی اے ایمان والو ایمان لاؤ اللہ اور اسکے رسول پر اور اس کتاب پر جو اس نے اتاری پہلے اور جو کوئی منکر ہوا اللہ سے اور اسکے فرشتون سے اور اسکی کتابون سے اور اسکے رسولون سے اور آخر روز سے پس بالتحقیق وہ دور کی گمراہی مین پڑا — بیضاوی یون کہتا ہے امنوا باللہ و رسلہ والکتب الذی نزل علی رسولہ والکتب الذی انزل من قبل اثبتوا علی الایمان بذلک و دوموا علیہ و امنوا بہ بقلوبکم کما امنتم بلسانکم و امنوا ایمانا عاما یعم الکتب والرسل فان الایمان بالبعض کلا ایمان —

اس آیت مین بہی خداوند کریم نے منکران مرسلین اور کتب الہامی کو کافر اور گمراہ کہا ہے اور ایک اصول قایم کر دیا ہے کہ اگر کوئی شخص کتاب اور رسول کو نہ مانیگا تو اسکو گمراہون اور کافرون مین محسوب کیا جاویگا سید احمد صاحب فرماتے ہین کہ علماء کے اصولون کو ہم نہ مانین گے اچھا نہ مانین ان نصوص کو تو قبول کرین — دیکہو صاحبو قرآن مجید تو منکرین کتب اور مرسلین کو بہ صدائے بلند گمراہ اور کافر کہہ رہا ہے اور ہمارے سید صاحب خمر نیچر کے نشہ مین سرمست ہو کر مسلمان بنا رہے ہین ھذا بہتان عظیم افسوس سید صاحب کو نیچری دہن نے اس قدر ناچار کر دیا ہے کہ صریح نصوص اور آیات کا بہی خیال نہین رہتا کوئی ہے کہ ہمارے سید احمد صاحب کو ہوش مین لاوے اور کہے کہ علماء کے اصول اور قول تو درکنار آپ تو قرآن سے ہی منکر ہوئے جاتے ہین — سورہ انعام کے رکوع ۱۹ مین ارشاد ہے وھذا کتاب انزلنہ مبارکا فاتبعوہ واتقوا لعلکم ترحمون یعنی یہہ کتاب مبارک ہمنے نازل کی پس اسکی تابعداری کرو اور خدا سے ڈرو شاید کہ تم رحم کئے جاؤ — سورہ بقر رکوع ۱۴ مین ہے الذین اتینٰھم الکتب یتلونہ حق تلاوتہ اولئک یومنون بہ و من یکفر بہ فاولئک ھم الخسرون — ایک دوسری آیت مین یون فرماتا ہے — اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول ایک اور آیت مین کہا گیا ہے قل ان کنتم تحبون اللہ

فانتبعونی یحببکم اللہ سے ہمکو یقین پورے طور پر ثابت ہین کہ جو شخص خدا کی کتاب اور اسکے رسولون کو نہ مانیگا
قطعی گمراہ اور کافر ہوگا۔ مین نہین جانتا کہ سید احمد صاحب کی عقل اور فہم کو کیا ہوگیا قرآن مجید کو اپنے
تحقیقات اور اقوال کے صریح منافی پاتے ہین پھر اسی پر اڑے جاتے ہین۔ سید احمد صاحب نے آیت قالوا
لن یدخل الجنۃ الخ جو نقل کی ہے اس سے نفس دعوی کو کچھ بھی علاقہ اور نسبت نہین ہے من اسلم سے
یہہ ثابت نہین ہوتا کہ منکرین کتب الہی اور مرسلین کافر نہین ہین جب خداوند کریم نے اسلام کی تعریف
خود یہی کی ہے کہ اسکی کتاب اور رسولون پر ایمان لانا تو اسکے مخالف کیونکر مراد لیجاوے اوپر کی نصوص اور
آیات قرآنیہ سے ثابت ہو رہا ہے کہ اسلام تصدیق کتب الہامیہ اور مرسلین کا نام ہے خدا نے اس
آیت کریمہ مین لفظ اسلم سے مراد لی ہے کہ جو شخص ویسا ہی مسلمان ہوا جسکی تعریف دوسری آیات مین
بیان کی ہے تو اسپر کچھ خوف اور اندیشہ نہین خدا تو اسلام سے تصدیق مرسلین اور کتب الہامیہ مراد
لیوے اور سید احمد صاحب نیچری کے دین مین اور ہی پہلو پر چلے۔ جب خدا نے قرآن مین صد ہا جگہہ
[illegible] حضرت [illegible] نے اپنی احادیث مین جو کچھ لکھا ہے کہ لاینطق عن الہوی درست
اور [illegible] مین اسلام کو تصدیق مرسلین اور کتب الہامیہ اور سچا آوری فرائض سے وابستہ اور مربوط
کیا تو پھر ان [illegible] سید صاحب کی مراد کو کس طرح پر سچا اور درست سمجھین ہان اگر خدا اسلام کو سید صاحب کے
خیالات کے موافق قرار دیتا تو ضرور مان لیتے۔ اسی قول مین سید احمد صاحب نے آیت ان اللہ لایغفر الخ
اور حدیث نبوی من شہد ان لا الہ الا اللہ سے ثابت کرنا چاہا ہے کہ جو شخص خدا کی کتاب اور رسولون
سے منکر ہو وہ مسلمان ہے نعوذ باللہ منہا خدا جانے سید صاحب کی انصاف اور عقل کو کیا ہوگیا۔
شاید سید صاحب کے زعم مین شرک صرف گور پرستی اور عبادات اصنام ہی کا نام ہے جناب من شرک چار
قسم پر ہے شرک فی الذات۔ شرک فی الصفات۔ شرک فی العبادات۔ شرک فی الاحکام خدا کی
کتاب اور اسکے رسولون کا نہ ماننا شرک فی الاحکام ہے جیسا خدا نے جیسا کہ اوپر کی آیتون مین گذرا
اسلام صرف اسی طریق عمل کا نام رکھا ہے کہ اسکی کتابون اور رسولون کو مانا جاوے اور انکی
عمل کرنا ضروری اور فرض خیال کیا جاوے تو انکے نہ ماننے اور انکار کرنے سے شرک فی الاحکام لازم

آویگا - خدا تو یہہ کہے رہا ہے کہ جو شخص رسولون مین سے کسی ایک کا بہی انکار کریگا وہ گمراہ اور کافر
ہوگا اور ہمارے سید صاحب اسکو خاصہ مسلمان بتاتے ہین اس سے بڑہکر اور کیا شرک ہوگا کہ خدا کی پاک کتابون
اور مقدس رسولون کو نہ مانا جاوے اور اپنے ملحدون اور لامذہبون کی طرح عزیز زندگی کو برباد اور رایگان کیا جاوے
حدیث من تشبہ کے یہہ معنی نہین ہین کہ لوگ وجود باجود حضرت محمد رسول اللہ سے منکر ہوجاوین اور
اسلام صرف لا الہ الا اللہ ہی قرار دین مستیقن کی مضبوط قید اور شرط اس امر کو ظاہر کرتی ہے
کہ خدا کی پاک کتابون اور رسولون کا ماننا بہی لازم اور فرض ہے خدا کی ذات بعض آیات کو وہی شخص
بالاستیقان تسلیم کریگا کہ جو اسکے ضروری احکام اور واجبی آداب کو بہی قبول کرے خدا کے سارے
حکمون اور فرضون کو (جو بالایضاح والتصریح قرآن مین بیان کئے گئے ہین اور انہین کو ایمان اور
اسلام کہا گیا ہے) چہوڑ دینا اور پہر اس امر کا مدعی ہونا کہ مین خدا پرست ہون اپنے منہ سے
میان مٹہو بننا ہے - یہہ عجب خدا پرستی ہے خدا کے حکمون اور فرضون کو چہوڑنا اور بناوٹی جہانسا اور
خدا پرستی کا دعوی کرنا آن دنون مین جبکہ ہمارے سید صاحب گورنمنٹ کی طرف سے ملازمون کے
معزز جماعت مین محسوب ہوتے تہے اگر اپنی کوٹہی مین ہی بغیر کسی کام کئے بیٹہے رہتے تو یقینا چاری
دن مین گہر کو راہی سید صاحب اسواسطے اتنی مدت ملازم رہے کہ گورنمنٹ کے اصولون اور احکام کے پابند رہے
پہر خدا کے ضروری حکمون کو تو نہ ماننا اور دعوی کرنا کہ مین خدا پرست ہون کیسی انوکہی بات ہے -
کسی کا ماننا نہ ماننا اسیوقت ظاہر ہوتا ہے کہ جب اسکے حکمون کو مانا یا نہ مانا جاوے کیا آقا یان غلام
صرف اپنے آقا کے نام ہی لینے سے بلا کسی حکم کی اطاعت اور فرمانبرداری اور اقبال الاحکام کے
فرمانبردار اور سچا غلام قرار دیا جاسکتا ہے ہرگز نہین ع خشک ابر یکہ بود ز آب تہی * ناید از وے
صفت آبدہی * جب قرآن مین صاف طور پر آگیا کہ اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول قل ان کنتم تحبون
اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ تو پہر ہم کس طرح خدا کے رسولون سے انکار کرین آنحضرت کے قول کے
صرف یہی معنی ہین کہ بالاستیقان خدا کے احکام مندرجہ قرآن کو نہین تصدیق مرسلین اور تسلیم
کتب الہامیہ بہی داخل ہین تو اور انہین کے بموجب عملدرآمد کرو - قرآن سے ثابت ہوتا ہے کہ

خدا نے نبیون کے نہ ماننے کو بھی کفر اور موجب دخول دوزخ قرار دیا ہے۔ جو مشرکون اور کافرون کی
سزا ہے چنانچہ فرماتا ہے ومن یعص اللہ ورسولہ فان لہ نار جہنم خالدین فیہا۔ منکر رسالت کو بھی
قرآن مین مشرک سے تعبیر کیا گیا ارشاد ہوتا ہے وما یؤمن اکثرہم باللہ الا وہم مشرکون جب منکرین
رسالت بھی مشرک اور کافر قرار پا چکے ہین تو انکو مسلمان ومحمدی قرار دینا قرآن اور رسول کا خلاف
کرنا ہے چونکہ حضرت کی حدیث من شہد اوسے احکام الٰہی بالاستیقان سے متعلق تھی اسیواسطے آنحضرت
نے دوسری حدیثون مین اقرار رسالت کی بابت تاکید مزید فرمائی ہے ما من احد یشہد ان لا الٰہ
الا اللہ وان محمد رسول اللہ صدقا من قلبہ الا حرمہ اللہ علی النار۔ صحیح بخاری مین ابو ہریرہ کی
مروی ہے والذی نفسی بیدہ لا یؤمن احدکم حتی اکون احب الیہ من والدہ وولدہ اور ترمذی
مین ہے عن عباس بن عبد المطلب انہ سمع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول ذاق طعم الایمان من رضی
باللہ ربا وبالاسلام دینا وبمحمد نبیا۔ ان حدیثون سے صاف طور پر ثابت ہو رہا ہے کہ آنحضرت
تصدیق رسالت کو ایمان اور اسلام کی جزو اعظم خیال کرتے ہین اسیواسطے خدا نے قرآن مین
منکران رسالت آنحضرت کو خلود فی النار کا خوف دلایا ہے اور انکو کافر قرار دیا ہے۔ افسوس کہ حدیث
من شہد کی لفظ بالاستیقان اور لفظ لا الٰہ الا اللہ نے سید کی طبیعت کو خراب کر دیا اگر وہ انکو سمجھتے تو
پا جاتے۔ وہی شخص خدا کو بالاستیقان مانیگا کہ جو اسکے سارے حکمون اور امر ونواہی پر دل سے
اعتبار کریگا تسلیم اور اقرار بالاستیقان کی تعریف یہی ہے کہ دل سے خدا کی کتاب اور اسکے
رسولون اور پیغمبرون اور احکام وفرائض کو مانا جاوے اور اسکے ہر ایک حکم کو سچا اور مضمون
علی الاتفاظ اور ماسوا من الاستقام سمجھا جاوے رسولون کو قانون اور احکام اور کتاب اسیواسطے
بھیجی گئی ہے کہ ان کے متبعین ان پر چلین اور انکو اپنا قانون اور اصول قرار دین اگر تنزیل کتب الٰہیہ
سے مقصود اور منشاء نہ ہو تو ان کا نزول عبث ٹھہرتا ہے تقریرات مذکورہ کو سید صاحب بھی بدون استدلال
مان چکے ہین اور جسکی وجہ سے بیسیون تحریرون کو تحصیل مین بیچ چکے ہین عقل ہی کیواسطے ہے اگر عقل کیواسطے
[illegible] قوانین کو اسکے قوانین اور قواعد کے اعراض اور انحراف سے سزا ملتی۔ ہر ایک شئی کے

رائج کرنے اور اشاعت سے کچھہ نہ کچھہ غایت ہوتی ہے بعثت انبیا علیہم السلام اور تنزیل قوانین الہی سے یہہ غرض اور منشا ہے کہ مخلوق انپر چلے اور نجات ابدی کے وارث اور مالک بنے۔ توریت اور انجیل مین بہی ایماندار اسیکو کہا جاتا ہے جو خدا کی کتابون اور رسولون پر یقین رکہے اور انپہ عمل کرے۔ قرآن مین تو کہلے طور پر تاکید کی گئی ہے ارشاد ہوتا ہے یاایہا الذین امنوا امنوا باللہ ورسولہ والکتاب الذی نزل علی رسولہ والکتب الذی انزل من قبل ومن یکفر باللہ وملئکتہ وکتبہ ورسلہ والیوم الاخر فقد ضل ضلالا بعیدا (سورہ نساء رکوع ۲۰) جب آنحضرت مبعوث ہوے اور قرآن کی تعلیمات کے اشتہار اور انتشار کو زور تہا تو اسوقت مین اکثر عرب اور غیر ملکون کے یہودی موحد تہے بلکہ انبیا علیہم السلام کو بہی بجز حضرت مسیح علیہ السلام کے مانتے تہے اگر حضرت کا بہی منشا اور مدعا یہ تہا کہ لوگ صرف اقرار توحید بلا استیقان تام کے جسمین خدا کی کتابون اور رسولون کا ماننا بہی لازم آتا ہے مسلمان اور جنتی ہو سکتے ہین تو ان کو کیون گمراہ اور کافر کہا گیا ہزارون برس تک تصدیق رسالت کی بابت ہی مباحثات ہوتی رہی اگر تصدیق رسالت کا مسئلہ درمیان مین نہ ہوتا تو ایک ہی آن مین عرب اور دوسرے ملکون کے تمام یہودی اور یونی ٹیرین وغیرہ جو موحد اور خدا پرست تہے مسلمان اور مومن بنجاتے ہزارون یہودی صرف مسئلہ رسالت کی بابت ہی حضرت سے متنفر اور کشیدہ خاطر ہوگئے اس نازک وقت مین آنحضرت کا اس مسئلہ کو رائج نہ کرنا صریحا اس امر پر دال ہے کہ حضرت منکران رسالت کو کافر اور گمراہ خیال کرتے تہے حدیث من شہد کی اعلان سے جو حضرت عمرؓ نے صحابی کو منع کیا اسکا یہی باعث ہو کہ حضرت عمر کی دانست مین صحابی معلن نے استیقان کے معانی پر غور نہین کی تہی شاید اس نے استیقان کے لفظ سے استیقان محدود محصور فی جزو لاالہ الااللہ سمجہہ لیا ہوگا چونکہ اصل مین آنحضرت کی مراد اس استیقان سے (جیسا کہ ان حضرت کی دوسری حدیثون سے ظاہر ہوتا ہے) استیقان کلی تہی یعنی خدا کے تمام حکمون کو بالاستیقان ماننا اسواسطے حضرت عمر نے اس صحابی کی غلط فہمی کے باعث منع کیا تہا۔ **قولہ**۔ جن لوگون کی نسبت کہا جاتا ہے کہ خدا کے وجود کے ہی قایل نہین ہین تو ان کو بہی مسلمان جانتا ہون۔ **اقول**۔ آپ

اس قول پر آپنے بہ سند دلیل پیش کی ہے ولہ اسلم من فی السموات والارض طوعا وکرہا والیہ ترجعون ۔

بیشک انکو مسلمان جانیں قرآن اور بانی اسلام توانکو کافرون اور مشرکون سے بہی خراب اور بدتر خیال کرتے ہین آیت له اسلم من فی السموات والارض طوعًا وکرھًا وہریون اور منکران خدا کا مسلمان قرار دینا سید صاحب کا ہی کام ہے کیون نہ ہو عربی اور انگریزی کے اعلی درجہ کے فاضل ہین اس سمجھہ سے خوب ہی علم وفضل ظاہر ہو رہا ہے - آیت مین تو ذکر ہے کہ جو شخص طوعًا وکرہًا مسلمان ہوا آپنے اُس سے منکران خدا کا مسئلہ کہان سے نکال لیا طوعًا وکرہًا اسلام کا قبول کرنا اور چیز ہے اور خدا کے وجود سے منکر ہونا اور شے - واہ خوب عقل ہے اب تہوڑے اور آگے چلکر فرماتے ہین کہ منکران خدا کا دل بلحاظ امر طبعی مصدق وجود خدا ہے کیا کہین یہان تو سید صاحب نے کمال ہی کردکہایا منکرین کہے جاتے ہین کہ ہم خدا کو مانتے اور جانتے ہی نہین اور سید صاحب انکو مصدق بناتے ہین وہی بات ہوئی مدعی سست اور گواہ چست خدا تو قرآن مین اپنے نبی کی معرفت اس امر کو ظاہر کرے کہ اگر کوئی شخص نبیون اور مرسلین مین سے ایک نبی اور رسول کو بھی نہ مانیگا تو مین اُسکو دوزخ مین ڈالون گا اور سید صاحب اسکو جنتی بناتے ہین مصرعہ ببین تفاوت راہ از کجاست تابکجا ۔ اس قول کے آگے سید صاحب نے اپنے پرانے طریق کے موافق علمائے محمدیہ کی توہین اور فضلائے اسلامیہ کی تکفیر شروع کی ہے ہمارا منصب نہین کہ ہم بہی سید صاحب کی طرح جادہ تہذیب او رمنصب آدمیت سے جدا ہو کر تمسخر اور ٹہٹہے پر کمربستہ ہون ہمارا اس آیت پر عمل ہے ادع الی سبیل ربك بالحکمة الخ مبارک ہین وہ لوگ کہ جو ٹہٹہہ کرنیوالون اور برا کہنے والون کو برا نہین کہتے بلکہ صدق دل سے بہ اوقات خمسہ دعا کرتے ہین کہ اے خدا انکو اسلام کے صاف اور سیدہے اور وسیع راستہ پر چلا تاکہ وہ بہی تیری رحمتون اور عنایتون مین شامل ہوکر مسرور اور بہرہ پور ہون - اللهم آمین -

راقم

نصیر الدین احمد عفی عنہ -

مقام الہ آباد -

اشاعۃ السنۃ النبویۃ

علی صاحبہا الصلوۃ والتحیۃ

نمبر دوازدہم — بابت ذی الحجہ سنہ ۹۸ھ مطابق دسمبر سنہ ۸۱ء — جلد سوم

معروضات

(۱) جن صاحبون نے اشارات معروضہ سر ورق پرچہ ماہ نومبر کیطرف توجہ فرماکر بقایات مرحمت فرمایا ہے مہتمم ان عنایات کا دل سے شکرگذار ہے۔ اور بذکر مواضع سکونت ان حضرات کے اس شکر کا اظہار کرتا ہے وہ مواضع یہ ہین۔ بہوپال (بلدہ طیبہ ورب غفور) بدایون۔ بسروپ۔ جبلپور۔ حیدرآباد دکہن۔ دہلی۔ علی پور۔ گڈر چناب۔ مظفرگڈہ۔ مرادآباد مہدانوان (وفق اللہ اہالیہا لما یحب ویرضی) بقیہ حضرات جنکی باقیات کی تعداد تین سو روپیہ کے قریب ہے چنانچہ ملاحظہ فہرست نمبر سابق سے معلوم ہوسکتا ہے) کی خدمات مین بڑے ادب سے ملتمس ہے کہ بے اعتنائی کو دور فرماوین اور اس قدیمی خیال کو کہ ہمارے دو تین روپیہ نہ پہنچے تو وہان کیا حرج متصور ہے ہم روپیہ بہیجنے والے کیا اور ہوتے ہین؟ غلط سمجہکر میری اس معروض سابق کو کہ جس جس وقت سے کارخانہ کا اس قدر روپیہ باہر ہو اسکا کام کیونکر چلسکتا ہے خیال مین لاوین۔ اور اگر ان حضرات نے اپنے نام کے اشارات کو نہین سمجہا تو پہر کیا مین انکے اسماء گرامی پر تصریح کرون؟ اور اگر حساب دوستان در دل سمجہہ لیا ہے تو پہر تصفیہ مین دیر کیا ہے؟ بعض حضرات ایسے بہی ہین جنکی طرف ہمنے فہرست ماہ نومبر مین اشارہ نہین کیا۔ وہ اپنا حساب خود سمجہہ لین اور زر واجب الادا ارسال فرماوین سال ختم ہوا اب پچہلے حساب کا فیصلہ ضروری ہے —

(۲) سررشتہ حساب و کتاب اشاعۃ السنۃ ابتدا مین بابو محی الدین صاحب ملازم دفتر انگریزی کے سپرد تہا اُنہون نے حسب عادت دفتر انگریزی مہینون کے مطابق خریدارون سے قیمت کا لین دین رکہا۔ اُسی انداز سے ابتک سلسلہ جاری ہے۔ مگر انگریزی مہینے شمسی ہین اور اسلامی سال مہینے قمری۔ اور شمسی مہینے قمری مہینون کے نسبت متزاید ہوتے ہین۔ بناءً علیہ تین سال مین سنہ عیسوی و ہجری مین ایک مہینے کا فرق ہوگیا ہے۔ پس اگر

مطبع ریاض ہند امرتسر مین چہپا

خریداران اشاعۃ السنہ ۱۳۱۸ھ کے پرچے قمری مہینون کے برابر لینا چاہتے ہین تو ۱۳۱۸ھ کی بابت تیرہ مہینے کی قیمت ادا کرین اگر یہ منظور کرین ہم اس سال تیرہ پرچہ نکالینگے- جنوری مہینے مین محرم وصفر کی بابت دو پرچہ شایع کرینگے یہہ نہ ہوسکے تو جنوری مین صرف پرچہ صفر بہیجا کرین اور پرچہ محرم ۱۳۱۸ ہجری سے معاف رہین - پہر اسکی جگہہ نمبر دوازدہم مین محرم ۱۳۱۹ھ کا پرچہ لین -

(۳) اکثر مضامین اشاعۃ السنہ مین طول ہوتا ہے غالبًا کوئی مضمون اسکا جلد ختم نہین ہوتا اس ضمن مین قاعدہ کل جدید لذیذ کا بھی کبہی لحاظ ہوگا مگر ہم اسمین لاچار ہین ہرچند اختصار کا قصد کرتے ہین مگر مباحث اس قسم کے پیش آتے ہین کہ انمین اختصار سے حق کا اثبات نہین کر سکتے جس مضمون کو شروع کرتے ہین پہلے تو اسکو یہی سمجہتے ہین کہ یہہ ایک دو نمبرون مین ختم ہوگا مگر جب سلسلہ کلام اور مسایل مہمہ کی طرف چل نکلتا ہے تو قلم اختیار مین نہین رہتا- ناظرین اس تطویل سے نہ گہبراین مضامین کی ضرورت و کیفیت بیان واستدلات کو خیال مین لاوین یہ مضمون تفرقہ بین الاسلام سال آیندہ مین ختم ہوگا- پہر خواہ ناظرین اسکو بلحاظ مضامین جلد سوم کے ساتہہ مجلد کراوین خواہ بلحاظ سنین جلد چہارم مین شامل رکہین -

اشتہارات

(۱) شروع ۱۳۱۸ھ سے انشاء اللہ تعالی ماہواری رسالہ اشاعۃ السنہ کے ساتہہ ایک ضمیمہ چار ورقہ بہی نکلا کریگا جسکا دام اصل رسالہ سے چہارم حصہ لیا جاویگا حسب تفصیل مراتب و درجات مفصلہ اشتہار رسالہ یعنی درجہ اول کے خریداران سے کم سے کم ۸ر درجہ دوم ۴ر درجہ سوم سے ۲ر درجہ چہارم سے ۱ر درجہ پنجم سے [illegible] واشاعت- اس ضمیمہ کا مطلب و مقصد کا تفصیلی بیان تو اسکے ابتدا مین ہوگا- اس کا اجمال یہہ ہے کہ اس ضمیمہ مین کتاب و سنت کے موافق مسایل اصول و فروع و اعتقادیات و عملیات کا بیان قلم مین آویگا جسمین کسی خاص شخص کو مخاطب نہ کیا جاویگا- اور نہ کسی خاص فرقہ اسلامی کا رد و مقابلہ عمل مین آویگا- جو صاحب اس ضمیمہ کی اشاعت کے شایق اور اسکے طالب ہون وہ فورًا اپنی درخواست روانہ کرین- اس ضمیمہ کے پرچے قریب قریب تعداد خریداران کے چہپینگے- پس جو صاحب خواستگار نہ ہونگے وہ بعد مین ہاتہہ سے نہ پا سکین- یہ ضمیمہ بعض خریدارون کے پاس بلا درخواست بہی بہیجا جاویگا پس جو صاحب اسکو پسند نہ فرماکر یہہ پرچہ خریدار منظور نہو تو اسکو بغیر وصول واپس کرینگے وہ مطالبہ قیمت سے بری رہینگے -

۳- کتاب معیار الحق جواب تنویر الحق ایک مدت سے عنقا صفت ہو رہی تھی اب بعونہ تعالیٰ دہلی مین حضرت شیخنا و شیخ الکل مولینا سید محمد نذیر حسین صاحب محدث کے تلامذہ کے اہتمام سے طبع ہوئی ہے قیمت اسکی عــہ ہے اور محصول ڈاک ۱؎ ہے جو صاحب شایق ہون وہ مولانا ممدوح یا مولوی تلطف حسین صاحب شاگرد مولانا صاحب سے بارسال قیمت طلب فرماوین -

۴- مطبع ریاض ہند امرتسر مین ایک رسالہ موسومہ (تحقیق الاسلام) طبع ہوا ہے جسمین توریت و انجیل سے نبوت محمدیہ کا ثبوت دیا ہے - عام لوگون کے لئے برائے افہام یا الزام عیسائیون کے یہہ رسالہ کافی ذریعہ ہے - طرز بیان سنجیدہ کتابت عمدہ طبع پاکیزہ قیمت ۴ محصول ڈاک ۱ جو اسکے شایق ہون وہ شیخ نور احمد صاحب مہتمم مطبع ریاض ہند امرتسر سے طلب فرماوین -

مژدہ

۱- تہذیب الاخلاق وغیرہ تصانیف آنر ایبل صاحب بہادر کے جواب مین ایک اور رسالہ نکلا ہے جسکا نام سلسلہ زنجیر ہے اور لقب خیر خواہ اسلام ہے - واقعی یہہ رسالہ اسم با مسمی ہے اور اسکے حرف حرف سے اسلام کی خیر خواہی جوش مار رہی ہے یہہ وہی رسالہ ہے جسکے اجرا کی ہمنے ضمیمہ نمبر ۸ مین تمنا ظاہر کی تھی اور مسلمانون کو ترغیب دلائی تھی - اس کے مصنف وہی صاحب غیرت و عالی ہمت جناب مولوی سید الطاف حسین صاحب ہین جنکا ذکر خیر ہم اسی ضمیمہ مین کر چکے ہین اسکی قیمت بھی وہی قرار پائی ہے جو اس ضمیمہ مین بیان ہوئی ہے یعنی فی جزو ۱ علاوہ محصول ڈاک کہ وہ آدہ آنہ سے زیادہ نہ ہوگا - اسکا ایک پرچہ شایع ہوا جسمین مخاطب کے جملہ خیالات و عقاید کی اجمالی کیفیت بتادی ہے اور انکی مبادی و مقاصد کی تفصیل کردی - عبارت ایسی طریف اور طرز ایسی ظریف ہے کہ جو کوئی اسکو پڑہیگا (دنیا کا غمزدہ ہو یا بخوف آخرت پژمردہ) ایک دفعہ تو ضرور ہی بے اختیار ہنس دیگا - مسلمان عموماً و ناظرین رسالہ خصوصاً اس رسالہ کو خرید کرین اور علی الحساب کسی قدر روپیہ مطبع یوسفی دہلی مین پاس سید علی حسین صاحب مہتمم بہیجکر اس امر کے خواستگار ہون کہ جب کبھی یہہ رسالہ چھپے تو ان صاحبون کے پاس بہیجا جاوے - پہر بعد انضباط وقت و حجم رسالہ کے اس حساب کا تصفیہ کیا جاوے -

نصیحت

میں نے سنا ہے کہ مولوی حبیب اللہ صاحب مقیم امرتسر (جنہوں نے ہمارے اشتہار مسائل عشرہ کے جواب میں ۱۳۰۸ء میں قلم اٹھا کر دو دفعہ کی رد و بدل کے بعد ہاتھ سے رکھدیا تھا) ان دنوں پھر اس اشتہار کے جواب میں خامہ فرسائی کر رہے ہیں اور اسکی طبع و اشاعت کا ارادہ رکھتے ہیں۔ پس ہم بنظر اصلاح فیما بین المسلمین بڑے ادب و اخلاص سے مولوی صاحب کو برادرانہ نصیحت کرتے ہیں کہ مولوی صاحب ہمارے مقابلہ کا قصد نہ فرماویں اور اس بات کو خیال میں لاویں کہ ہم ایک مدت سے باہمی جنگ سے ہتیار ڈال چکے ہیں اور دوسری طرف متوجہ ہیں۔ ایسے وقت میں برادران اسلام کو (جو فروعی مسائل میں ہم سے اختلاف رکھتے ہیں) ہم سے نہ الجھیں اور جس کام میں ہم لگ رہے ہیں اسی کام کے لئے ہمارے اوقات کو فارغ رہنے دیں۔

کیا مولوی صاحب یا ان کے معاون و احباب اس بات کو پسند کرتے ہیں کہ ہم اتفاقی اصول اسلام کی حمایت و اشاعت کو چھوڑ دیں۔ اور پھر انہی قدیمی فروعی جھگڑوں مثل جہر آمین و رفع یدین کے پیچھے پڑیں۔ کیا مولوی صاحب نے ہمارے مضمون اشاعت مذہب اسلام کو ملاحظہ نہیں فرمایا اور اگر وہ ملاحظہ میں آیا ہے تو کیا اس سے آپ کو توافق نہیں ہے۔

اگر مولوی صاحبکو اپنے علم و کمال کا اظہار یا حنفی مذہب کے مسائل کا اثبات و اشتہار مدنظر ہے تو اس امر کے لئے مجھے مخاطب کرنا کیا ضرور ہے آپ مجھے اور میرے اشتہار کو مخاطب نہ فرماویں بلکہ مستقل طور پر مسائل حنفی مذہب کی اشاعت میں جس قدر وسعت ہو زور دیں اسکی رد و ابطال سے ہمکو تعرض نہ ہوگا اور انکا مقصود بلا مزاحمت ثابت ہوگا اور اگر انہوں نے مجھے مخاطب کیا تو اسکے جواب میں (خواہ میں نہ بولا) پھر کوئی اور ہم مشرب تو ضرور بولیگا۔ جس اصلاح کے خیال میں اب میں ہوں میرے بعض احباب اسکے فکر میں نہیں ہیں اور بلا انکار و استفسار میری کے میری نصرت کے لئے اور میرے مقابلین کے مقابلہ کے لئے حاضر ہیں۔ وہ ضرور مولوی صاحب کا جواب لکھینگے اور میری ایک نہ سنینگے۔ آخر مولوی صاحب کو پہلے کیطرح سکوت اختیار کرنا پڑیگا اس سے یہی بہتر ہے کہ اب ہی میرے خطاب سے سکوت فرماویں اور بدون میرے تخاطب کے جو جی میں آوے شوق سے ظاہر کریں۔

یہہ آیتہ و آیات سابقہ صاف ناطق ہین کہ وحی ایسی چیز ہے جسکے حاصل کرنے کے لئے آنحضرت اپنی طبیعت کو دل کو کان کو زبان کو بکمال استغراق و استعجال متوجہہ فرماتے اور بخوف فوت ہو جانے یا خیال و سمجھہ مین نہ آنے یا بہول جانے کے اسکے پورے ہونے تک توقف و صبر نہ فرماتے ۔

اس سے بشہادت مقدمہ ثانیہ ثابت ہوا کہ وحی آپ کا امر طبعی و داخلی نہ تہا بلکہ عارضی و خارجی تہا جو کسب و تعلم سے (گو ظاہری اسباب عادیہ سے نہ تہا) حاصل ہوا ہے ؂

استدلال سوم ۔ قرآن مجید کی بہت سی آیات مین اُن احکام و اخبار کو جو آنحضرت کو بذریعہ وحی پہنچی ہین غیب کی طرف منسوب کیا ہے اور انکو انبا الغیب اور غیبیہ سے تعبیر کیا ہے اور اُنکا مخرج حظیرۃ الغیب ٹہرایا ہے چنانچہ سورہ جن مین ارشاد ہے ۔ خدا عالم الغیب (یعنی اُن چیزون کو جو بندون کے دل سے خیال سے طبیعت سو فکر سے غایب ہین جاننے والا) ہے وہ اپنے اس غیب پر کسیکو بجز پسندیدہ رسول کے مطلع نہین کرتا

عالم الغیب فلا یظہر علی غیبہ احدا الا من ارتضی من رسول فانہ یسلک من بین یدیہ و من خلفہ رصدا لیعلم ان قد ابلغوا رسلت ربہم واحاط بما لدیہم واحصی کل شیء عددا (سورۃ جن ۲۶)
قال ابن عباس فی الایۃ اعلم اللہ الرسول من الغیب الوحی واظہرہ علیہ مما اوحی الیہم من غیبہ وما یحکم اللہ فانہ لا یعلم ذلک غیرہ (ابن المنذر و ابن المردویہ)

وہ اس رسول کے آگے اور پیچھے پہرا رکہتا ہے تاکہ ظاہر ہو جاوے کہ رسولون نے (اسکے غیب پر مطلع ہو کر ٹہیک ٹہیک) خدا کے پیغام پہونچائے ہین اور وہ سب باتون پر جو انکے خیال مین ہین احاطہ رکہتا ہے اور ہر چیز کو اسنے گن رکہا ہے ۔ حضرت ابن عباس نے اس آیتہ کی یہہ تفسیر کی ہے کہ خدا تعالے نے غیب سے رسول پر وحی بہیجی ہے اور اپنے غیب سے اُن کو احکام وغیرہ جو کچہہ وحی کیا بتایا ہے یہہ اسلئے کہ انکو وہی جانتا تہا ۔

اور مفسرین (جیسے امام رازی شیخ ابو السعود صاحب جلالین وغیرہم) نے بہی یہی معنی آیتہ کے بیان کئے ہین شیخ ابو السعود نے فرمایا ہے وہ عالم الغیب ہے ۔ اپنے غیب پر کامل طور پر کسی کو اطلاع نہین کرتا مگر رسول کو

عالم الغیب فلا یظہر علی غیبہ احدا خبر مبتدء محذوف ای ہو ۔ ای فلا یطلع علی غیبہ اطلاعا کاملا ۔ الا من ارتضی من رسول ای رسولا

جسکو اظہار و اطلاع بعض غیبی امور کے جو رسالت کے متعلق ہین پسند کر لیتا ہے اسلئے کہ وہ غیبی امور یا انکا علم رسالت کے اسباب و دلایل ہین جیسے معجزات

ارتضاه لاظهاره على بعض غيوبه المتعلقة برسالته
اما لكونه من مبادی رسالته بان يكون معجزة
دالة على صحتها واما لكونه من اركانها واحكامها
كعامة التكاليف الشرعية التى امر بها المكلفون وكيفيات
اعمالها واجزيتها المترتبة عليها فى الاخرة وما تتوقف
هى عليه من احوال الاخرة التى من جملتها قيام الساعة
والبعث وغير ذلك من امور الغيبية التى بيانها
من وظائف الرسالة واما ما لا يتعلق على احد
الوجهين من الغيوب التى من جملتها وقت قيام الساعة
فلا يظهر عليه احدا ابدا رصدًا حرسا من الملائكة
يحرسونه من تعرض الشياطين لما اظهره عليه
من الغيوب المتعلقة برسالته ليعلم ان قد ابلغوا رسالات
ربهم - متعلق بيسلك غاية له والمراد بالعلم
العلم المتعلق بالابلاغ الموجود بالفعل وان مخففة من
الثقيلة اسمها ضمير الشان والخبر الجملة وضمير ابلغوا
اما للرصد فالمعنى انه تعالى يسلكهم من جميع جوانب المرتضى
ليعلم ان الشان قد ابلغوا رسالات ربهم سالمة عن الاختطاف والتخليط - واما للمرتضى والجمع باعتبار معنى من فالمعنى ليعلم ان قد ابلغ الرسل
للوحى اليهم رسالات ربهم - (تفسير ابو السعود مختصرا صفحه ۳۳۰ جز ۹ جلد ۸)
ذلك من انباء الغيب نوحيه (آل عمران ع ۵) تلك من انباء الغيب
نوحيها (هود ع ۴) ذلك من انباء الغيب نوحيه (يوسف ع ۱۱)

جن سے رسالت کا ثبوت ملتا ہے یا وہ احکام وارکان
رسالت ہین جیسے اکثر شرعی امور جنکا امر وارد ہے -
اور اُنکی کیفیات عملیہ اور جزائین و سزائین جو اُن
اعمال پر لگائی جاتی ہین اور احوال آخرت جیسے قیامت
کا ہونا وغیرہ امور جنکی تسلیم پر تسلیم نبوت موقوف ہے
ایسی ہے اور غیبی امور جنکا بیان رسالت کے فرایض سے
ہے ولیکن جو امور غیبی رسالت کے متعلق نہین ہین جیسے
وقت قیامت وغیرہ انپر خدا تعالی کسیکو مطلع نہین کرتا
اور بوقت اظہار وحی مغیبات متعلقہ رسالت کے
وہ رسول کے آگے اور پیچھے ملائکہ کو چوکیدار بنا کر
بھیجتا ہے تاکہ اُن امور غیبی مین شیاطین کچھہ ملا ندین
یہہ اہتمام پہرے چوکی کا اسلئے ہے کہ خدا تعالی بطور
شہادت جان لے کہ خدا کے پیغامات جنسے مراد
وہی مغیبات ہین بلا مداخلت تلبیس ابلیس بندون
کو یا رسولون کو پہنچ گئی ہین -
اور سورۂ آل عمران و ہود و یوسف وغیرہ مین جا بجا
بہ نسبت اُن قصص و اخبار کے جو آنحضرت کو بذریعہ وحی
معلوم ہوئے ارشاد ہوا ہے کہ یہہ غیب کی خبرین ہین جنکو ہم
تیری طرف وحی کرتے ہین -
اِس قسم کی آیات سے بشہادت مقدمہ ثالثہ صاف ثابت
ہوتا ہے کہ وحی آنحضرت کا طبعی و داخلی امر نہین ہے اور

اسکا مخرج آنحضرت کی طبیعت یا ذات یا دل یا خیال نہین ہے جنکو آنحضرت سے کمال حضوری کی نسبت ہے اور انکی ایجادات و مضافات کو شہودی و حضوری کہنا واجب ہے۔

اور اگر وحی داخلی و طبعی امر ہوتا اور جو کچھہ (اخبار و احکام) بذریعہ وحی آپ پر کھلے ہین آنحضرت کے دل یا طبیعت ہی سے اٹھتے تو انکو غیبی ہرگز نکہا جاتا۔

افسوس آنریبل صاحب نے وحی والہام غیر انبیا (کسی علم کے علمار یا کسی ہنر کے صناع) کو تو غیبی کہا چنانچہ نمبر ۹ مین بصفحہ ۲۵۹ کلام جناب متضمن اس امر کا گذرا اگر وحی انبیا کی نسبت آپسے یہہ اقبال نہ ہوسکا بلکہ وحی انبیا کو آپنے وحی علمار کے مقابلہ مین صرف طبعی امر قرار دیا۔ اور ان آیات و دلایل سے آنکھہ کو بند کرلیا

استدلال چہارم

(جو بہ نسبت استدلال سابقہ بہت سہل و عام فہم و بہت واضح ہے اور اسکی صحت مقدمات سابقہ پر موقوف نہین ہے)

دین محمدی سے بداہۃً و تواتراً معلوم ہے اور قرآن و حدیث و سیر و تواریخ سے بخوبی ثابت ہو کہ جناب رسول اللہ صلعم نے اپنی عمر شریف کے چالیسوین سال کے اخیر مین دعوی بعثت و نبوت و نزول وحی کیا اور قرآن و احکام حلال و حرام کو کتاب اللہ و احکام الہی بتایا اس سے پہلے نہ آپ کتاب اللہ کو جانتے نہ ایمان کو حسب تفصیل و شرائط شرعیہ پہچانتے۔ بدو شعور سے چالیسوین برس تک صدہا اقوال و افعال طبعی (متعلق معاشرت و اخلاق) کا آپ سے صدور ہوا مگر کسی قول کو آپنے کلام خدا نہین فرمایا اور نہ کسی فعل کو فعل یا تعلیم یا حکم الہی بتایا۔ باوجودیکہ آپکے اقوال و افعال حد کمال طبعی و عقلی کو پہونچ چکی تھی اور عقل کامل و طبع سالم کے مطابق وقوع مین آتے حتی کہ اس عقل و کمال کے سبب آپ مرجع خلایق تہی اور مقدمات و معاملات ملکی و اخلاقی مین فصل خصومت کیا کرتے لوگون مین ملقب بامین تھے اور حق گوئی مین شہرہ آفاق۔ عام لوگ آپکی اقوال و افعال کو عقل و طبیعت انسانی کے موافق سمجھتے اور دل سے اُن کے موافقت و متابعت پسند کرتے۔ یہانتک کہ چالیسوین برس آپنے نبوت و بعثت و وحی کا دعوی کیا اور خدا کی طرف سے نزول قرآن و احکام کا اظہار فرمایا اور احکام و نصایح کو خدا کیطرف سے بتایا۔ تسپر سرداران قریش نے باوجودیکہ پہلے سے آپکو سچا جانتے اور آپکی طبعی و عقلی باتون کو بدل مانتے آپ کو جھٹلایا اور اس دعوی مین آپکو معاذ اللہ مجنون و مفتری ٹھہرایا اس سے صاف و یقینی

طور پر ثابت ہوتا ہے کہ وحی امور طبعی سے علاوہ وعلیحدہ چیز ہے اگر وہ منجملہ امور طبعی ہوتی اور اسکو خدا کی طرف منسوب کرنے اور خدا کی طرف سے ٹھہرانیکی یہی وجہہ تھی کہ خدا نے اُسکی مخزن ومخرج یعنی طبیعت کو پیدا کیا ہے تو لازم تھا کہ اسکی ہمجنس اُن امور طبعی کو (جو قبل زمانہ بعثت ونبوت آنحضرت سے متعلق اخلاق سرزد ہوئے ہین) بھی آپ وحی وحکم وکلام الہی ٹھہراتے۔ اور یہہ دعوی نبوت ووحی ورسالت تب سے کرتے جب سے اُن امور طبعی کا آپ سے صادر ہونا شروع ہوا تھا۔ کیا چالیس برس کے پہلے آنحضرت سے کوئی امر طبعی متعلق اخلاق سرزد نہین ہوا؟ اور اگر ہوا ہے تو پھر کیا آنحضرت نے کبھی پہلے بھی کسی امر طبعی متعلق اخلاق کو خدا کی طرف نسبت کیا؟ اور اسمین نزول وحی وکلام الہی کا دعوی کیا؟ مین یقین کرتا ہون کہ کوئی مسلم یا عاقل یہہ دعوی نہین کر سکتا کہ قبل زمانہ بعثت آنحضرت سے کوئی امر طبعی متعلق اخلاق سرزد نہین ہوا اور یہہ کہہ سکتا ہے کہ چالیس برس کے پہلے بھی آنحضرت نے اپنے کسی امر طبعی متعلق اخلاق کو حکم الہی ٹھہرایا ہے اور اسمین وحی یا کلام الہی کے نازل ہونیکا دعوی کیا ہے۔

اور نیز اگر وحی امر طبعی ہوتا اور صرف اُسکے طبعی ہونیکی نظر سے اُسکو خدا کی طرف سے کہا جاتا تو صنادید سرداران قریش وعامہ عرب وعجم کی طرف سے اسکی منجانب اللہ ہونیسے انکار نہ پایا جاتا اور اس دعوی مین آنحضرت کو معاذ اللہ مجنون ومفتری کوئی نہ کہتا اسلئے کہ اگر کوئی کسی امر طبعی کو اس نظر سے کہ خدا نے اُسکو پیدا کیا اور طبیعت مین داخل کر دیا ہے خدا کی طرف نسبت کرتا ہے اور اُسکو خدا کا الہام بتاتا ہے تو اُسکو کوئی عاقل جھوٹا ومفتری نہین کہتا اور اس معنی کر اس امر کی خدا کی طرف سے ہونے مین کوئی شک نہین لاتا۔

تمثیلات

دیکھو بچہ پیدا ہوتے ہی مان کا دودہ پینے لگ جاتا ہے تو اسکو کہا جاتا ہے کہ خدا تعالی اسکو دودہ پینا سکھاتا ہے۔ اور جب وہ باتین کرنے لگتا ہے تو کہا جاتا ہے کہ خدا اُسکے دل مین باتین القا کرتا ہے۔

(۲) جب مچھلی پانی مین تیرتی ہے تو کہا جاتا ہے کہ خدا اُسکو تیرنے کا القا کرتا ہے۔

(۳) شہد کی مکھیان درختون اور پہاڑون مین گھر بناتی ہین اور شہد بنانیکے لئے درختون کے پتے کھانے جاتی ہین تو انکی نسبت خدا تعالی نے فرمایا ہے کہ ان باتون کا ہمنے انکو الہام وَاَوْحٰی رَبُّکَ اِلَی النَّحْلِ اَنِ اتَّخِذِیْ مِنَ الْجِبَالِ بُیُوْتًا

ومن الثمرات النخیل... (نحل ع ۸) — کیا ہے وعلی ہذا القیاس ہزارہا بلکہ لاکھوں مواضع میں امور طبعی کو خدا کیطرف نسبت کیا جاتا ہے اور الہام طبعی کو مانا جاتا ہے پھر کوئی کسیکو ان دعاوی الہام طبعی میں کاذب ومفتری نہیں کہتا —

پس آنحضرت اگر الہام طبعی کا دعوی کرتے اور بنظر طبعی ہونے وحی کے اُسکو خدا کی منسوب کرتے تو عند العرب قریش وغیر عرب وعجم ہرگز ہرگز آنحضرت کو جھوٹا ومفتری نکہتے بلکہ سراسر صادق وحق گو ہی سمجھتے اور سابق سے بڑھکر آنحضرت صلعم کے مطیع وفرمان بردار ہو جاتے —

اتصال آنحضرت کا چالیس برس کی عمر تک صدہا امور طبعی میں دعوی وحی والہام نکرنا اور چالیس سال کے بعد اس دعوی کرنے پر عرب کا انکو جھٹلانا صاف صاف یقین دلاتا ہے کہ وحی امر طبعی نہیں ہے نہ آنحضرت نے اسکو طبعی ہونیکا دعوی کیا ہے نہ عامہ مخاطبین (منکرین وقائلین) نے اسکو بمعنی الہام طبعی سمجھا ہے —

اس بیان کے موید وان مقدمات کے مصدق بہت سے آیات قرآنیہ وحدیث نبویہ و واقعات تواریخیہ ہمارے خیال میں موجود ہیں از انجملہ چند آیات واحادیث و واقعات کو ذکر کیا جاتا ہے —

سورہ **یونس** میں ارشاد ہے کہتے ہیں جو ہمارے ملنے کی امید نہیں رکھتے اس قرآن کے سوا کوئی اور قرآن

قال الذین لا یرجون لقاءنا ائت بقرآن غیر ھذا او بدله قل ما یکون لی ان ابدله من تلقاء نفسی ان اتبع الا ما یوحی الی انی اخاف ان عصیت ربی عذاب یوم عظیم - قل لو شاء الله ما تلوته علیکم ولا ادراکم به فقد لبثت فیکم عمرا من قبله افلا تعقلون (یونس ع ۲)

لے آ - یا اسی میں کچھ ادل بدل کر دے تو کہہ دے مجھے لائق نہیں کہ میں اُسکو اپنے جی سے بدلوں میں تو اُسیکا پیرو ہوں جو میری طرف وحی کیا جاتا ہے مجھے بڑے دن کے عذاب سے ڈر لگتا ہے اگر میں خدا کی نافرمانی کروں (اور) تو کہدے خدا چاہتا تو میں قرآن تمکو نہ پڑھ سناتا اور تمہیں نہ معلوم کراتا میں تو اس سے پہلے تم میں عمر کاٹی ہے تم اُسکو نہیں سمجھتے

یعنی میں نے تم میں ایک عمر کاٹی ہے اور ہمیشہ اپنے دل عقل خیال وطبیعت کی باتیں تم سے کرتا رہا پھر کبھی ان باتوں کو خدا کی طرف نسبت نکیا اور نہ نبوت کا دعوی کیا اگر میں دل کی باتوں کو خدا کی باتیں ٹھہرانے والا ہوتا تو پہلے ہی کبھی کسی دل کی بات کو خدا کی طرف منسوب کرتا پھر جوبات اب مجھے خدا نے بتائی ہے اور اسمیں مجھپر وحی نازل کی ہے

اُسکو مین اپنے جی کی بات سے کیونکر بدل سکتا ہون اور اِس دل کی بناوٹ کو خدا کی بات کیونکر کہہ سکتا ہون -

اور سورۂ **قصص** مین ارشاد ہے - تجھے کچھہ امید نہ تھی کہ تیری طرف کتاب القا کیجاویگی یہہ تو ہمنے اپنی رحمت سے نازل کی ہے - سو تو کافرون کا مددگار نہین - اون کو خدا کیطرف بلا اور تجھے کہنے سے خدا کی آیتون سے رک نہ جا ہو

وما کنت ترجوا ان یلقی الیک الکتاب الا رحمة من ربک فلا تکونن ظہیرا للکافرین ولا یصدنک عن آیات الله بعد اذ انزلت وادع الی ربک (عنکبوت ۹۶)

یعنی یہہ کتاب تیرے دل پر ہمنے اتاری ہے تیرے دل یا طبیعت کی بناوٹ نہین ہے تیرے دل یا طبیعت کی اگر بناوٹ ہوتی تو تجھے اپنی طبیعت کے بہروسہ اسکی طبیعت سے القا ہونیکی امید ہوتی جیسے شاعر یا کسی اور صاحب طبیعت کو اپنی طبیعت کے بہروسہ شعر وغیرہ کے بنالینیکی امید ہوتی ہے پہر وہ امید وقوع مین آتی ہے -

اور سورہ **زخرف** مین ارشاد ہے - اسیطرح ہمنے تیری طرف اپنے حکم سے وحی بہیجی ہے جو دلون کو زندہ کرنے والی ہے تجھے کچھہ خبر نہ تہی کہ کتاب کیا ہے اور ایمان کیا اسکو تو ہمنے نور بنا دیا جس سے ہم ہدایت کرتے ہین جسکو چاہتے ہین -

وکذلک اوحینا الیک روحا من امرنا ما کنت تدری ما الکتب ولا الایمان ولکن جعلناہ نورا نہدی بہ من نشاء من عبادنا (شوری ۵۶)

یعنی کتاب و ایمان جبکا اب تجھے چالیس سال کے بعد القا و الہام ہوا ہے ہماری طرف سے ہی ہے تیری ساخت اور طبعزاد نہین ہے تجھے تو اس کتاب و ایمان کی نبوت سے پہلے کچھہ خبر نہ تہی -

بخاری و مسلم و ترمذی نے روایت کی ہے کہ جناب رسول اللہ صلعم چالیس سال کو پہنچکر نبی ہوئے ہین اور چالیسوین سال کے سرے پر وحی شروع ہوئی پہر دس یا پندرہ سال مکہ مین وحی آتی رہی اور دس برس مدینہ مین اور عمر شریف تریسٹھ سال کی تہی -

عن ابن عباس قال انزل علی رسول الله صلعم وھو ابن اربعین فاقام بمکة ثلث عشر سنة وبالمدینة عشرا و توفی وھو ابن ثلث وستین رواہ الترمذی والشیخین بعث علی راس اربعین ولمسلم اقام رسول الله بمکة ثلث عشرة سنة یوحی الیہ وبالمدینة عشرا ومات وھو ابن ثلث وستین -

قاضی عیاض وغیرہ عامہ اہل سیر و تواریخ نے نقل کیا ہے کہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم قبل بعثت و نبوت صدق و امانت مین مشہور رہتے تہے لوگ آپ سے مقدمات اور مشکل امور مین فیصلہ کراتے اور آپ اسحاق

فصل واما عدلہ صلعم وامانتہ وعفتہ وصدق لہجتہ فکان صلعم امن الناس واعدل الناس واعف الناس

واصدقهم لهجة منذ كان - اعترف له بذلك محادوه
وكان يسمى قبل نبوة الامين قال ابواسحاق كان يسمى
الامين لما جمع الله فيه من الاخلاق الصالحة -
ولما اختلف قريش وتحازبت عند بناء الكعبة فمن
يضع الحجر حكموا اول داخل عليهم فاذا النبي صلعم
داخل وذلك قبل نبوته فقالوا هذا محمد هذا
الامين قد رضينا به - وعن الربيع بن خيثم كان
يتحاكم الى رسول الله صلعم في الجاهلية قبل الاسلام
وقيل ان الاخنس بن شريق لقي اباجهل يوم البدر
فقال له يا ابا الحكم ليس هنا غيري وغيرك يسمع
كلامنا تخبرني عن محمد صادق ام كاذب فقال
ابوجهل والله ان محمدا الصادق وما كذب محمد قط
وقال النضر بن الحارث لقريش قد كان محمد
فيكم غلاما حدثا ارضاكم فيكم و
اصدقكم حديثا واعظمكم امانة حتى اذا رأيتم
في صدغيه الشيب جاءكم بما جاءكم به قلتم ساحر
لا والله ما هو بساحر -

کہا ہے کہ آنحضرت کو امین کہا جانا اسلئے ہی کہ خدا نے
انمین اخلاق حمیدہ کو اکٹھا کر دیا تھا جب آنحضرت کے زمانہ
مین کعبہ منہدم ہوگیا اور قریش نے دوبارہ بنانا چاہا تو اسمین
مین کہ اسکے بنا کس کے ہاتھ سے رکھی جاوے انکا اختلاف ہوا
پھر بطور ذریعہ اسپر اتفاق ہوا کہ جو پہلے اسوقت باہر سے آوے
وہی اسکی بنا رکھے ناگاہ آنحضرت آئے تو سبہی بول اٹھے
یہہ محمد آیا یہہ امین ہے ہم اسکے ہاتھ سے بنا رکھنے مین راضی ہین
ربیع ابن خثیم نے روایت کی ہے کہ اسلام سے پہلے آنحضرت کی
طرف مقدمات فیصلہ کرانیکو لائے جاتے تھے اخنس بن شریق
(منافق مدینہ) ابوجہل سے بدر کے دن ملا تو اس سے کہنے
لگا ای ابا الحکم (ابوجہل کے کنیت ہو) یہان تیرے اور میرے
سوا اور کوئی نہین ہے کہ ہماری باتین سنے مجھے تو محمد کا حال
بتادے کہ یہہ جھوٹ بولنے والا آدمی ہے یا سچ کہنے والا
ابوجہل بولا خدا کی قسم یہہ سچا ہے اس نے کبھی جھوٹ نہین بولا -
نضر بن حارث نے کفار قریش سے کہا محمد تم لوگون مین چھوٹا
لڑکا تھا تم مین پسندیدہ اور بات کہنے مین سچا اور بڑا امانتدار
پھر جب اسکی کنپٹیون مین سفید بال معلوم ہونے لگے اور
وہ تمہارے پاس وہ دین لایا جو لایا تو تمنے اسکو جادوگر کہدیا بخدا وہ تو جادوگر نہین ہے -

بخاری و مسلم نے نقل کیا ہے کہ ہرقل (شاہ روم) نے ابوسفیان سے جب تک آنحضرت کا دشمن تھا،

عن ابي سفيان ان هرقل قال له وسألتك هل كنتم
تتهمونه بالكذب قبل ان يقول ما قال فذكرت

آنحضرت کا حال پوچھا کہ تم لوگ دعوی نبوت سے پہلے
اسکو جھوٹا کہتے تھے ؟ اس نے جواب دیا کہ نہین پھر ہرقل نے

ان لا فقد اعرف انه لم يكن ليذر الكذب على الناس ويكذب على الله (صحیح بخاری مختصراً)

کہا کہ جو لوگون پر جھوٹ نہ بولے تو وہ خدا پر کیونکر جھوٹ باندہ سکتا ہے یعنی خلاف واقعہ کیونکر دعوی کر سکتا ہے کہ خدا نے مجھے نبی بنایا ہے

ترمذی نے نقل کیا ہے کہ ابوجہل نے آنحضرت سے کہا ہم تجھے تو جھوٹا نہین جانتے بلکہ ان باتون کو

عن علي ان ابا جهل قال للنبي صلعم انا لا نكذبك ولكن نكذب ما جئت به فانزل الله فانهم لا يكذبونك ولكن الظالمين بآيات الله يجحدون (جامع الترمذی ص۱۳۳ جلد۲)

جھوٹا جانتے ہین جو تو لیکر آیا ہے جس پر خدا تعالی نے یہہ قول نازل فرمایا کہ اے نبی یہہ تجھے جھوٹا نہین جانتے پر (یہہ) ظالم خدا کی آیتون سے انکار کرتے ہین -

تفسیر کبیر مین اس آیت کے یہہ معنی بیان کئے ہین کہ یہہ لوگ تجھے جھوٹا نہین کہتے - اسلئے کہ تجھے ایک زمانہ

الوجه الثاني في تأويل الآية انهم لا يقولون انك كذاب لانهم جربوك الدهر الطويل والزمان المديد وما وجدوا منك كذبا البتة وسموك بالامين فلا يقولون فيك انك كاذب ولكن جحدوا صحة نبوتك ورسالتك اما لانهم اعتقدوا ان محمدا عرض له نوع خبل ونقصان فلاجله تخيل من نفسه كونه رسولا من عند الله وبهذا التقدير لا ينسبونه الى الكذب او لانهم قالوا انه ما كذب في سائر الامور بل هو امين فيها الا في هذا الواحد

طویل آزما چکے ہین پہر تیرا کوئی جھوٹھ معاینہ نہین کیا اور تیرا نام امین رکھہ چکے ہین اب تجھے جھوٹا نہین کہہ سکتے ولیکن تیری نبوت کے انکاری ہین یہہ کہتے ہین کہ اسکو کسی قسم کا جنون ہو گیا ہے جسکے سبب اپنے تئین خدا کی طرف سے رسول خیال کرنے لگا ہے یا یہہ کہتے ہین کہ یہہ اور باتون مین تو امین ہے صرف اس دعوی نبوت مین جھوٹا ہے -

اسی تفسیر سے کہ وہ لوگ رسول کو امین و صادق جانتے اور قبل نبوت چالیس برس مین آپکی صدق پہچان چکے

لقد من الله على المؤمنين اذ بعث فيهم رسولا من انفسهم يتلوا عليهم آياته ويزكيهم ويعلمهم الكتاب والحكمة وان كانوا من قبل لفي ضلال مبين - آل عمران ع۱۷ .

تھے اللہ تعالے نے انکو اپنا احسان جتایا اور فرمایا کہ خدا نے مومنون پر احسان کیا جبکہ انمین ایسا رسول بھیجا جو انہی مین کا ہے وہ انکو خدا کی آیتین پڑھتا ہے اور انکے عقاید کو پاک کرتا ہے اور کتاب و حکمت سکھاتا ہے اور وہ بیشک اس سے پہلے ظاہر گمراہی مین تھے

اس آیت کی تفسیر مین امام رازی نے فرمایا ہے کہ آن حضرت صلعم ان کے شہر مین پیدا ہوئے اور انہی

نشأوا من انفسهم واعلم ان وجه الانتفاع بهذا من

مین نشو و نما پائی و آنحضرت کے احوال و اقوال

وجوہ الاول) انہ علیہ السلام ولد بینھم ونشا فیما
بینھم وھم کانوا عارفین باحوالہ مطلعین علی جمیع اقوالہ
وافعالہ فما شاھدوا منہ من اول عمرہ الی آخرہ الا الصدق
والعفاف وعدم الالتفات الی الدنیا والبعد عن الکذب والملازمۃ
علی الصدق ومن عرف من حالہ من اول العمر الی آخرہ ملازمۃ
الصدق والامانۃ والبعد عن الخیانۃ والکذب ثم ادعی النبوۃ
والرسالۃ التی یکون الکذب فی مثل ھذہ الدعوی اقبح انواع
الکذب یغلب علی ظن کل احد انہ صادق فی ھذہ الدعوی
(الثانی) انھم کانوا عالمین بانہ لم یتلمذ لاحد ولم
یقرا کتابا ولم یمارس درسا ولا تکرارا وانہ الی تمام اربعین سنۃ
لم ینطق البتۃ بحدیث النبوۃ والرسالۃ ثم انہ بعد انقضاء الاربعین
ادعی الرسالۃ وظہر علی لسانہ من العلوم ما لم یظہر
علی احد من العالمین ثم انہ یذکر قصص المتقدمین واحوال
الانبیاء الماضین علی الوجہ الذی کان موجودا فی کتبھم
فکل من لہ عقل سلیم علم ان ھذا لا یتاتی الا بالوحی السماوی
والالہام الالہی - (تفسیر کبیر صفحہ ۳ جلد ۳)

و افعال جانتے تھے انہوں نے آنحضرت کا ابتدا عمر سے
آخر تک بجز صدق و عفت و ترک التفات بسوے دنیا و دوری
از کذب و ملازمت صدق کے کچھہ نہ دیکھا اور جس شخص کے
حالات مدت عمری سے راستبازی و امانت داری
کو لازم پکڑنا اور جھوٹ و خیانت سے دور رہنا معلوم ہو
پھر وہ نبوت و رسالت کا دعوی کرے جس میں جھوٹ بولنا سبھی اقسام
کذب سے برا ہو اسکی نسبت ہر کسی کا یہی گمان ہوتا ہے کہ وہ
اس دعوی میں سچا ہے - دوسرے وجہ یہہ کہ وہ جانتے تھے کہ آنحضرت صلعم
کسیکے شاگرد نہیں ہوے اور نہ انہوں نے کوئی کتاب پڑہی اور درس
و تکرار میں بیٹھے اور چالیس سال عمر تک کبھی رسالت و نبوت کی بات
نہیں بولے پھر چالیس سال کے بعد مدعی رسالت ہوے اور انکی زبان سے
ایسے علوم ظاہر ہوے جو تمام جہان میں کسی سے نہیں ہوے اور
انہوں نے پہلے لوگوں کے قصے و انبیاء گذشتہ کے حالات ایسے بیان
کئے ہیں جو انکی کتابوں میں موجود ہیں ایسے شخص کی نسبت
ہر صاحب عقل سلیم یہی اعتقاد رکھتا ہے کہ یہہ جو کہتا ہے بجز وحی
و الہام الہی نہیں کہتا -

یہہ آیات و روایات و تاریخی واقعات مضمون استدلال چہارم کے پورے موید ہیں اور صاف مظہر کہ جناب
رسول اللہ صلعم چالیسوین سال عمر سے پہلے طبعی کمالات کو پہنچ چکے تھے - و حق گوئی و راست بازی و مکارم اخلاق
میں شہرۂ آفاق تھے - بااینہمہ آپ نے پہلے کبھی کسی طبعی و عقلی یا اخلاقی بات کو خدا کی طرف منسوب نہیں کیا اور نہ کسی
امر حق کے بتانے یا سکھانے یا بجا لانے میں خدا کی نیابت و سفارت و رسالت کا دعوی کیا چالیس سال کے بعد دعوی رسالت
و نبوت کیا اور مکارم اخلاق کو خدا کی طرف سے بتایا جس پر منکرین نے آپکو مجنون و مفتری ٹھہرایا - اگر آپکا یہہ دعوی رسالت

ونبوت بنظر طبعی ہونے امور رسالت کے ہوتا تو لازم تہا کہ چالیسوین سال عمر کے پہلے دجہ ایسے امور طبعی واخلاقی کا آپ سے صدور ہونے لگا تہا) یہہ دعوی کیا جاتا اور اس دعوی پر کوئی عاقل آپ کو نہ جہٹلاتا آیندہ ان باتوں کے سمجہنے کے لئے خدا تعالی کی توفیق رفیق چاہئے - فمن لم یجعل اللہ نوراً فمالہ من نور -

استدلال پنجم

(جو شل استدلال چہارم عام فہم ہے - اور مقدمات سابقہ پر موقوف نہیں)

یہہ بات ثابت ہوچکی ہے کہ آنحضرت صلعم کو چالیسوین سال عمر کے بعد بعثت ونبوت حاصل ہوئی ہے اور قرآن مجید سے یہہ بہی ثابت ہے کہ حضرت ابراہیم وحضرت یحیی وحضرت عیسی علیہم السلام کو اوائل عمر مین نبوت عطا ہوئی ہے چنانچہ حضرت ابراہیم کی نسبت قرآن مجید مین اللہ تعالے نے فرمایا ہے کہ ہم نے ابراہیم کو

ولقد آتینا ابراھیم رشدہ من قبل وکنا بہ عالمین (انبیاء ع ۵)

یا یحیی خذ الکتاب بقوۃ وآتیناہ الحکم صبیا - (مریم ۱۶)

الحکم النبوۃ صبیاً ابن ثلث سنین (جلالین)

پہلے سے یعنی بچپن سے ہدایت یعنی نبوت عطا کی ہے اور ہم اُسکے اہلیت سے واقف تہے - اور حضرت یحیی کے حق مین فرمایا ہے ہمنے اسکو بچپن مین حکم یعنی منصب نبوت عطا کیا ہے -

تفسیرون مین لکہا ہے کہ حضرت یحیی کو تین برس کی عمر مین نبوت عطا ہوئی ہے تفسیر کبیر مین لکہا ہے کہ خدا نے

فان اللہ تعالی احکم عقلہ فی صباہ واوحی الیہ وذلک لان اللہ تعالی بعث یحیی وعیسی علیہما السلام وھما صبیان لا کما بعث موسی ومحمد علیہما السلام وقد بلغا الاشد - (تفسیر کبیر صفحہ ۔۔ جلد ۵)

بچپن مین یحیے کی عقل مضبوط کردی اور اُنکی طرف وحی بہیجی خُدا نے انکو اور حضرت عیسی کو بچپن مین نبی کیا نہ جیسا کہ محمد وموسی علیہما السلام کو سن شباب کے پورے ہونے کے بعد نبی کیا -

اور حضرت عیسی علیہ السلام کی نسبت فرمایا کہ اُن کو مریم علیہا السلام اُٹہا لائی تو لوگون نے کہا بے شک یہہ تو

[illegible] بہ قومہا تحملہ قالوا یا مریم لقد جئت شیئاً فریا یا اخت ھارون ما کان ابوک امرء سوء وما کانت امک بغیا فاشارت الیہ قالوا کیف نکلم من کان

بہتان لائی - اے ہارون کی بہن تیرا باپ برا آدمی نہ تہا اور نہ تیری مان بدکار تہی (حضرت) مریم نے (حضرت) عیسی کی طرف اشارہ کیا وہ بولے

فی المھد صبیا - قال انی عبداللہ اٰتٰنی الکتٰب وجعلنی نبیًا -
(مریم ۲۶)

ہم ایسے شخص سے کیونکر کلام کرین جو گہوارہ مین لڑکا ہے عیسی نے جواب دیا مین خدا کا بندہ ہون خدا نے مجھے کتاب دی ہے اور مجھے نبی کر دیا ہے -

اس **تفاوت** اوقات بعثت ان حضرات سے ثابت ہوتا ہے کہ وحی غیبی وخارجی امر ہے طبعی و داخلی نہین (اگر) طبعی ہوتا تو سبہی انبیاء کی بعثت کا ایک وقت اور ایک دستور ہوتا چنانچہ اور امور طبعی مین ایسا ہی ہوا کرتا ہے - **دیکھو** مچھلیون کے لئے تیرنا امر طبعی ہے تو یہہ تیرنا اُن سے یکسان اوقات مین سرزد ہوتا ہے ایسا کہین دیکہا یا نہین گیا کہ کوئی مچھلی ایک وقت عمر مین تیرنے لگی کوئی اس سے چار برس پیچھے - وعلی ہذا القیاس -

اور **خود بدولت** بہی تفسیر سورۂ بقرہ مین فرما چکے ہین کہ نبوت انبیاء کے دل و دماغ کی بناوٹ سے تعلق رکہتی ہو اور بناوٹ کا یکسان ہونا اس تمثیل سے بیان فرما چکے ہین کہ حسن بناوٹ کی کہوپری ایک قاتل بے رحم کی ہوگی اسی بناوٹ کی کہوپری دوسرے قاتل کی ہوگی - چنانچہ اصل عبارت جناب نمبر ۹ مین بصفحہ ۲۰۴ منقول ہو چکی

اب اگر یہہ فرماوین کہ نبوت خاصہ نوعی نہین اور اُسکو نوع انبیاء سے یکسان تعلق نہین بلکہ یہہ شخصی امر ہے جسکو ہر ایک نبی کے نیچر سے جدا جدا تعلق ہے پس نیچر مین جس قدر سنعداد ملکہ نبوت تہا اُسی قدر اُسکا اثر ظاہر ہوا جسکے نیچر مین نقصان تہا اسکا ظہور اثر دیر سے ہوا اور جسکے نیچر مین ملکہ نبوت پورا و کامل قوی تہا اُسکا اثر جلد ظہور مین آیا

تو یہہ بات کسی پابند مذہب (محمدی یا یہودی یا نصرانی) کے نزدیک لایق جواب نہین - کوئی مسلمان نہین کہہ سکتا کہ محمد صلی اللہ صلعم کی فطرت مین ملکہ نبوت بہ نسبت ملکہ حضرت عیسی ناقص کہا گیا تہا اسلئے انکو چالیس (برس) کے بعد منصب نبوت عطا ہوا اور کوئی یہودی یا نصرانی یہہ نہین کہہ سکتا کہ حضرت موسی کی فطرت مین ملکہ نبوت بہ نسبت ملکہ حضرت یحیی ناقص کہا گیا تہا اسلئے انکو حضرت یحیی کے نسبت بدیر نبی کیا گیا -

اور یہہ مقام مذہب سے آزاد ہوکر گفتگو کرنے کا نہین ہے بلکہ بہ پابندی مذہب اسلام بیان حقیقت نبوت کا مقام ہے اور مذہب اسلام یہی شہادت دیتا ہے کہ آنحضرت صلعم سب نبیون سے کامل درجہ کی نبوت دئے گئے ہین چنانچہ حدیث بعثت[1] من خیر قرون بنی آدم قرنًا فقرنا - وحدیث[2] انا سید ولد آدم - وحدیث[3] لم یصدق نبی من الانبیا ما صدقت

(۱) یعنی مین ہر زمانہ کی بہترین خلایق سے مبعوث ہوا ہون - (۲) مین تمام بنی آدم کا قیامت کے دن سردار ہونگا اور یہہ فخر سے نہین کہتا -
(۳) جس قدر مجہے لوگون نے مانا ہے کسی نبی کو نہین مانا -

وحدیث فضلت علی الانبیاء بست - وحدیث ان اللہ بعثنی لتمام مکارم الاخلاق وکمال محاسن الافعال وحدیث
اذا کان یوم القیمۃ کنت امام النبیین وخطیبہم - وحدیث ابن عباس ان اللہ فضل محمداً علی الانبیاء وعلی اہل السماء
وغیرہ اس شہادت کے ناطق ہیں -

ان احادیث سے شرعی فیصلہ بہ نسبت بیان حقیقت وحی پورا ہوا اور ثابت ہوا کہ وحی قسم اول ہو
خواہ قسم دوم نبی کا امر طبعی و داخلی نہیں ہے جسکا فیضان والقا صرف طبیعت نبی سے ہوا ہو بلکہ غیبی وخارجی
ہے جسکا نزول عالم بالا اور حظیرۃ القدس اور اس مبدء فیاض سے ہے جو ذات نبی بلکہ جملہ مخلوقات سے علیحدہ
وخارج وقائم بالذات ہے اور بخوبی معلوم ہوا کہ اس باب میں جو کچھہ مسلمانوں کا اعتقاد ہے وہی اسلام
اور تحقیق اور خدا اور رسول کے نزدیک حق ہے گو جناب مخاطب اسکو حق نہ جانیں اور اپنی تحقیق کو خدا اور رسول کی
تحقیق سے بہتر سمجھا خدا اور رسول کی غلطیاں نکالیں اور تہدید† قل أتعلمون اللہ بدینکم اور تخویف‡ فماذا بعد
الحق الا الضلال کو پس پشت ڈالیں - مسلمانوں کو چاہیے کہ خدا اور رسول کی بات کے مقابلہ میں انکی ایک نہ مانیں
اور انکے وسوسہ وتاویل سے ایمان کو سنبھالیں - وما علینا الا البلاغ المبین -

بیان حقیقت اصل سوم

(یعنی ایمان بکتاب اللہ)

قرآن کی نسبت مسلمانوں کا یہ اعتقاد ہے کہ یہ کتاب بعینہ بلفظہ وبنظمہ آسمان سے نازل ہوئی جو کچھہ جبرائیل امین کو
رب العزت سے وحی ہوا وہ جبرئیل امین نے آنحضرت صلعم کے دل پر وحی کیا حضرت جبرئیل کی صورت کو آنحضرت
نے اپنی آنکھ سے دیکھا حضرت جبرئیل امین کا قول آنحضرت کے کانوں نے سنا دل نے سمجھا زبان نے پڑھ سنایا تئیس سال
تک برابر یہی سلسلہ تعلیم وتعلم کا ختم ہوا جس قدر حضرت جبرئیل سال بہر میں آنحضرت کو سکھاتے اور پڑھاتے
آخر سال میں ماہ رمضان میں اسکا دور کیا کرتے تھے جس سال آنحضرت صلعم کا انتقال ہوا اس سال دو دفعہ جبرئیل نے

---

(۱) مجھکو خدا نے تمام نبیوں پر چھہ چیزوں میں بزرگی دی ہے پہر ان کا شمار کیا تو از انجملہ عموم دعوت (جو لوازم خاصہ نبوت سے ہے) اور ختم
رسالت کو شمار کیا (۲) خدا نے مجھکو اچھے اخلاق اور بہتر افعال کے پورا کرنے کے لیے بھیجا ہے (۳) قیامت کے دن میں نبیوں کا امام ہونگا
(۴) حدیث ابن عباس میں فرمایا ہے کہ اللہ تعالی نے آنحضرت کو تمام نبیوں اور تمام آسمان والوں پر بزرگی دی ہے پہر اسکے ثبوت میں آیہ قرآن کو پیش کیا عموم

† کیا تم خدا کو اپنا دین بتلاتے ہو ‡ حق کے بعد بجز گمراہی اور کیا ہے -

آنحضرت سے قرآن کا دور کیا جس سے آنحضرت نے جان لیا کہ بس اب میرے کوچ کا وقت آگیا۔ اِس قرآن مین کوئی لفظ اور کوئی حرف آنحضرت کی طرف سے نہین ہے۔ اور آنحضرت کے دل کو دماغ کو طبیعت کو نفس کو اسکی نظم و ترتیب و تالیف مین اس سے زیادہ دخل نہین ہے جسقدر کہ آئینہ مصقل کو شعاع آفتاب کی قبول کرنے اور دوسری چیز پر اس شعاع کو پہنچانے مین یا صفحہ قرطاس کو نقوش الفاظ کے منقش ہونے مین دخل ہوتا ہے ـ

اور اس اعتقاد پر جو شہادت کتاب و سنت مین پائی جاتی ہے اُسکا بیان نمبر ۹ و ۱۰ مین بصفحات ۲۶۵ و ۲۶۷ و ۲۸۴ و ۲۹۳ و ۳۰۶۔ اور نمبر ہذا مین بصفحہ ۳۳۹ و ۳۴۰ گذرا جسکا اعادہ ضرور نہین ازانجملہ آیۃ قل ما یکون لی ان ابدلہ من تلقاء نفسی جو بصفحہ ۳۳۹ منقول ہے اس بات پر نص صریح ہے کہ یہہ کتاب آنحضرت کے نفس (جسمین طبیعت دل و دماغ خیال سبھی آجاتے ہین) کی بناوٹ نہین ہے۔ ایسی ہی دوسری آیۃ مین تصریح ہے کہ یہہ نبی ما ینطق عن الھویٰ ان ھو الا وحی یوحی۔ سنجم ۱۶۔ اپنی خواہش (نفس) سے نہین بولتا جو یہہ خدا کیطرف سے بیان کرتا ہے وہ وحی ہے جو اسکی طرف وحی کی گئی ہے۔ اور ایک آیۃ مین ارشاد ہے جب ہم ایک آیت دوسری آیۃ کو بدلہ

واذا بدلنا آیۃ مکان آیۃ واللہ اعلم بما ینزل قالوا انما انت مفتر بل اکثرھم لا یعلمون قل نزلہ روح القدس من ربک بالحق الخ۔ (نحل ۱۴۶)	لاتے ہین اور ہم خوب جانتے ہین جو اتارتے ہین تو منکر کہتے ہین تو اپنے پاس سے بناتا ہے تو کہدے اسکو تو روح القدس (جبرئیل) نے خدا کیطرف سے اتارا ہے یعنی میرے نفس یا طبیعت یا خیال نے از خود نہین بنالیا ـ

اور ایک آیۃ مین ارشاد ہے کہ جو (ولید بن المغیرہ) کہتا ہے کہ یہہ قرآن جادو ہے پہلون سے چلا آتا۔ یہہ بشر کا قول ہے اسکو ہم شتاب دوزخ مین داخل کرین گے ـ

فقال ان ھذا الا قول البشر سأصلیہ سقر (مدثر ۱)

اور بہت سی آیتون مین بتکرار ارشاد ہوا ہے۔ کہ اِس کتاب کا اُتارا خدا کی طرف سے ہے جو جاننے والا حکمت والا رحم والا ہے ـ

تنزیل الکتاب من اللہ العزیز الحکیم۔ زمر۔ مومن۔ جاثیہ

اس ایک ہی مضمون کو بار بار اسلئے فرمایا کہ منکر (نیچریون کے ہم مشرب) بار بار کہتے تھے کہ یہہ قرآن محمد صلعم نے از خود بنالیا ہے اور ایک آیت مین ارشاد ہے ہمنے قرآن ایک مبارک رات مین اتارا ہے — دوسری آیۃ مین اسی رات کا نام

انا انزلنہ فی لیلۃ مبارکۃ انا کنا منذرین (دخان) انا انزلنہ فی لیلۃ القدر (سورۃ القدر ۱)	بنالیا ہے اور ایک آیت مین ارشاد ہے ہمنے قرآن ایک مبارک رات مین اتارا ہے — دوسری آیۃ مین اسی رات کا نام

یہہ ابتدا نزول کا ذکر ہے اور تمام قرآن آنحضرت پر یکبارگی نہین اُترا بلکہ سورۃ سورۃ تئیس سال مین نازل ہوا
چنانچہ ایک آیتہ مین ارشاد ہے۔ منکر کہتے ہین (کہ اگر قرآن خدا کی طرف سے تہا) تو سبہی اکٹہا کیون نہ اُترا۔ تو کہدے

وقال الذين كفروا لولا نزل عليه القرآن جملة واحدة كذلك لنثبت به فؤادك ورتلناه ترتيلا۔ فرقان ۳۶

ایسا ہی تہوڑا تہوڑا نازل کرنا مناسب تہا تاکہ تیرے دل کو تہوڑا تہوڑا اسکے سے مضبوط کردین اور اسیواسطے ہمنے اسکو درجہ بدرجہ پڑہ سنایا ہے

اور اس مدت نزول کے تئیس سال سے تحدید بصفحہ ۳۴۰ ہو چکی ہے اور ہر سال ایک دفعہ اور سال وفات مین دو دفعہ
ماہ رمضان آنحضرت کا جبرئیل امین سے قرآن کا دور کرنا احادیث ذیل مین وارد ہے۔ حضرت ابن عباس سے

عن ابن عباس قال كان رسول الله صلعم اجود الناس وكان اجود ما يكون في رمضان حين يلقاه جبريل وكان يلقاه في كل ليلة من رمضان فيدارسه القرآن۔

روایت ہے کہ آنحضرت سب لوگون سے بڑہکر سخی تہے اور اپنے سبہی وقتون سے زیادہ سخی رمضان مین ہوتے جبکہ آپ جبرئیل علیہ السلام سے قرآن کا درس کرتے۔

وعن عائشة عن فاطمة ان النبي صلعم اسر اليها ان جبرئيل كان يعارضني القرآن كل سنة مرة وانه عارضني العام مرتين ولا اراه الا حضر اجلي۔ صحيح بخاری ص۲ و ۵۱۲۔

اور حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ آنحضرت نے اپنی لخت جگر سیدۃ النساء فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا وعلی ابیہا سے خفیۃ فرمایا کہ جبرئیل ہر سال ایکدفعہ مجہہ سے قرآن کا تکرار کیا کرتے اس سال دو دفعہ تکرار کیا جس سے مینے جان لیا کہ اب میری اجل آگئی ہے

ان آیات واحادیث مین جو تاویل رسول جناب مخاطب عمل مین لائے ہین اسکا جواب عقلاً ونقلاً بضمن بیان حقیقت اصل دوم
مذکور ہوا ہے اور اُسکے پاس اس بات کا کوئی جواب نہین ہے کہ اگر یہہ قرآن آنحضرت کی طبیعت کا ایجاد ہوتا تو اُسکی
نسبت یہہ کہا جاتا کہ یہہ آنحضرت کے نفس یا جی سے نہین ہے اگر وہ یہہ جواب دین کہ طبیعت نبویہ کا فعل حقیقۃ خدا کا فعل
تہا اس لئے کہا گیا کہ یہہ آنحضرت کے جی سے نہین ہے خدا کی طرف سے ہے تو یہہ محض مغالطہ ہے اسلئے کہ اگرچہ
طبیعت کا فعل حقیقۃ خدا کا فعل ہے مگر بظاہر اسکا صدور طبیعت سے ہوتا ہے لہذا اسکو طبیعت کیطرف نسبت کرنا کذب
وخلاف واقعہ نہین ہے چنانچہ جملہ اشیاء کو جو کسی سبب سے ہوتی ہین ظاہری سبب کیطرف نسبت کیا جاتا ہے اگرچہ اُن کا
فاعل حقیقی خدا تعالی ہے۔

جو کہہ آگ کی جلی چیز کو کہا جاتا ہے کہ آگ نے اسکو جلایا ہے کوزہ گلی کے نسبت کہا جاتا ہے کہ کمہار نے اسکو بنایا اگرچہ

درحقیقت اس چنبر کے جلانیوالا اور کوزہ کے بنانیوالا خدا تعالی ہے پہر اگر قرآن کو آنحضرت کی طبیعت نے بنایا تہا

اور بظاہر اسکا ایجاد اسی طبیعت سے ہوا تہا تو اسکی نسبت یہہ کیون ارشاد ہوا کہ یہہ آنحضرت کے جی سے نہین نکلا

اور یہہ کلام بشر نہین ۔

یہہ ارشاد صریح وصاف طور پر ناطق ہے کہ قرآن آنحضرت کی طبیعت یا دل یا خیال کی بناوٹ نہین ہے بلکہ خدا

واحد کیطرف سے منزل ہے یہہ فوارہ کیطرح آنحضرت کے اندر سے نہین نکلا بلکہ ابر رحمت کی مانند اوپر سے برسا ہے

بیان حقیقت اصل چہارم

(یعنی ایمان بملایکہ)

مسلمانون کا حقیقت و صفات ملایکہ کی نسبت وہی اعتقاد و ایمان ہے جو آپنے مسلمانون کی طرف سے نقل کیا ہے

اور وہ متن اشاعۃ السنۃ نمبر ۹ مین صفحہ ۲۷۲ سے ۲۷۶ تک منقول ہوا ۔

بیشک مسلمان اعتقاد رکہتے ہین کہ ملایکہ وجود آدم سے پہلے بوجود ذاتی (۱) موجود چلے آتے ہین اور نور سے مخلوق (۲)

ہین اور صورتون واشکال سے متشکل (۳) ہین جنمین پر و بازو ہین ۔ اور وہ بشکل انسان (۴) بہی متشکل ہو کر کبہی کبہی خدا (۵)

کی طرف سے رسولون کے پاس وحی و کلام لاتے ہین اور وہ دنیاوی (۶) بادشاہت خداوندی مین ظاہری

خداوندی کے وسایل ہین کوئی مینہہ برسانے پر مامور ہے کوئی صور پہونکنے پر کوئی زندون کی جان نکالنے پر

وعلی ہذا القیاس اور وہ آسمانی بادشاہت خداوندی مین بہی خدمات و فرائض پر مامور ہین اور جدا گانہ مناصب

سے مشرف ۔ بعض مقربین (۷) ہین بعض ان سے کم رتبہ کبہی عرش (۸) معلی کو اوٹہائے ہوئے ہین ۔ کبہی عرش کے گرداگرد طواف (۹)

کر رہے ہین ہزارون (۱۰) بیت المعمور کے گرد طواف کرتے ہین لاکہون (۱۱) آسمان پر سربسجود ہین کوئی (۱۲) بہشت کا خزانچی

ہے کوئی دوزخ (۱۳) کا داروغہ وعلی ہذا القیاس ۔ اور ان اعتقادات مین مسلمان نہ یہودیون کے مقلد ہین نہ بت پرستون

عرب کے شاگرد نہ مجوسیون کے پیرو و معتقد ۔ بلکہ یہہ اعتقادات قرآن و حدیث مین آئے ہین اور خدا و رسول نے مسلمانون کو

سکہائے ہین ۔ اس سے آگے سلسلہ اس تعلیم کا کہ خدا تعالی نے کس یہودی یا مجوسی یا بت پرست کی شاگردی

کی ہے اور کس کالیج و یونیورسٹی مین ان عقاید کی تعلیم پائی ہے آنرابل صاحب بہادر بتا سکتے ہین جو ماشاء اللہ جغرافی

تاریخ اور قدیمی جغرافیہ سے واقف ہین اور بڑے بڑے دار العلوم (لنڈن کیمبرج وغیرہ) کی سیر کر آئے ہین ...

جنانچہ بحر قلزم (جس سے حضرت موسی کو عبور ہوا تہا) تک کا جغرافیہ معلوم نہین ہوا یہہ جرات نہین کر سکتے اور ان عقاید کی نسبت یہی خیال کرتے ہین کہ ان کی تعلیم کا سلسلہ خدا تعالی تک منتہی ہوا ہے خدا نے انکو اپنے ذاتی علم سے جانا اور بیان فرمایا ہے کسی یہودی یا نصرانی یا مجوسی یا نیچری سے نہین سیکہا۔

اب رہی یہہ بات کہ قرآن و حدیث مین یہہ عقاید کہان آئے ہین اور خدا و رسول نے کب سکہلائے تو اسکی تفصیل سے ہماری قلم و زبان و رسالہ عاجز ہین تاہم بحکم ما لا یدرک کلہ لا یترک کلہ بطور مشتے نمونہ خروارے بیان کیا جاتا ہے۔ مخفی نرہے کہ **ملائکہ کے قبل آدم** موجود ہونیکی نسبت تو پہلے سیپارہ کے پہلے ہی ربع مین خدا تعالی نے فرمایا ہے کہ ہمنے آدم کے زمین مین خلیفہ کرنیکی بابت فرشتون سے مشورہ لیا تو انہون نے کہا کیا تو ایسے

واذ قال ربک للملئکة انی جاعل فی الارض خلیفة قالوا اتجعل فیها من یفسد فیها و یسفک الدماء الخ ــ بقرہ ع ۴ ــ	شخص کو خلیفہ کرنا چاہتا ہے جو فساد و خونریزی کا مادہ رکہتا ہے جسپر خدا نے اسکا سمجہایا اور فرشتون سے انا علمی کا اقرار لیا اور آدم کو پیدا کیا اور فرشتون کو اسکی طرف سجدہ کرنیکا حکم دیا۔

اور **فرشتون کے نور سے** مخلوق ہونیکی بابت آنحضرت نے فرمایا ہے۔ ملائکہ نور سے مخلوق ہین اور

عن عایشة قالت قال رسول اللہ صلعم خلقت الملئکة من نور و خلق الجان من مارج من نار و خلق آدم مما وصف لکم (صحیح مسلم صفحہ ۴۱۳ جلد ۲)	جن بے دہوان آگ سے اور آدم اس چیز سے جو تمکو بتائی گئی ہے۔

اور فرشتونکی شکل و پرون کی نسبت خدا نے فرمایا ہے۔ خدا کے ہی لئے تعریف ہے جس نے آسمانون اور

الحمد للہ فاطر السموت والارض جاعل الملئکة رسلا اولی اجنحة مثنی و ثلث و ربع یزید فی الخلق ما یشاء ان اللہ علی کل شیء قدیر (سورہ فاطر ع ۱)	زمین کو بنایا اور فرشتون کو رسول کیا جو دو دو تین تین چار چار بازو رکہتے ہین اور خدا اپنی پیدایش مین بڑہاتا ہے جو چاہتا ہے وہ ہر چیز پر قادر ہے۔

اور **آنحضرت** نے جبرئیل کی اصلی صورت کا مشاہدہ فرمایا۔ تو اسکے چہہ سو بازو کو معاینہ کیا چنانچہ نمبر ۹ مین صفحہ ۲۶۴ منقول ہوچکا ہے۔ اور آنحضرت نے حضرت اسرافیل کے حال مین فرمایا ہے کہ خدا تعالی نے اسرافیل

عن ابن عباس قال قال رسول اللہ صلعم ان اللہ خلق اسرافیل منذ یوم خلقه صافا قدمیه لا یرفع بصره	کو دونون پاؤن پر صف باندہ کر کہڑا ہوا پیدا کیا وہ خدا تعالی کیطرف آنکہہ اٹہا کر نہین دیکہتا اسمین اور

بینه وبین الرب سبعون نورا ما منها من نور یدنو منه الا احترق (رواه الترمذی وصححہ)

خدا تعالی مین نور کے ستر حجاب ہین انمین ایک کے قریب بہی ہو تو جل جاوے۔

اور فرشتون کی بشکل انسان متشکل ہو کر دکہائی دینے اور انبیا وغیرہم سے ہمکلام ہونے کی بابت خدا تعالی نے ارشاد کیا ہے کہ ہمارے رسول (یعنی فرشتے) ابراہیم (علیہ السلام) کے پاس بشارت لیکر آئے تو وہ انکی مہمانی

ولقد جاءت رسلنا ابراهیم بالبشری الخ (ہود ع ۷)
ونبئهم عن ضیف ابراهیم المکرمین (حجر ع ۵)
هل اتاک حدیث ضیف ابراهیم المکرمین (ذاریات ع ۲)
وغیرها

کے لیے بچہڑا بہونا ہوا لائے جب انکو کہانے کو لئے ہاتہہ نہ بڑہاتے دیکہا تو ڈر گئے انہون نے کہا ہم خدا کے فرشتے ہین اور قوم لوط کے عذاب کے لیے بہیجے گئے ہین جب وہ حضرت لوط کے پاس پہنچے تو وہ بہی پہچان نہ سکے اور ڈر گئے جب انہون نے حال بتایا تو مطمئن ہوئے۔ قوم لوط جو بدفعلی کے عادی تہے سنکر خوش خوش آئے اور ان کو خوبصورت لونڈے سمجہکر بدفعلی کو مستعد ہوئے تب فرشتون نے انپر پتہر برسائے اور انکے گانون زمین سے اٹہا کر پٹک دئے۔

اور آنحضرت نے فرمایا ہے میٔنے جبرئیل کو (یعنی بصورت انسان) دیکہا تو اسکو دحیہ بن کلبی کا مشابہ پایا اور

عن جابر ان رسول الله صلعم قال رایت جبرئیل فاذا اقرب من رایت به شبها دحیة بن خلیفة۔ (رواه مسلم)

حضرت ام سلمہ کا جبرئیل کو بصورت دحیہ دیکہنا اور حضرت عمر وغیرہ صحابہ کو بصورت ایک انسان سفید لباس کے دیکہنا نمبر۹ مین بصفحہ ۲۸۵ منقول ہو چکا ہے۔

اور فرشتون کا خدا کی طرف سے رسولون کے پاس کلام اور وحی لانا بیان حقیقت امر دوم مین بسط و تفصیل بیان ہو چکا ہے۔ اس مقام مین ایک دو ایسی آیتون کو بیان کیا جاتا ہے جنمین ملایکہ کی رسالت کو انسانون کی رسالت کے مقابل مین بیان فرمایا ہے۔ سورہ الحج مین ارشاد ہوا ہے۔ خدا تعالی فرشتون مین سے رسولون کو چن

الله یصطفی من الملائکة رسلا ومن الناس ان الله سمیع بصیر - (الحج ع ۱۰)

لیتا ہے اور انسانون مین سے بہی رسول چن لیتا ہے وہ سننے دیکہنے والا ہے

یہانتک یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ رسول انسانی رسول سے علیحدہ ہے۔ انسانی رسول تمام انسانون کیطرح

بہیجا جاتا ہے اور ملکی رسول خاص انسانی رسولون کی طرف مبعوث ہوتا ہے ایسا ہی سورہ شوریٰ مین ارشاد ہوا ہے

وما کان لبشر ان یکلمہ اللہ الا وحیا او من وراء حجاب او یرسل رسولا فیوحی باذنہ ما یشاء - (شوریٰ ع ۵)	کہ کسی بشر کو لائق نہین کہ خدا اس سے ہمکلام ہو مگر بطور وحی یا حجاب کے آڑ مین یا یہہ کہ خدا اسکی طرف رسول بہیجے پس وہ اسپر خدا کے اذن سے القا کرے جو خدا چاہے -

اس آیۃ مین بہی صاف ارشاد ہے کہ خدا تعالی انسانی رسولون کیطرف ملکی رسول بہیجتا ہے اور وہ ملکی رسول اُس وحی سے علحدہ و علاوہ چیز ہے جو (بلا واسطہ) نبیون کے دل پر نازل ہوتی ہے -

ان دونون آیتون کو ناظرین یاد رکہین یہہ بمقام معارضہ و ابطال خیال خصم کام آنیوالی ہین اور فرشتون کا خدا کا عالم دنیوی پر مامور ہونا قرآن کی بہت سی آیات مین مذکور ہے - **ملائکہ حفظہ و کراما کاتبین** کی نسبت ارشاد ہے

وان علیکم لحافظین کراما کاتبین یعلمون ما تفعلون اذ یتلقی المتلقیان عن الیمین وعن الشمال قعید ما یلفظ من قول الا لدیہ رقیب عتید - (ق ۲۶) لہ معقبات من بین یدیہ ومن خلفہ یحفظونہ من امر اللہ (رعد ۲۶) ویرسل علیکم حفظۃ (انعام ۶۶)	تمپر نگہبان مقرر ہین معزز لکہنے والے وہ جانتے ہین جو تم کرتے ہو دو فرشتے تمہارے قول و فعل کو لیتے رہتے ہین ایک داہنی طرف ہے دوسرا بائین طرف انسان جو کچہہ بولتا ہے اسکو لینے کو فرشتہ انسان کے آگے پیچہے فرشتے رہتے ہین جو اسکو خدا کے حکم سے نگاہ رکہتے ہین خدا نے تمپر نگہبان چہوڑے ہوئے ہین -

کراما کاتبین کے نتیجہ کارروائی (یعنی نامہ اعمال بنی آدم) کا ذکر بہت سی آیات قرآن مین وارد ہے از انجملہ بعض آیات

کل انسان الزمناہ طائرہ - الخ فاما من اوتی کتابہ بیمینہ - الخ ماہذا الکتاب لا یغادر صغیرۃ ولا کبیرۃ الخ	کو ہمنے حاشیہ مین درج کیا ہے - اور کراما کاتبین کی تقرری کے فواید و حکمتون کو امام رازی نے تفسیر کبیر جلد ۴ صفحہ ۸۵ مین بہ تفصیل بیان کیا ہے اور منکرین مخالفین جو اسپر اعتراض کرتے ہین - اسکا جواب تفسیر کبیر کی جلد ۸ صفحہ ۹۱ مین بتفصیل مرقوم ہے - طالب شایق ان مواضع کیطرف رجوع کرے -

ملائکہ موت کا ذکر متعدد آیات مین ہے جنکا خلاصہ یہہ ہے کہ مومنون کے ارواح کو فرشتے بعزت و بشارت سے

ان الذین توفیہم الملئکۃ ظالمی انفسہم (ن ۱۴۲) والملئکۃ باسطوا ایدیہم (انعام ۱۱۶)	قبض کرتے ہین کافرون کی ارواح توہین و عذاب سے - ان آیات کی تفصیل سورہ نساء - انعام - نحل - محمد وغیرہ

الذین تتوفھم الملائکۃ (نحل ۴ع) تتنزل علیھم الملائکۃ (حم سجدہ ۴ع) فکیف اذا توفتھم الملائکۃ (محمد ۳ع) والنازعات غرقا الخ (نازعات ۱ع)

مین موجود ہے اور اُن ملائکہ کی صورتین اور قبض ارواح کی کیفیتین احادیث مین بتفصیل وارد ہین جسکے بیان کی عام شہرت کے سبب کچھہ ضرورت نہین ۔

اور ملایکہ موکلین سحاب و امطار وغیرہ **تدبیرات** عالم کا متعدد آیات مین ذکر ہے ۔ سورہ نازعات مین انکو **مدبرات** سے تعبیر کیا ہے اور صافات مین **والزاجرات** سے اور ذاریات مین **مقسمات** سے اور ایک آیۃ مین ارشاد ہوا ہے کہ رعد وغیرہ ملایکہ خدا کے خوف سے تسبیح کررہے ہین ۔ آنحضرت سے یہودیون نے پوچھا کہ رعد کیا

ویسبح الرعد بحمدہ والملئکۃ من خیفتہ (رعد ۲ع)

عن ابن عباس قال اقبلت یھود الی النبی صلعم فقالوا یا ابا القاسم اخبرنا عن الرعد ما ھو قال ملک من الملائکۃ موکل بالسحاب معہ مخاریق من نار یسوق بہا السحاب حیث شاء اللہ فقالوا فما ھذا الصوت الذی نسمع قال زجرۃ بالسحاب (ترمذی جلد ۲ صفحہ ۱۵۶)

چیز ہے تو آپنے فرمایا کہ رعد ایک فرشتہ ہے جو بادل پر مسلط ہے اُسکے پاس آگ کی قمچیان ہین جن سے وہ بادل کو ہانکتا ہے جہان خدا چاہتا ہے ۔ پھر اُنھون نے کہا یہ آواز کیسی ہے جو ہم سنتے ہین تو آپ نے فرمایا کہ یہہ اسکے جھڑکی کی آواز ہے ۔

اِس **روایت** کو امام رازی نے **تفسیر کبیر مین** نقل کیا ہے اور بنا بر ایک قول کے رعد کا فرشتہ ہونا تسلیم کیا ہے اور حکماء طبعیین کے اِن باتون کو کہ بادل بخارات زمین سے پیدا ہوتے ہین اور جو اُن بادلون مین ہوا بند ہوجاتی ہے ۔ جب اُسکو اُپر سے سردی پہنچتی ہے تو وہ بادلون کو پہاڑکر نکلتی ہے اُس پھٹنے کی آواز رعد ہے اور جو اس حرکت سے حرارت پیدا ہوتی ہے وہ بجلی ہے ۔ بدلایل معقول رد کردیا ہے ۔

وان کان الثانی وھو ان یقال ان ذلک لاجزاء ثقال من الارض فلما وصلت الی الطبقۃ الباردۃ من الھواء بردت فثقلت فرجعت الی الارض فنقول ھذا باطل وذلک لان الامطار مختلفۃ فتارۃ تکون القطرات کبیرۃ وتارۃ تکون صغیرۃ وتارۃ تکون متقاربۃ واخری تکون متباعدۃ وتارۃ تدوم مدۃ نزول المطر

† اُنکا خلاصہ یہہ ہے کہ علماء طبعیین کا یہہ کہنا کہ بادل صرف بخارات سے پیدا ہوتے ہین اسلئے باطل ہے کہ بارش مختلف طور پر ہوتی ہے کبھی چھوٹی چھوٹے قطرات کبھی بڑے بڑے کبھی نزدیک نزدیک کبھی دور دور کبھی تھوڑے وقت کبھی کئی کئی دنون تک ۔ یہہ اختلاف با وجودیکہ زمین جس سے بخارات پیدا ہوتے ہین ایک ہی آفتاب جو حرارت

ملائکہ مدبرات کی خدمات کی تفصیل میں آنحضرت صلعم سے **بیہقی** نے شعب الایمان میں حدیث نقل کی ہے کہ آنحضرت

روی البیہقی فی شعب الایمان عن ابن عباس قال
بینما رسول اللہ صلعم بناحیۃ ومعہ جبریل اذ انشق

زمانا طویلا وتارۃ قلیلا فاختلاف الامطار فی ھذہ
الصفات مع انہ طبیعۃ الارض واحدۃ وطبیعۃ الشمس
المسخن للبخارات واحد لابد ان یکون بتخصیص الفاعل المختار
وایضا فالتجربۃ دلت علی ان الدعاء والتضرع فی نزول الغیث
اثر عظیما ولذلک کانت الصلوۃ الاستسقاء مشروعۃ فعلمنا
ان المؤثر فیہ قدرۃ الفاعل لا الطبیعۃ والخاصیۃ
والجواب ان کل ما ذکرتموہ علی تسلیم المعقول باطل من
وجوہ الاول انہ لو کان الامر کذلک لوجب ان یقال ایضا
یحصل البرق فلابد ان یحصل الرعد وھو الصوت الحادث
من تمزق السحاب معلوم انہ لیس الامر کذلک فانہ کثیرا ما
یحدث البرق القوی من غیر حدوث الرعد الثانی ان السخونۃ
الحاصلۃ بسبب قوۃ الحرکۃ مقابلۃ للطبیعۃ المائیۃ
الموجبۃ للبرد وعند حصول العارض القوی کیف
تحدث الناریۃ بل نقول النیران العظیمۃ تنطفی بصب الماء
علیہا والسحاب کلہا ماء فکیف یمکن ان یحدث فیہ شعلۃ ضعیفۃ
ناریۃ الثالث من مذھبکم ان النار الصرفۃ لا لون لہا
البتۃ فہب انہ حصلت الناریۃ بسبب قوۃ المحاکۃ
الحاصلۃ باجزاء السحاب لکن من این حدث ذلک اللون الاحمر

جبرئیل کے ساتھ ایک گوشہ میں تھے ناگاہ افق آسمان
پھٹ گیا جس کے سبب جبرئیل چھپنے اور سمٹنے لگا اور

پیدا کرتا ہے ایکبار ضروری ہے کہ اس فاعل مختار پروردگار
کی قدرت سے ہو۔ اور نیز تجربہ سے ثابت ہو کہ کبھی محض
تضرع و دعا سے بھی بارش ہوجاتی ہے اس نظر سے
استسقا کی نماز مشروع ہوئی ہے۔ اس سے ثابت ہوا ہے
کہ بارش محض قدرت اس فاعل مختار سے ہے طبیعت
و خاصیت زمین و آفتاب سے نہیں ہے۔
اور رعد و برق کی نسبت جو طبیعیین کہا ہے کئی وجہ سے
باطل ہے اول یہ کہ اگر انکا کہنا صحیح ہو تو چاہئے کہ جب بجلی چمکے بادل
گرجے حالانکہ بہت دفعہ ایسا ہوتا ہے کہ بجلی چمکتی ہے اور بادل نہیں
گرجتا۔ وجہ دوم یہ کہ گرمی جو حرکت سے پیدا ہوتی ہے سخت مقابلہ
میں طبیعت پانی میں سردی موجود ہے پس کیسے ممکن ہو کہ
اس گرمی سے کیونکر آگ پیدا ہوسکتی ہے بلکہ ہم دیکھتے ہیں کہ بہت
بڑی آگ پانی سے بجھ جاتی ہے پھر بادل میں جو تمام پانی ہوتا ہے تو
ضعیف آگ کا چمکنا کیونکر ممکن ہے۔ وجہ سوم یہ کہ حکما
کا یہ مذہب ہے کہ خالص آگ کا رنگ نہیں ہے پس ہم نے مانا کہ ہوا کا بادل
کے گھسنے کے سبب آگ پیدا ہوئی لیکن یہ رنگ سرخ کہاں سے پیدا ہوا اس سے
ثابت ہوا کہ جو سبب بجلی چمکنے کا انہوں نے بتایا ہے ضعیف ہے اور آگ کا
پانی سے پیدا ہونا محض قدرت اس قادر کا ہے

بقیہ مضامین فاضل بہاری

کہ نیچر کو کسی نے صحیح طور پر نہین سمجہا بعض لوگون نے کہا کہ اسکی بنا ہی مہر سے ہے غلطی ہے ان لوگون کے خیال پر دلایل وہ انقلابات و اختلافات عالم ہین جنکی تفصیل مضمون سابق مین گذر چکی ہے اس مقام مین اسکی تائید مین چند تمثیلات کو ذکر کیا جاتا ہے —

دیکہو انسان قریب زمانہ نوح کے طویل القامت وقوی الجثہ تہے - اور مردم شام آدمیوں کے زمانہ قدیم مین بڑے شجاع تہے بقول تہومس مفسر کتاب جینسس ہندسی بلفظ الیس عہد عتیق مین تعبیر ہوئی ہے —

اہل ہند ہی **انسان** زمانہ قدیم کو **سینگدار** اور دُمدار بتاتے ہین - **یاجوج** ماجوج بھی جنپر اہل جغرافیہ واہل کتاب کا اتفاق ہے عجیب الخلقت ہین خلقت **مخنث** اور ہی ہے ایسا ہی ابن مستغفور ہے جو دونو علامات نر و مادہ رکہتی ہین - خلقت **احول** بہی عجیب ہے اور خلقت **شش انگشتہ** انسان بہی ایسی عجیب ہے — **انسان** اور **بندر** کے جفتی ہونیسے بقول بعض مورخین عجیب خلقت پیدا ہوتی ہے - بعض مینا تعلیم کرنیسے مثل انسان کے تکلم کرنے لگتے ہین بعض قسم کے سگ تعلیم کرنیسے کتابت کرتے ہین - پس جب عالم و عالمیان ایک کلی مستقل حالت پر نہین ہے تو بنا علیہ کسی امر یا حالت موجودات کو (جس سے نیچر عبارت ہے) قانون کلی و دائمی کیونکر کہا جا سکتا ہے —

انسان ایک قطرہ احاطہ قدرت دریائے الہی کرسکے اور اسکی قدرت کو مقید و محدود بتاوے یہ امر خلاف عقل ہے ہمنے جو آنکہون سے دیکہا اور سمجہا اُسیکو قانون قدرت بنا دیا اور جو ہمسے پہلے گذرا اور جو آیندہ ہوگا اسکی ہمکو کیا خبر ہے پس ہمارا یہہ کہنا کہ خدا کا قانون یہی ہے جو ہمنے دیکہا ہے کیسی بڑی نادانی ہے —

وجہہ دوم یہہ کہ اسلام و قرآن کے بہتیرے قصص و اخبار و احکام ایسے ہین جنکا توافق نیچر سے نامعلوم ہے **منجملہ** قصص و اخبار قصہ حضرت عزیر و قصہ حضرت ابراہیم قصہ پیدایش مسیح قصہ غرق فرعون قصہ اصحاب فیل قصہ ناقہ صالح قصہ قوم لوط قصہ بقرہ بنی اسرائیل وعلی ہذا القیاس ہیدین قصص اسی قبیل سے ہین کہ انکا توافق نیچر سے خیال مین نہین آتا اور اس قسم کے احکام تو صدہا ہین **ازانجملہ** چند احکام بطور تمثیل بیان کیے جاتے ہین

۱ - نکاح اخوات اسلام مین ناجائز ہے - مگر تاویل اصول نیچریہ متعلق آیۃ اول سورۂ نساء خلقکم من نفس واحدۃ وخلق منہا زوجہا وبث منہما رجالا کثیرا ونساء سے جائز قرار پاتا ہے -

۲ - جانور جو بلا ذبح گلا گھوٹ کر مارا جاوے یا خود ہلاک ہو جاوے مذہب اسلام مین حرام ہے مگر اصول نیچر مین اسکا کہانا جائز - چنانچہ آنریبل صاحب کو گلا گھونٹے جانورون کے حلت کا دعوی ہے -

۳ - نکاح اسلام مین معمولی ایجاب وقبول جانبین ضروری ہے - اور مہر لازم - مگر نیچر کے اصول مین صرف رجسٹر شاہی مین اندراج نام کافی ہے اور مہر ضروری نہین -

۴ - بلا نکاح مباشرت طرفین زنا ہے مگر اصول نیچریہ اگر وہ بتراضی طرفین ہو تو حد زنا سے خارج ہے

۵ - اسلام اشیاء پر طہارت ونجاست کے قیود لگاتا ہے نیچر ان امور کو صرف طبعی بنا کر آزادی دیتا ہے وعلی ہذا القیاس پہر نیچر کو عین اسلام کیونکر کہا جا سکتا ہے -

اوپر کہا ہے وجہ اول کی تائید وتفصیل نمبر ۳ و ۴ و ۶ جلد ۸ - اشاعۃ السنۃ مین بخوبی ہو چکی ہے اسکی تائید مین ایک مثال اس مقام مین بہی ذکر کیجاتی ہے -

تہوڑے دن ہوئے کہ اخبار جریدہ روزگار مدراس مین ہمنے بچشم خود دیکہا ہے کہ یورپ کے کسی شہر مین بکری نے بہیڑی کا بچہ جنا - اسمین اگر بہیڑ یا بکری سے جفت ہوا تو یہ امر بہیڑی کی نیچر کے خلاف ہوا - بہیڑیے کا نیچر بکری کو چیر پہاڑ کر کہا جانا ثابت ہے نہ کہ اس سے جفت ہونا اور اگر نطفہ بکرے نے یہہ رنگ کہایا ہے تو نطفہ بکرے نے خلاف نیچر کیا - اسکی ایک عمدہ نظیر اخبار تیرہوین صدی کے پرچہ ۳ جلد ۳ مین لکہی ہے جو اسکی عبارت سے نقل کیجاتی ہے

"ڈاکٹر ڈابیدرو ایک بڑے فرنچ فلاسفر سے نہین پوچہتے جو نیچر کو عادت سے ہی لاچار کئے دیتا ہے کہ عادت کے سامنے نیچر کی نہین چلتی - اور ڈاکٹر اردان بڑے نیچری نے اسکو نمونہ کتون کی ایک نسل بالکل بیدم اسطرح کر دی کہ وہان کے لوگون نے اپنے کتون کی دمین کاٹنی شروع کر دی دو تین پشت برابر کاٹتے چلے گئے آخر کو بیدم کتے ہونے لگے - نیچر سے عادت زبردست نکلی نہ نہین - بلکہ اسی فلاسفر کا گمان ہے کہ اسی طرح اگر چاہین تو انسان بہی ایک ہی ہاتہ کے پیدا ہوتے لگین گے "

شاید ان تشبیہات کے جواب مین آنریبل صاحب فرماوین کہ جو وقوع مین آتا ہے وہ عجائب وبرخلاف عادت

سابق ہی کیون نہو نیچر کے مطابق ہوتا ہے اسکا جواب یہہ ہے کہ یہہ بات آپ کو تب سوجہی ہے جبکہ اُن عجائبات کا وقوع ہوا۔ جبتک کہ اُن عجائبات خلاف عادت کو آپنے نہ دیکہا تہا اُن عجائبات کے صادر ہونے اور نیچر کے مطابق ہوسکنے کا آپکو کہان اعتقاد تہا۔ اُس وقت تو یہی سمجہا گیا تہا کہ ایسے امر کا صدور نیچر کے خلاف ہے اس سے یقین کیا جاسکتا ہے کہ جن امور کو مشاہدہ حالات قانون نیچر ٹہرایا جاتا ہے وہ بہی محتمل خلاف ہین اور کوئی حالت نیچر ایسی قطعی نہین ہے جسکے خلاف کا امکان نہین ہے۔ یہی امر نیچر کی بیخ کنی کرتا ہے اور اُسکو محض خیالی بناوٹی چیز بناتا ہے۔

۴۳ نسخ

آنرابیل صاحب نے قرآن مین ناسخ ومنسوخ کے پائے جانیسے تہذیب ماہ رمضان ۹ ھ ۱۲۸ تفسیر مین انکار کیا ہے مگر کہنا ان ہو تبیین الکلام فی تفسیر التوریت والانجیل علی ملۃ الاسلام کے صفحہ ۲۶۳ جلد اول مین آپنے صاف اسکا اقبال کیا ہے چنانچہ فرمایا ہے اکثر عیسائیون نے اور مسلمانون مین کئی بعض فرقون نے احکام الٰہی کے منسوخ ہونیسے انکار کیا اور کہا کہ خدا کے احکام مین ناسخ اور منسوخ ہونا خدا تعالی کے تقدس کے برخلاف ہے مگر جو لوگ کہ کُتب سماویہ پر اعتقاد رکہتے ہین خواہ یہودی خواہ عیسائی خواہ مسلمان اُنکو کچہہ چارہ نہین ہے بجز اسکے کہ وہ اقرار کرین کہ بلاشبہ احکام الٰہی مین ناسخ اور منسوخ ہے۔ اسکے بعد آپنے چند احکام توریت کو بیان کیا جنمین نسخ صریح احکام مین آپکے نزدیک واقع ہے پہر بصفحہ ۲۶۵ معنے نسخ کو بیان فرمایا جس معنے کر آپ نسخ کے مقر مین اور مسلمان بہی اونہین معنے کر نسخ احکام قرآن کے قایل ہین پہر امر نسخ احکام قرآن سے آپکا انکاری ہونا اور جو تبدل تغیر (بلحاظ حیثیات کیون نہ ہو) احکام قرآن مین واقع ہے اُسکو نسخ نہ کہنا کمال تعجب کا محل ہے۔

۴۴ بسم اللہ

جناب خانصاحب بہادر بجواب عیسائیان معترضین کہ بسم اللہ انتخاب وتقلید کتاب ژند اوستا و زردشت مجوس ہے جو بصلاح حضرت سلمان فارسی قرآن مین درج کی گئی ہے ارشاد فرماتے ہین کہ نبی کا یہہ کام نہین ہے کہ نیکی اچہی بات کو تسلیم نہ کرے۔

مین کہتا ہون یہہ جواب کیا ہوا اعتراض کو تسلیم کرلیا ہے اور حق یہہ ہے کہ بسم اللہ سورہ نمل مین موجود ہے قصہ حضرت سلیمان مین ہے اور سلیمان یہودی المذہب والملت تہے اور رسالہ دین کی تحقیق ہیا یہ ترک

سوسائٹی مشن پریس الہ آباد صفحہ ۸۷ و ۸۸ مین ہے کہ یہہ کتب یہودمثل طالمود وغیرہ مین موجود ہے۔ اور سیرت ابن ہشام مین قصہ حضرت سلمان فارسی کا یون لکہا ہے کہ مذہب مجوس سے عیسائی ہوئے اور شام مین بہت رہے اور صحیح مسلم باب مناقب صحابہ مین حضرت سلمان کو صاحب الکتابین لکہا ہے یعنی توریت و انجیل جانتے تہے تو مشورہ دینا بمذہب مجوس خلاف قرینہ سلیمہ کے ہے بلکہ مسلم اللہ سنت انبیاء خدا ہے ایجاد جدید نہین نہ تقلید رند ہے

(۵) حرمت منخنقہ

آنرایبل صاحب فرماتے ہین حرمت طیور منخنقہ غیر منصوص ہے اور یہہ حکم صرف قیاسی و اجتہادی ہے اور جب طعام اہل کتاب پاک و حلال ہے تو طعام منخنقہ اہل کتاب کا کہانا درست ہے۔

مین کہتا ہون بنا بر تصریح قاموس صحاح نہایہ تفسیر بیضاوی تفسیر نیشاپوری کشاف وغیرہ منخنقہ میتہ مین داخل ہے اور میتہ کی حرمت مین آیہ حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ نص صریح ہے۔

اور ایک عمدہ دلیل یہہ ہے کہ اعمال الرسل باب ۱۵ درس ۲۹ مین ہے یہ ان کو لکہہ بہیجین کہ بتون کی [illegible] [illegible] حرام کاری اور گلا گہونٹے ہوئی چیزون اور لہو سے کنارہ رہین۔ عربی انجیل باب ۱۵ درس ۲۰ مین ہے ان تمتنعوا عما ذبح للاصنام والدم والمخنوق والزنا فاذا انتم حفظتم انفسکم من ہذا فنعما تصنعون کونوا معافین اب بمقابلہ پولوس کے اجتہاد فلسفی مسیحی یا جناب خان صاحب کا غلط و باطل ہے۔

ولادت مسیح

اس مسئلہ مین تو خان صاحب نے غضب ہی کر دیا۔ قرآن و انجیل دونون کو طاق مین رکہدیا اور مضمون سعدی چہ دلاور است دزدی کہ بکف چراغ دارد کا جلوہ دکہایا۔ تفسیر سید ی مین حضرت مسیح علیہ السلام کا یوسف نجار کے نطفہ سے پیدا ہونا بیان فرمایا۔ ہم اسباب مین خان صاحب کے کلام پر تفصیلی نکتہ چینی کرنا چاہتے ہین اس لئے ان کی اصل کلام کو بحذف زوائد اس مقام پر بعینہ نقل کرتے ہین پہر تفصیل اسکا جواب دیتے ہین۔

نقل عبارت

ضمیمہ اشاعۃ السنۃ

نمبر ۱۲ جلد ۳

اشاعت اسلام

مضمون اشاعت اسلام پر (جو ضمیمہ اشاعۃ السنۃ نمبر ۱ میں شایع ہوا ہے) مشاہیر علماء ہندوستان و پنجاب (جیسے حضرت شیخنا
و مولینا جناب مولوی سید محمد نذیر حسین صاحب محدث دہلوی - جناب مولوی سید ابو المنصور صاحب دہلوی امام فن مناظرہ
اہل کتاب - جناب مولوی سید الفت حسین صاحب دہلوی جناب مولوی محمد عبد الحی صاحب لکہنوی - جناب مولوی محمد بشیر حسین صاحب
جبلپوری جناب مولوی محمد ابراہیم صاحب آروی جناب مولوی سید احمد حسین صاحب عظیم آبادی - جناب مولوی
حافظ محمد صاحب لکہوکی فیروزپوری - جناب قاضی محمد منصور جان صاحب پشاوری جناب خلیفہ حمید الدین صاحب لاہوری -
[illegible] الدین صاحب لاہوری - جناب مولوی محمد نور الدین صاحب بہیروی حکیم ریاست جموں - جناب
مولوی احمد اللہ صاحب امرتسری) وغیرہ وغیرہ نے **اتفاق** رائے ظاہر کیا ہے اور کئی مشہور نامی اخبارون
مین (جیسے اخبار انجمن پنجاب لاہور - پنجابی اخبار لاہور - کوہ نور لاہور - جریدہ روزگار مدراس - منشور محمدی بنگلور)
وغیرہ مین یہہ مضمون بعینہ یا اسکا ماحصل شایع ہوا ہے اور ان اخبارون کے اڈیٹرون نے اس مضمون کی تائید مین
خوب زور دیا ہے اور بغیر لقو[illegible] ان اڈیٹران و حضرات علماء نے باتفاق مسلمانون کی باہمی موافقت اور اشاعت
اسلام کے لئے انجمن اشاع[illegible] اسلام کی اقامت کی ضرورت کو نہایت جوش سے تسلیم کیا ہے **بلکہ** لاہور مین تو
بعض احباب نے ایک انجمن کی بنا بہی قایم کر دی ہے جسکے ممبر و معاون اس عاجز کے سوا یہہ حضرات ہین - منشی [illegible] علی
صاحب شہرت اڈیٹر انجمن اخبار لاہور - منشی حفیظ الدین صاحب مترجم یونیورسٹی پنجاب - خلیفہ حمید الدین صاحب
مدرس گورنمنٹ سکول لاہور - مولوی الفت حسین صاحب مدرس ٹریننگ کالج لاہور - سید محمد شاہ صاحب اورسیر
ضلع لاہور - مولوی محمد غضنفر صاحب مدرس یونیورسٹی پنجاب - شیخ محی الدین صاحب مدرس - منشی کریم الہی صاحب [illegible]
یونیورسٹی لاہور - منشی عبد الحق صاحب اکونٹنٹ لاہور - میان نظام الدین صاحب ٹہیکہ دار لاہور - مولوی الہی بخش صاحب
وکیل چیف کورٹ پنجاب - خلیفہ رجب الدین صاحب سوداگر پشمینہ میان محمد صاحب عرف محمد بخش صاحب علاقہ بند لاہور
حافظ بہادر الدین صاحب ٹہیکہ دار لاہور - بابو جلال الدین صاحب ہیڈ کلرک فارسٹ ڈیپارٹمنٹ لاہور بابو فضل الدین صاحب

فارسٹر انجنیر لاہور ڈویزن - مولوی محمد نور الدین صاحب حکیم ریاست جموں - حکیم فضل الدین ساکن بھیرہ -
سید امیر حیدر صاحب ساکن وزیر آباد وغیرہ وغیرہ اور ان حضرات نے اپنے اپنے حوصلہ کے موافق انجمن کے لئے
چندہ بھی مقرر کیا ہے ان سب میں بالفعل جناب مولوی نور الدین صاحب سبقت لے گئے ہیں جنہوں نے ساٹھ روپیہ سالانہ
مقرر فرمایا ہے اور ایک سو روپیہ یکمشت دینے کا وعدہ کیا ہے - اب اس انجمن کے اتمام و استحکام میں صرف
اتنی کسر باقی ہے کہ بعض معزز رؤساء اسلام اسمیں شامل ہوں اور کسیقدر اور مشاہیر علماء کرام اسمیں شریک
ہوں - تھوڑے سے رؤساء اور کسیقدر اور علماء اس انجمن کے معاون ہو جاویں اور کارروائی شروع ہو تو اکثر علماء
و صدہا عوام و رؤساء اسمیں شامل ہو جاوینگے چنانچہ اکثر جمہوری کام ہمیشہ اسیطرح استحکام پکڑتے ہیں اور رفتہ رفتہ ایک
سے ہزارہا ہو جاتے ہیں -

پس ہم تمام رؤساء و بقیہ علماء لاہور و امرتسر و لودہیانہ و پٹیالہ و مالیر کوٹلہ و شملہ و حیدر آباد
و رامپور و لکھنؤ و الہ آباد و عظیم آباد و کلکتہ و بھوپال و بمبئی و مدراس وغیرہ بلاد معظم کی خدمات میں ملتمس عرض ر
ہیں کہ یہ حضرات اسلام کی اس نازک حالت ضعف پر ترحم فرماویں اور مسلمانوں کی باہمی اتفاق کیطرف توجہ کریں
اور اس اتفاق کے ذریعہ سے اسلام کو رونق و ترقی دیں - میری اس اجمالی التماس کیطرف ان حضرات نے
توجہ نہ کی تو ناچار میں بلاد مذکورہ کے علماء اور رؤساء کو نام بنام پکار کر التجا کروں گا اور اپنی کوشش کو حد وسعت
و امکان تک پہنچاؤں گا -

اس مضمون سے بعض احباب نے **مخالفت** بھی ظاہر کی ہے مگر وہ بہ نسبت تسلیم شاذ و نادر ہے ان مخالفین میں
بعضے تو ہمارے قدیمی حریف ہیں جو قدیمی مخالفت کے تقاضے سے ہماری تجویز پر نکتہ چینی کرتے ہیں اور تا
حال کیطرف توجہ نہیں فرماتے - پھر انمیں کوئی تو یہہ کہتا ہے کہ اس سبب مؤلف اشاعۃ السنہ نیچری ہونے
لگا - کوئی کہتا ہے کہ عمل بالحدیث چھوڑ کر اب مقلد بنا اور **بعضے** انمیں ہمارے مخلصین میں ہیں جو مقاصد و اغراض
مضمون تک نارسائی کے سبب سے اسپر نکتہ چینی کرتے ہیں **پہلے** حضرات کے **جواب** میں تو میں اسیقدر کہنا
کافی سمجھتا ہوں کہ میں جو کچھ کہ ہوں یا ہونا چاہتا ہوں میری کلام سے معلوم ہوگا - اور خود رسالہ
اسپر شہادت دیگا **دوسرے** احباب کے شکوک کو نقل کرکے انکے جوابات تحریر میں لاتا ہوں بعض ا

اعتراض کیا ہے کہ اس اتفاق سے باہم ایسا اختلاط ہوگا کہ مذہبی تفرقہ شیعہ سُنی وہابی بدعتی مقلد غیر مقلد
کا جاتا رہیگا اور سب کا مذہب گڈمڈ ہو جائیگا اسکا **جواب** تو اسی مضمون مین موجود ہے ان احباب نے اُسکی طرف
توجہہ نہین کی ورنہ یہہ بات ہرگز انکی زبان پر نہ آتی - بعض احباب نے یہہ **اعتراض** کیا ہے کہ جب کسی بدعت خلافی کی ابطال
اور سنت اختلافی کے اثبات سے انجمن اشاعت اسلام کو سروکار نہ ہوا چنانچہ اس مضمون مین قرار دیا گیا ہے تو
باب امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا مسدود ہوا یہہ اعتراض گو بظاہر قوی معلوم ہوتا ہے مگر حقیقت نہایت ضعیف
ہے اور اُسکی نارسائی فہم سے ناشی ہے - اس مضمون مین بدعت خلافی کے ابطال و سنت اختلافی کے اثبات سے
کسی کو منع نہین کیا - بلکہ ہر ایک کو اپنی اپنی خصوصیات خلافیہ کے رواج دینے اور خصوصیات غیر سے مخالفت کرنیکا
اختیار دیا ہے اور اس امر کے لئے ہر ایک فرقہ کے واسطے انجمن ہاے خاصہ تجویز کی ہین - ہان اس امر کو
انجمن اشاعت اسلام کے فرائض سے نکالدیا ہے جسکا مطلب صرف اتنا ہے کہ جب مختلف خیالات کے ممبر کارروائی انجمن عام
کے لئے جمع ہون تو اس زمان اور اس مکان اور اس کارروائی مین اس حیثیت سے خلافیات کے اثبات یا ابطال سے
تعرض نکرین - دوسرے وقت مین دوسری جگہہ دوسری انجمن ہاے خاصہ مین ہر ایک فرقہ اپنی خصوصیات کی تائید
و اثبات کرے اور خصوصیات غیر کی تزئیف و ابطال علمی طور سے مگر ایسے جادۂ اعتدال سے قدم باہر نہ رکھے
اور تعصب و نفاق و رنجش و بے تہذیبی سے جسکی تشریح ہم اصل مضمون مین کر چکے ہین بچا رہے **سوال** جس زمان
و مکان مین سب ممبر انجمن عام کے جمع ہون اور انجمن عام کی کارروائی شروع کرین اس آن و مکان مین وہ
امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے خدا کی طرف سے مامور ہین یا نہین - اگر مامور نہین تو کیا ہے **جواب**
وہ اُس آن و مکان مین اور تاسیس اصول اسلام کے زمان مین خلافیات کی نسبت امر و نہی کے مامور نہین اور انمین
ماجور - اور اسکے خلاف مین گنہگار اسلئے کہ اس مجلس مین ان خلافیات کا ذکر تفرقہ مجلس کا باعث ہوتا ہے
اور وہ تفرقہ اتفاقی اصول اسلام کی اشاعت کا رافع و مبطل ہے - اور ابطال اتفاقی اصول اسلام کے وسائل
اسباب کا معصیت ہونا اور اس سے باز رہنے کا مامور ہونا واقفان حقیقت اسلام پر مخفی نہین ہے - جب احکام اسلام
کا نزول شروع ہوا تو پہلے مسائل توحید و رسالت ہی کا نزول ہوا جب ان مسائل کو لوگون نے مان لیا تب
بعد انکے احکام حلال و حرام کو اتارا گیا - جب آنحضرت اپنے اصحاب کو اشاعت اسلام کے لئے آفاق مین بھیجتے تو یہی تلقین

اور نہ اُسکی ترک سے گنہگار ہین - بلکہ وہ اس آن و مکان و زمان مین ان خلافیات کے ذکر نہ کرنے اور اُنمین امر و نہی سے باز رہنے کے مامور ہین

فرماتے کہ پہلے انکو شہادت لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کیطرف بلاؤ جب وہ یہہ مان لیں تب نماز روزہ وغیرہ احکام سکہلاؤ۔ اس سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ توحید و رسالت کا امر و اشاعت سب احکام اسلام سے مقدم ہے اور اگر کسی حکم کا ذکر توحید و رسالت کا مفوت ہو تو اسکا ذکر اطاعت نہیں بلکہ معصیت ہے۔ اور اس انجمن اسلام کے ممبرون کو اگرچہ اصول اسلام پر اتفاق اور اسلام حاصل ہے اور اُن کی مجلس میں ذکر مسایل خلافیہ اُن کے اسلام کا مفوت نہیں ہے مگر جن ہزارون بلکہ لاکہون اشخاص کا اسلام میں داخل ہونا اہل مجلس کے اتفاق سے متوقع ہے اُن کے اسلام کا ذکر امور اختلافی سے فوت ہونا تو یقینی امر ہے کیونکہ ان کا اختلافی امور میں تکرار ہوگا اتفاق جاتا رہیگا اور وہ ہزارون اشخاص کے اسلام کا مفوت ہوگا۔ اب برادران دین و اخوان مسلمین اس مضمون پر نکتہ چینی سے ساکت رہیں اور اسکی صحت و مفید ہونے پر اتفاق کریں اور اسکو ہمارا [illegible] سمجہکر اسکی اعانت و تائید کریں۔ آیندہ کوئی مانے خواہ نمانے ہمارا کام صرف کہنا ہے ع

حافظ وظیفہ تو دعا کردن است و بس ٭ در بند آن مباش کہ نشنید یا شنید

راقم

ابو سعید محمد حسین لاہوری [illegible]

+ انما نزل اول ما نزل منه سورة من المفصل فيها ذكر الجنة والنار حتى اذا ثاب الناس الى الاسلام نزل الحلال والحرام ولو نزل اول شيء لا تشربوا الخمر لقالوا لا ندع الخمر ابدا ولو نزل لا تزنوا لقالوا لا ندع الزنا ابدا - عن ابن عباس ان النبي صلعم بعث معاذا الى اليمن فقال ادعهم الى شهادة ان لا اله الا الله وان محمدا رسول الله فان هم اطاعوا لذلك فاعلمهم ان الله قد افترض عليهم خمس صلوات في كل يوم وليلة - (صحیح بخاری)

حضرت عایشہ صدیقہ سے مروی ہے کہ سب سے پہلے قرآن میں وہ سورہ نازل ہوئی جسمیں وعدہ و وعید کا ذکر ہے جب لوگوں نے اسلام کی طرف رجوع کیا تو احکام حلال و حرام کا نزول ہوا پہلے سے زنا و شراب کی ممانعت کا حکم آتا تو لوگ نہ مانتے۔ اور حضرت ابن عباس سے مروی ہے کہ معاذ بن جبل کو حضرت نے یمن کی طرف بھیجا تو یہہ فرما دیا کہ پہلے انکو شہادت لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ سکہلاؤ جب اسکو مان لیں تو پانچ نمازوں کا فرض ہونا بتلاؤ۔

فہرست مطالب جلد سوم اشاعۃ السنۃ